

مذکرہ

مسانید امام عظیم
رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری



منہاج القرآن پبلیکیشنز

تذکرہ

مسانیدِ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ

منہاج القرآن پبلیکیشنز

365- ایم، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 5168514، 042-111-140-140

یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور، فون: 042- 7237695

www.Minhaj.org - sales@Minhaj.org



مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ
مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالْثَّقَلَيْنِ
وَالْفَرِيقَيْنِ مِنْ عُرْبٍ وَمِنْ عَجَمٍ

جملہ حقوق بحق تحریک منہاج القرآن محفوظ ہیں

نام کتاب	:	تذکرہ مسانیدِ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ
تصنیف	:	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری
ترتیب و تخریج	:	حافظ فرحان ثنائی
نظرِ ثانی	:	ڈاکٹر علی اکبر الازہری
زیرِ اہتمام	:	فرید ملّت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ
مطبع	:	منہاج القرآن پرنٹرز، لاہور
اشاعتِ اول	:	مارچ 2009ء
تعداد	:	1,100
قیمت	:	160/- روپے



نوٹ: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصانیف اور ریکارڈڈ خطبات و لیکچرز کی کیسٹس اور CDs سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لیے تحریک منہاج القرآن کے لیے وقف ہے۔
(ڈائریکٹر منہاج القرآن پبلی کیشنز)

fmri@research.com.pk

حکومتِ پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر ایس او (پی۔اے) ۱-۴ / ۱-۸۰ پی آئی وی، مؤرخہ ۳۱ جولائی ۱۹۸۴ء؛ حکومتِ بلوچستان کی چٹھی نمبر ۸۷-۴-۲۰ جنرل وایم ۴ / ۹۷۰-۷۳، مؤرخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۷ء؛ حکومتِ شمال مغربی سرحدی صوبہ کی چٹھی نمبر ۲۴۴۱۱-۶۷-این ۱ / اے ڈی (لائبریری)، مؤرخہ ۲۰ اگست ۱۹۸۶ء؛ اور حکومتِ آزاد ریاست جموں و کشمیر کی چٹھی نمبر س ت / انتظامیہ ۶۳-۸۰۶۱ / ۹۲، مؤرخہ ۲ جون ۱۹۹۲ء کے تحت ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصنیف کردہ کتب تمام سکولز اور کالجز کی لائبریریوں کے لئے منظور شدہ ہیں۔

فہرست

صفحہ	عنوانات
۹	پیش لفظ ❁
۱۱	۱۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مختصر سوانح عمری
۱۱	(۱) ولادتِ باسعادت
۱۳	(۲) نام اور کنیت
۱۴	کنیت سے متعلق غلط فہمی کا ازالہ
۱۵	(۳) امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت
۱۸	(۴) امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخِ حدیث
۲۱	(۵) امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ حدیث
۲۴	(۶) امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے کثیر الحدیث ہونے پر ائمہ کے اقوال
۲۵	۲۔ کتب حدیث کی تقسیم
۳۰	۳۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے مروی مسانید پر ائمہ کی تحقیقات
۳۱	(۱) حافظ ابن نقطہ حنبلی کی تحقیق
۳۱	(۲) امام ابوالمؤید محمد خوارزمی کی تحقیق

صفحہ	عنوانات
۳۲	(۳) حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی تحقیق
۳۵	(۴) امام محمد بن یوسف صالحیؒ کی تحقیق
۳۵	(۵) حافظ ابن طولونؒ کی تحقیق
۳۵	(۶) امام محمد مرتضیٰ زبیدیؒ کی تحقیق
۳۶	(۷) امام ابن عابدین شامیؒ کی تحقیق
۳۶	(۸) علامہ محمد جعفر کتابیؒ کی تحقیق
۳۷	۴۔ امامِ اعظمؒ سے مروی انتیس (۲۹) مسانید پر ہماری تحقیق
۳۹	۵۔ اُنٹیس مسانیدِ امامِ اعظمؒ اور ان کے مؤلفین کا تعارف
۳۹	۱۔ مسند امام حماد بن ابی حنیفہؒ (متوفی ۱۷۶ھ)
۴۲	۲۔ مسند امام قاضی ابو یوسفؒ (متوفی ۱۸۲ھ)
۵۱	۳/۴۔ مسند و آثار امام محمد بن حسن شیبانیؒ (متوفی ۱۸۹ھ)
۶۱	۵۔ مسند امام حسن بن زیاد اللؤلؤیؒ (متوفی ۲۰۴ھ)
۶۴	۶۔ مسند امام محمد بن مخلد الدؤریؒ (متوفی ۳۳۱ھ)
۶۸	۷۔ مسند امام ابن عقدہؒ (متوفی ۳۳۲ھ)
۷۳	۸۔ مسند امام عبد اللہ بن ابی العوامؒ (متوفی ۳۳۵ھ)
۷۶	۹۔ مسند امام عمر بن حسن اشنانیؒ (متوفی ۳۳۹ھ)

صفحہ	عنوانات
۸۰	۱۰۔ مسند امام عبداللہ بن محمد حارثی (متوفی ۳۴۰ھ)
۸۶	۱۱۔ مسند امام عبداللہ بن عدی جرجانی (متوفی ۳۶۵ھ)
۹۱	۱۲۔ مسند امام محمد بن مظفر (متوفی ۳۷۹ھ)
۹۷	۱۳۔ مسند امام طلحہ بن محمد (متوفی ۳۸۰ھ)
۱۰۰	۱۴۔ مسند امام محمد بن ابراہیم مقرئ (متوفی ۳۸۱ھ)
۱۰۳	۱۵۔ مسند امام دارقطنی (متوفی ۳۸۵ھ)
۱۰۸	۱۶۔ مسند امام ابن شاپین (متوفی ۳۸۵ھ)
۱۱۱	۱۷۔ مسند امام ابن مندہ (متوفی ۳۹۵ھ)
۱۱۷	۱۸۔ مسند امام ابو نعیم اصبہانی (متوفی ۴۳۰ھ)
۱۲۲	۱۹۔ مسند امام احمد بن محمد کلاعی (متوفی ۴۳۲ھ)
۱۲۴	۲۰۔ مسند امام ابو الحسن ماوردی (متوفی ۴۵۰ھ)
۱۲۷	۲۱۔ مسند امام خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ)
۱۳۱	۲۲۔ مسند امام عبداللہ بن محمد انصاری (متوفی ۴۸۱ھ)
۱۳۵	۲۳۔ مسند امام حسین بن محمد بن خسرو بلخی (متوفی ۵۲۲ھ)
۱۳۹	۲۴۔ مسند امام محمد بن عبد الباقی انصاری (متوفی ۵۳۵ھ)
۱۴۳	۲۵۔ مسند امام ابن عساکر دمشقی (متوفی ۵۷۱ھ)

صفحہ	عنوانات
۱۵۰	۲۶۔ مسند امام علیؑ بن احمد رازی (متوفی ۵۹۸ھ)
۱۵۲	۲۷۔ مسند امام ابوعلی البکریؒ (متوفی ۶۵۶ھ)
۱۵۵	۲۸۔ مسند امام شمس الدین سخاویؒ (متوفی ۹۰۲ھ)
۱۵۸	۲۹۔ مسند امام عیسیٰ بن محمد ثعالبی (متوفی ۱۰۸۰ھ)
۱۶۲	(۱) صاحب جامع المسانید امام خوارزمیؒ کا تعارف
۱۶۶	(۲) امام محمد بن یوسف صالحی کا تعارف
۱۶۸	خلاصہ بحث
۱۷۱	مآخذ و مراجع

پیش لفظ

فقہ حنفی کے بانی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو پوری دنیا صدیوں سے ”امام اعظم“ کے لقب سے جانتی ہے۔ آپ کی شخصیت چہار دانگ عالم میں شہرہٴ دوام کی مالک ہے۔ علمی میدان سے تعلق رکھنے والا ہر امام چاہے وہ مفسر ہو یا محدث، فقیہ ہو یا متکلم، ہر ایک نے امام صاحب کو ”امام اعظم فی الفقہ“ تسلیم کیا ہے۔

آپ علم الفقہ کے مدوّن اول ہیں۔ یعنی سب سے پہلے شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو فقہی ابواب کے مطابق تشکیل و ترتیب دینے والے آپ ہی ہیں۔ بہ ایں ہمہ بعض حلقوں کی جانب سے آپ کے مرتبہٴ علم کے خلاف کچھ غلط فہمیاں پھیلائی گئیں۔ آپ کو قلیل الحدیث کا طعنہ دیا گیا اور ”اہل الرائے“ کہہ کر علم الحدیث میں آپ کے تبحر علمی کی نفی کی گئی۔ جبکہ حقیقت میں آپ صرف ”علم الفقہ“ میں ہی امام اعظم نہیں بلکہ ”علم الحدیث“ میں بھی امام اعظم ہیں اور امام الائمہ فی الحدیث کے اعلیٰ ترین درجہ پر فائز ہیں۔

رواں صدی کے عظیم محقق اور احیائی تحریک کے بانی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہمارے درمیان موجود ہے۔ آپ نے بیسیوں علوم پر ساڑھے تین سو سے زائد کتب تالیف کی ہیں جبکہ مختلف موضوعات پر ۵ ہزار سے زیادہ خطابات کیے ہیں۔ اللہ رب العزت نے آپ ہی کے حصہ میں یہ عظیم شرف بھی رکھا کہ آپ امام صاحب کے بلند پایہ مقام علم الحدیث کو اجاگر کریں اور اُن پر وارد ہونے والے ہر اعتراض کو رفع کریں۔ آپ نے اپنی اس تحقیق میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہی خدمت کو سر آنکھوں پر رکھتے ہوئے اُن کے حدیث میں بلند مقام کو نئے تحقیقی اسالیب سے اجاگر کیا ہے۔ آپ نے ثابت کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فقہ میں تو امام اعظم تھے ہی مگر علم الحدیث میں بھی آپ ہی امام اعظم تھے۔

حضرت شیخ الاسلام کی تصنیف 'امام ابو حنیفہؒ: امام الائمہ فی الحدیث' (جلد اول) دو سال قبل منظرِ عام پر آئی تھی جس میں امام صاحب کے مقامِ حدیث کو مختلف گوشوں میں بیان کیا گیا۔ کتاب ہذا کی جلد دوم میں مزید خصوصی اہمیت کے حامل نئے موضوعات زیرِ بحث لائے جا رہے ہیں جن میں زیرِ نظر موضوع یعنی "تذکرہ مسانیدِ امامِ اعظمؒ" بھی ہے۔ اس میں امامِ اعظمؒ ابو حنیفہؒ سے مروی مسانید کو نہایت تحقیقی اور علمی انداز میں مرتب کیا گیا ہے۔ اس کا مقصد امام صاحب سے متعلق قلتِ حدیث کے الزام کو رد کرنا ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ آپ کی مسانید پر کئی ائمہ سلف تحقیق کر چکے ہیں جن کے مطابق آپ سے مروی مسانید کی تعداد ۷۱ تک پہنچتی ہے۔

کتاب ہذا کی علمی انفرادیت اور امتیاز یہ ہے کہ حضرت شیخ الاسلام کے اعلیٰ درجے کے تحقیقی ذوق نے امامِ اعظمؒ سے مروی مسانید کی تعداد کو ۱۷ سے ۲۹ تک پہنچا دیا ہے۔ امام صاحب سے جلیل القدر محدثین کا ۲۹ مسانید روایت کرنا آپ کے اعلیٰ اور ارفع مقامِ حدیث کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ کتاب ہذا کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ امام صاحب کی مسانید کو بالاسناد جمع کرنے والے ائمہ کرام کا مفصل علمی تعارف اور مرتبہ بھی بیان کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین ﷺ)

(حافظ فرحان ثنائی)

ریسرچ اسکالر

فرید مملّت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ

کیم ربیع الاول، ۱۴۳۰ھ



۱۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مختصر سوانح عمری

امام صاحب کی مسانید پر گفتگو کرنے سے قبل آپ کی حیات اور علمی مقام کا مختصر جائزہ درج کیا جاتا ہے۔

(۱) ولادتِ باسعادت

جمہور ائمہ کے ہاں یہ قول مقبول، معروف اور مختار ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۸۰ ہجری میں ہوئی اور وصال ۱۵ شعبان کی رات یعنی شبِ برأت ۱۵۰ ہجری میں ہوا۔ لہذا اس قول کے مطابق آپ کی عمر ستر (۷۰) برس ہوئی۔ ۸۰ھ میں آپ کی ولادت کے بارے میں ائمہ کرام کے اقوال درج ذیل ہیں:

۱۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اسماعیل بن حماد (متوفی ۲۱۲ھ) بیان کرتے ہیں:

ولد جدی فی سنة ثمانین۔^(۱)

”میرے دادا ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔“

۲۔ امام ابو نعیم فضل بن دُکین (متوفی ۲۱۸ھ) فرماتے ہیں:

ولد أبو حنیفة سنة ثمانین وهو النعمان بن ثابت۔^(۲)

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۳: ۳۲۶

۲۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۶: ۳۹۵

(۲) ابن زبیر ربیع، تاریخ مولد العلماء ووفیاتہم، ۱: ۱۹۹

”امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔“

۳۔ امام ابراہیم بن علی شیرازی (متوفی ۴۷۶ھ)، امام اعظم کی ولادت و وصال کے بارے میں فرماتے ہیں:

أبوحنيفة النعمان بن ثابت بن زوطا بن ماه مولیٰ لتیم الله بنی ثعلبة، ولد سنة ثمانین ومات ببغداد فی رجب أو شعبان سنة خمسین ومائة، وهو ابن سبعین سنة. (۱)

”امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت بن زوطی بن ماہ، تیم اللہ بنو ثعلبہ کے آزاد کردہ غلام، ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور بغداد میں رجب یا شعبان ۱۵۰ھ میں ستر برس کی عمر میں وصال فرمایا۔“

۴۔ امام ابن جوزی (متوفی ۵۷۹ھ) لکھتے ہیں:

ولد سنة ثمانین. (۲)

”امام ابوحنیفہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔“

۵۔ عظیم نقاد محدث امام ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

ولد سنة ثمانین فی حیاة صغار الصحابة. (۳)

”آپ صغار (۴) صحابہ کرام ؓ کے زمانہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔“

(۱) ابواسحاق شیرازی، طبقات الفقهاء، ۱: ۸۷

(۲) ابن جوزی، المنتظم فی تاریخ الملوك والأئم، ۸: ۱۲۹

(۳) ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۶: ۳۹۱

(۴) یعنی امام اعظم ؓ اُن صحابہ کرام ؓ کی زندگی میں پیدا ہوئے جو وصال نبوی ﷺ کے وقت کم سن تھے۔

۶۔ امام ابن حجر ہیتمی مکیؒ (متوفی ۷۹۷ھ) فرماتے ہیں:

الأكثرون على أنه ولد سنة ثمانين بالكوفة في خلافة عبد الملك بن مروان.^(۱)

”اکثر ائمہ اس بات پر متفق ہیں کہ امام ابو حنیفہ کوفہ میں عبد الملک بن مروان کے زمانہ خلافت میں ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔“

(۲) نام اور کنیت

آپ کا اسم گرامی: نعمان، کنیت: ابو حنیفہ اور لقب امام اعظم ہے۔ آپ کے نام نعمان کے لغوی معانی کو دیکھیں تو آپ اسم باسمیٰ نظر آتے ہیں۔ امام ابن حجر ہیتمی مکیؒ نے امام اعظم کے نام کے لغوی معانی بیان کرتے ہوئے آپ کے اوصاف یوں بیان کیے ہیں۔ فرماتے ہیں:

اتَّفَقُوا عَلَى أَنَّهُ النِّعْمَانُ، وَفِيهِ سِرٌّ لَطِيفٌ:

۱۔ إِذْ أَصْلُ النِّعْمَانِ النَّدْمُ الَّذِي بِهِ قَوَامُ الْبَدَنِ.

۲۔ وَمِنْ ثَمَّةٍ ذَهَبَ بَعْضُهُمْ إِلَى أَنَّهُ الرُّوحُ، فَأَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ بِهِ قَوَامُ الْفَقْهِ وَمِنْهُ مَنْشَأُ مَدَارِكِهِ وَعَوِيصَاتِهِ.

۳۔ أَوْ نَبَتْ أَحْمَرُ طَيْبِ الرُّوحِ الشَّقِيقِ أَوْ الْأَرْجَوَانِ بَضْمُ الْهَمْزَةِ. فَأَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى طَابَتْ خِلَالُهُ، وَبَلَغَ الْغَايَةَ كَمَالِهِ.

۴۔ أَوْ فَعْلَانٌ مِنَ النِّعْمَةِ، فَأَبُو حَنِيفَةَ نِعْمَةُ اللَّهِ عَلَى خَلْقِهِ.^(۲)

(۱) ابن حجر ہیتمی، الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبی حنیفة النعمان: ۳۱

(۲) ابن حجر ہیتمی، الخیرات الحسان: ۳۱

”ائمہ اس پر متفق ہیں کہ آپ کا نام نعمان ہے اور اس میں لطیف راز ہے:
 ۱۔ نعمان کی اصل ایسا خون ہے جس سے بدن (کا ڈھانچہ) قائم ہوتا ہے،
 ۲۔ بعض نے کہا: نعمان کا معنی روح ہے۔ پس امام ابوحنیفہؒ کی وجہ سے فقہ
 اسلامی کا ڈھانچہ قائم ہے اور آپ ہی فقہ (یعنی تمام اسلامی احکام) کے
 دلائل اور مشکلات (کے حل) کی بنیاد ہیں۔

۳۔ یا (نعمان کا معنی) سرخ خوشبودار گھاس ہے یا ارغوان کے رنگ کو نعمان
 کہتے ہیں۔ (اس معنی کی رو سے) امام ابوحنیفہؒ کی عادات مبارکہ اچھی
 ہوئیں اور آپ کمال انتہاء کو پہنچے۔

۴۔ یا نعمان کا لفظ نعمت سے فعلان کے وزن پر ہے، پس امام ابوحنیفہؒ مخلوق پر
 اللہ تعالیٰ کی نعمتِ عظمیٰ ثابت ہوئے۔“

کنیت سے متعلق غلط فہمی کا ازالہ

امامِ اعظم کی کنیت ابوحنیفہ ہے۔ لفظ حَنِيفَةٌ، حنیف سے مونث ہے۔ آپ کی یہ
 کنیت کسی صاحبزادی کی وجہ سے نہ تھی کیونکہ حماد کے سوا آپ کی اور کوئی بھی مذکر یا مؤنث
 اولاد تھی ہی نہیں۔^(۱) درحقیقت آپ کی یہ کنیت وصفی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن
 مجید میں لفظ حنیف استعمال کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

قُلْ صَدَقَ اللَّهُ ۖ فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ
 الْمُشْرِكِينَ ۝ (۲)

”فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے، سو تم ابراہیم (علیہ السلام) کے دین کی
 پیروی کرو جو ہر باطل سے منہ موڑ کر صرف اللہ تعالیٰ کے ہو گئے تھے، اور وہ

(۱) ابن حجر ہیتمی، الخیرات الحسان: ۳۱

(۲) آل عمران، ۹۵: ۳

مشرکوں میں سے نہیں تھے۔“

ایک اور مقام پر فرمایا:

وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ
إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا. (۱)

”اور دینی اعتبار سے اُس شخص سے بہتر کون ہو سکتا ہے جس نے اپنا روئے نیاز اللہ تعالیٰ کے لیے جھکا دیا اور وہ صاحب احسان بھی ہوا، اور وہ دینِ ابراہیم (علیہ السلام) کی پیروی کرتا رہا جو (اللہ تعالیٰ کے لیے) یکسو (اور) راست رَوَ تھے۔“

امام اعظم نے بذاتِ خود اپنی کنیت ابوحنیفہ اختیار فرمائی جس کا مطلب ہے صاحبِ ملتِ حنیفہ یعنی ”ملتِ باطلہ سے اعراض کر کے ملتِ حق کو اختیار کرنے والا۔“ آپ کی ذاتِ ملتِ حنیفہ اور دینِ اسلام کے لیے وقف تھی۔ ملتِ حنیفہ کی اسی نسبت کے باعث آپ کی کنیت عوام و خواص میں ”ابوحنیفہ“ مشہور ہو گئی۔

(۳) امام اعظمؒ کے حق میں حضور نبی اکرم ﷺ کی بشارت

حضور نبی اکرم ﷺ نے اہلِ فارس کے ایک خوش نصیب شخص کے بارے میں خوشخبری دی ہے۔ اس حدیثِ مبارکہ کو امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

لَوْ كَانَ الدِّينُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَذَهَبَ بِهِ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسَ أَوْ قَالَ: مِنْ
أَبْنَاءِ فَارِسَ حَتَّى يَتَنَاوَلَهُ. (۲)

(۱) النساء، ۴: ۱۲۵

(۲) مسلم، الصحيح، کتاب فضائل الصحابة، باب فضل فارس، ۴:

۱۹۷۲، رقم: ۲۵۴۶

”اگر دین اوجِ ثریا پر بھی ہوا تو اہلِ فارس (یا فرمایا: ابناءِ فارس) میں سے ایک شخص اسے وہاں سے بھی پالے گا۔“

محدثین نے اس حدیث میں بشارتِ نبوی ﷺ کا اطلاق امامِ اعظم پر کیا ہے:

۱۔ حجتہ الاسلام امام جلال الدین سیوطی شافعیؒ (متوفی ۹۱۱ھ) نے ”تبییض الصحیفہ“ میں تبشیر النبی ﷺ بہ (امامِ اعظم کے حق میں حضور نبی اکرم ﷺ کی بشارت) کے عنوان سے باب باندھا ہے جس میں انہوں نے امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کی فضیلت پر وارد ہونے والی احادیث تحریر کرنے کے بعد لکھا ہے:

أقول: وقد بشر بالإمام أبي حنيفة في الحديث الذي أخرجه أبو نعيم في الحلية.

”میں کہتا ہوں: اس حدیث میں امام ابوحنیفہ کی بشارت دی گئی ہے جسے امام ابو نعیم نے ”حلیۃ الأولیاء“ میں روایت کیا ہے۔“

یہ جملہ نقل کرنے کے بعد امام سیوطیؒ نے اس حدیثِ مبارکہ کو تین صحابہ کرامؓ سے، پانچ مختلف کتب سے، چھ عباراتِ مختلفہ سے تخریج کیا ہے جو اس حدیث کی ثقاہت پر پختہ دلیل ہے۔ آخر میں امام جلال الدین سیوطیؒ نے اپنا تبصرہ ان الفاظ میں فرمایا:

فهذا أصل صحيح يعتمد عليه في البشارة والفضيلة نظير المحدثين الذين في الإمامين ويستغنى به عن الخبر الموضوع. (۱)

”امامِ اعظم کے حق میں بشارت اور فضیلت پر یہ حدیث اصل اور صحیح ہے جس پر اعتماد کیا جاتا ہے جس طرح کہ پہلی روایات میں امام مالکؒ اور شافعیؒ کی بشارت تھی، امامِ اعظم کے حق میں یہ صحیح حدیث، موضوع روایات سے بے نیاز

(۱) سیوطی، تبییض الصحیفہ بمناقبِ ابي حنيفة: ۳۱-۳۳

کردیتی ہے۔“

۲۔ امام ابن حجر ہیتمی المکی الشافعیؒ (متوفی ۹۷۳ھ) نے بھی الخیرات الحسان میں باب باندھا ہے جس کا عنوان ہے: فیما ورد من تبشیر النبی ﷺ بالإمام أبی حنیفة رحمہ اللہ (امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے حق میں وارد ہونے والی حضور نبی اکرم ﷺ کی خوش خبری)۔ امام ہیتمی نے اس باب کے ابتدائیہ میں امام جلال الدین سیوطیؒ کی درج بالا تحقیق درج کرنے کے بعد لکھا ہے کہ امام سیوطی کے بعض تلامذہ نے کہا ہے اور اسی کی ہمارے شیخ نے توثیق کی ہے:

أن الإمام أبا حنیفة هو المراد من هذا الحديث ظاهر لا شك فيه لأنه لم يبلغ أحد أي في زمنه من أبناء فارس في العلم مبلغه ولا مبلغ أصحابه، وفيه معجزة ظاهرة للنبي ﷺ حيث أخبر بما سيقع، وليس المراد بفارس البلد المعروف بل جنس من العجم وهم الفرس وسيأتي أن جدَّ الإمام أبی حنیفة منهم على ما عليه الأكترون^(۱).

”یقیناً اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ اس حدیث سے امام ابوحنیفہ مراد ہیں کیونکہ آپ کے زمانے میں اہل فارس میں سے کوئی شخص بھی آپ کے مبلغ علم اور آپ کے شاگردوں کے درجہ علم تک نہیں پہنچا، اور اسی حدیث میں حضور نبی اکرم ﷺ کا معجزہ بھی ظاہر ہے کہ جیسا آپ ﷺ نے خبر دی ویسا ہی وقوع پذیر ہوا۔ فارس سے مراد کوئی مشہور شہر نہیں ہے بلکہ یہ عجم کے لحاظ سے جنس ہے اور وہ فارسی کہلاتے ہیں، آگے عنقریب بیان آئے گا کہ امام ابوحنیفہ کے دادا فارسی النسل تھے اسی پر اکثر ائمہ کا اتفاق ہے۔“

(۱) ابن حجر ہیتمی، الخیرات الحسان: ۲۴

امام جلال الدین سیوطیؒ اور امام ابن حجر ہیتمیؒ کی تحقیق سے معلوم ہوا کہ اہل فارس میں سے جس خوش نصیب فرد واحد کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ نے بشارت دی تھی ”وہ امامِ اعظم ابو حنیفہؒ ہی ہیں۔“ (۱)

(۴) امامِ اعظمؒ کے شیوخِ حدیث

امامِ اعظمؒ نے چار ہزار اساتذہ سے علمِ الحدیث حاصل کیا۔ اساتذہٗ امامِ اعظمؒ کی یہ تعداد امامِ مؤنفؒ بن احمد المکی نے ’مناقب الإمام أبي حنيفة‘ میں، امامِ خوارزمیؒ نے ’جامع المسانید‘ میں، امامِ کردریؒ نے ’مناقب الإمام أبي حنيفة‘ میں اور ان کے علاوہ بہت سے دیگر ائمہ و مؤرخین جن میں ابنِ حجر المکیؒ اور امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی بھی شامل ہیں، سب نے بیان کی ہے۔

۱۔ امام ابو عبد اللہ بن ابی حفص الکبیرؒ نے امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے تلامذہ کا آپس میں ایک مناقشہ ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں:

فجعل أصحاب الشافعي يفضّلون الشافعي على أبي حنيفة، فقال أبو عبد الله بن أبي حفص: عدّوا مشائخ الشافعي كم هم؟ فيعدّوا فبلغوا ثمانين. ثم عدّوا مشائخ أبي حنيفة من العلماء والتابعين فبلغوا أربعة آلاف. فقال أبو عبد الله: هذا من أدنى فضائل

(۱) راقم نے امامِ اعظم ابو حنیفہؒ کے حق میں بشارتِ نبوی ﷺ پر مشتمل اس حدیث مبارک کی امام صاحب کی عمر کی مناسبت سے ۷۰ اسانید کی تخریج، چالیس اجل محدثین کے حوالوں کے ساتھ الگ کتاب ’تکمیل الصحیفہ بأسانید الحدیث فی الإمام أبي حنيفة‘ میں کر دی ہے۔ راقم کی کتاب ’امام ابو حنیفہؒ: امام الائمۃ فی الحدیث (جلد اول)‘ کا باب چہارم بھی اسی پر مشتمل ہے۔ تفصیلاً وہاں پڑھا جاسکتا ہے۔

أبي حنيفة. (۱)

”(ایک وقت میں) امام شافعی کے شاگرد امام شافعی کو امام ابو حنیفہ پر فضیلت دینا شروع ہو گئے، ابو عبد اللہ بن ابی حفص (حنفی) نے شوافع سے کہا: تم امام شافعی کے اساتذہ گن کر بتاؤ وہ کتنے ہیں؟ وہ گننے لگے تو اساتذہ امام شافعی کی کل تعداد اسی (۸۰) تھی۔ پھر احناف نے امام ابو حنیفہ کے علماء اور تابعین اساتذہ کو شمار کیا تو ان کی تعداد چار ہزار تک پہنچ گئی۔ اس پر ابو عبد اللہ نے کہا: یہ امام ابو حنیفہ کی (امام شافعی سمیت بقیہ ائمہ پر) ادنیٰ سی فضیلت ہے۔“

۲۔ امام سیف الائمہ سابیؒ فرماتے ہیں کہ یہ بات مشہور و معروف ہے:

أن أبا حنيفة تلمذ عند أربعة آلاف من شيوخ أئمة التابعين. (۲)

”بے شک امام ابو حنیفہ نے چار ہزار (۴۰۰۰) شیوخ ائمہ تابعین کے ہاں زانوئے تلمذتہ کیا ہے۔“

۳۔ امام محمد بن یوسف الصالحی الشافعی (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی امام ابو حفص الکبیر کے حوالہ سے امام اعظم کے شیوخ کی تعداد کو چار ہزار بیان کیا ہے۔ (۳)

۴۔ امام ابن حجر المکی الشافعیؒ (۹۷۳ھ) نے امام اعظم کے شیوخ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

هم كثيرون لا يسع هذا المختصر ذكرهم، وقد ذكر منهم الإمام أبو حفص الكبير أربعة آلاف شيخ، وقال غيره: له أربعة آلاف

(۱) ۱۔ موفق، مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة، ۱: ۳۸

۲۔ ابن بزاز کردری، مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة، ۱: ۶۸

(۲) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۳۲

(۳) صالحی، عقود الجمان، ۶۳

شیخ من التابعین فما بالک بغیرہم۔^(۱)

”امام ابوحنیفہ کے کثیر اساتذہ ہیں جن کا ذکر اس مختصر کتاب میں نہیں ساسکتا۔ امام ابوحنیفہ الکبیر نے اُن میں سے آپ کے چار ہزار شیوخ کا ذکر کیا ہے۔ بعض نے کہا ہے: صرف آپ کے تابعین شیوخ کی تعداد چار ہزار ہے، ان کے علاوہ کا اندازہ آپ خود کر لیں۔“

ائمہ کرام کے اقوال پر مبنی درج بالا تحقیق سے یہ بات ثابت ہوئی کہ امام اعظم کے کم از کم چار ہزار شیوخ تھے اور محدثین نے یہاں تک لکھا ہے کہ آپ کے یہ چار ہزار شیوخ ”تابعین“ تھے۔ اگر امام صاحب ہر تابعی سے بھی ایک ایک حدیث لیں تو آپ کی چار ہزار (۴۰۰۰) احادیث تو یہیں پوری ہو جاتی ہیں۔ جب کہ آپ کے اساتذہ تو اس کے علاوہ بھی بہ کثرت ہیں۔ اسی طرح تابعین کے علاوہ آپ کے جن شیوخ کے ناموں کا احاطہ نہیں ہو سکا اُن کو بھی ملا لیا جائے تو فقط اساتذہ کی تعداد کے اعتبار سے ہی ”آپ تک ہزار ہا احادیث“ پہنچتی ہیں۔ حالانکہ ان تابعین میں سے کثیر حضرات ہزار ہا احادیث کا ذخیرہ رکھتے تھے اور امام صاحب کی اپنے شیوخ کے ساتھ نسبتِ تلمذ سے ہی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ شیوخ خود علم کے کس مقام پر فائز ہوں گے اور امام صاحب نے اُن سے کس حد تک احادیث حاصل کی ہوں گی؟

امام صاحب کے چند اکابر شیوخ حدیث کے نام درج ذیل ہیں:

عطاء بن ابی رباح، ابو اسحاق سہمی، محارب بن دثار، عبدالرحمان بن ہرمز، اعرج، عکرمہ مولیٰ ابن عباسؓ، نافع مولیٰ ابن عمرؓ، عامر بن شراحیل شعمی، عطیہ عوفی، عدی بن ثابت، عمرو بن دینار، سلمہ بن کُہیل، قتادہ بن دعامہ، منصور بن معتمر، امام محمد بن

(۱) ابن حجر مکی، الخیرات الحسان: ۳۶

علی باقر، امام جعفر الصادق، سماک بن حرب رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر ائمہ^(۱)۔

امام صاحب کی ذہانت اور علمی حرص و طلب سے یہ کیسے توقع کی جاسکتی ہے کہ جن کبار محدث تابعین کے پاس آپ نے ساہا سال تک قیام کیا اور اُن سے علم حدیث اخذ کیا وہ ایک ایک، دو دو یا چند احادیث پر مشتمل ہوگا۔ یہ دراصل آپ کے علمی کمال پر بہتانِ عظیم ہے۔^(۲)

(۵) امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ حدیث

تفقہ فی الدین اور فقہ القرآن و الحدیث کی بدولت امام صاحب کے گرد بیک وقت ہزار ہا شاگردوں کا جھگھٹا ہوتا تھا جو آپ کے فیضانِ علمی سے مستنیر ہوتے تھے۔ آپ کے تلامذہ کی صحیح تعداد کو جاننا بجد مشکل ہے کیونکہ آپ کے تلامذہ ساری دنیا کے اطراف و اکناف میں پھیلے ہوئے تھے۔

۱۔ محدث کبیر، امام الجرح و التعديل محمد بن احمد بن عثمان الذہبی (متوفی ۴۸۰ھ) امام اعظم کے محدثین تلامذہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

روى عنه من المحدثين والفقهاء عدة لا يحصون.^(۳)

”امام ابوحنیفہ سے اتنے محدثین اور فقہاء نے روایت کیا ہے جن کو شمار نہیں کیا جاسکتا۔“

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۳: ۳۲۵

۲۔ ذہبی، مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه: ۱۱

(۲) آپ کے مشائخ پر مزید تحقیق کے لئے ہماری کتاب ’امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام الائمۃ فی الحدیث (جلد اول)‘ کا مطالعہ فرمائیں۔

(۳) ۱۔ ذہبی، مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه: ۱۱-۱۲

۲۔ أيضاً، تذكرة الحفاظ، ۱: ۱۶۸

۲۔ امام احمد بن حجر الہیتمی المکی الشافعی (متوفی ۹۷۳ھ) نے بھی اسی حقیقت کو اپنے الفاظ میں تحریر کیا ہے:

﴿الفصل الثامن﴾ في ذكر الآخذين عنه الحديث والفقه: قيل استيعابهم متعذر لا يمكن ضبطه.....

وقد ذكر منهم بعض متأخري المحدثين في ترجمته نحو الثمانمائة مع ضبط أسمائهم ونسبهم.^(۱)

”آٹھویں فصل﴾ امام ابو حنیفہؒ سے حدیث اور فقہ حاصل کرنے والوں کا بیان: علماء نے کہا ہے کہ امام صاحب کے شاگردوں کا احاطہ مشکل ہے ان کا ضبط تحریر میں لانا ممکن ہی نہیں۔.....

بعض متأخر محدثین امام ابو حنیفہ کے ترجمہ میں ان کے ۸۰۰ کے قریب شاگردوں کے اَسماء اور نسب کو احاطہ تحریر میں لائے ہیں۔“

امام ابو حنیفہؒ جیسے عظیم و جلیل محدث، فقیہ اور مجتہد سے یہ کیسے ممکن ہو سکتا تھا کہ ان کے ہزار ہا تلامذہ اور اصحاب نہ ہوں؟ ان کے تو ایک ایک حلقہٴ درس میں طالبانِ علم کا انبوہ کثیر ہوتا تھا۔

بعض محدثین اور مؤرخین نے تحقیق کر کے اپنی کتب میں درج کیا ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ سے اخذِ حدیث، روایتِ حدیث اور فہمِ حدیث حاصل کرنے والے شاگردوں اور تلامذہ کی تعداد چار ہزار تک پہنچتی ہے۔

۳۔ حافظ عبد القادر بن ابی الوفاء قرشیؒ اپنی کتاب ’الجواهر المضية‘ کے خطبہ میں امام اعظم کے کل تلامذہ کی تعداد لکھتے ہیں:

(۱) ابن حجر ہیتمی المکی، الخیرات الحسان: ۳۷

روی عن أبي حنيفة و نقل مذهبه نحو من أربعة آلاف نفر. (۱)

”تقریباً چار ہزار افراد نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا اور فقہ حنفی کو نقل کیا۔“

۳۔ امام قرشیؒ مذکور بالا کتاب کے ”الباب الثالث“ میں پھر امام اعظم کے محدثین تلامذہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

روی عنه الجهم الغفير وقد تقدّم في أوّل خطبة كتابي الجواهر هذا، أنه روى عنه نحو أربعة آلاف نفس. (۲)

”امام ابوحنیفہ سے جم غفیر نے روایت کیا اور میری اسی کتاب ’الجواهر‘ کے خطبہ میں گزر چکا ہے کہ امام ابوحنیفہ سے تقریباً چار ہزار نفوس نے روایت کیا۔“
امام صاحب کے بعض ہونہار محدثین تلامذہ کے نام درج ذیل ہیں:

سفیان بن سعید ثوری، عبد اللہ بن مبارک، حماد بن زید، ہشیم بن بشیر، وکیع بن جراح، عباد بن عوام، جعفر بن عون، جریر بن حازم، مسلم بن خالد، ابو معاویہ، ابو عبد الرحمن مقرئ، یزید بن ہارون، علی بن عاصم، قاضی ابو یوسف، محمد بن حسن شیبانی، عمرو بن محمد عقیق، عبد الرزاق بن ہمام اور دیگر ائمہ حدیث۔ (۳)

امام صاحب کے شیوخ حدیث اور تلامذہ حدیث کی کثرت اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ آپ ہزار ہا احادیث کے حافظ ہیں۔

(۱) ابن ابی الوفاء قرشی، الجواهر المضية فی طبقات الحنفية: ۴

(۲) ابن ابی الوفاء قرشی، الجواهر المضية: ۲۱

(۳) ۱۔ ابن عبد البر، جامع بیان العلم وفضله، ۲: ۲۸۹

۲۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۳: ۳۲۵

(۶) امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے کثیر الحدیث ہونے پر ائمہ کے اقوال

۱۔ امام ابو یوسفؒ بیان کرتے ہیں: ہم کسی بھی علمی موضوع پر امام ابو حنیفہ کے ساتھ گفتگو کرتے تو آپ کسی قول پر حتمی رائے دے دیدیتے۔ آپ کے شاگرد اس پر اتفاق کر لیتے یا آپ خود ہی فرماتے: ہم نے اس پر اتفاق کر لیا۔ اس کے بعد میں کوفہ کے مشائخ حدیث کے پاس جاتا تاکہ آپ کے قول کی تائید میں کوئی حدیث یا اثر حاصل کروں۔ بعض اوقات میں دو یا تین احادیث لے کر آپ کے پاس آتا تو آپ اس میں سے کسی کو قبول کرتے اور کسی کو رد کرتے ہوئے فرماتے: یہ صحیح نہیں ہے یا معروف نہیں ہے۔ تحقیق کے بعد وہ آپ کے قول کے موافق ہی ہوتی۔ میں حیران ہو کر آپ سے پوچھتا: آپ کو یہ علم کہاں سے ملا؟ آپ فرماتے:

أنا عالم بعلم أهل الكوفة. (۱)

”میں اہل کوفہ کے جمیع علم حدیث کا عالم ہوں۔“

۲۔ حافظ حسن بن صالح (متوفی ۱۶۹ھ) بیان کرتے ہیں:

كان أبو حنيفة عارفاً بحديث أهل الكوفة و فقه أهل الكوفة، وكان حافظاً لفعل رسول الله ﷺ الأخير الذي قبض عليه مما وصل إلى أهل بلده. (۲)

(۱) ۱۔ موفق، مناقب الإمام الأعظم، ۲: ۱۵۲

۲۔ ابن حجر ہیتمی، الخیرات الحسان: ۹۱ (مختصر قول ہے۔)

(۲) ۱۔ صیمری، أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ۱۱

۲۔ موفق، مناقب الإمام الأعظم، ۱: ۹۰

۳۔ ابن حجر ہیتمی، الخیرات الحسان: ۴۲

”امام ابو حنیفہ تمام اہل کوفہ کے علم الحدیث اور فقہ الحدیث کے عالم تھے اور اپنے شہر کے رہنے والے محدثین تک حضور نبی اکرم ﷺ کے آخری افعال سے متعلق پہنچنے والی تمام احادیث کے حافظ تھے۔“

۳۔ خود امام اعظم ابو حنیفہؒ نے اپنے پاس ذخیرہ حدیث کی موجودگی کو بیان کیا ہے۔ حافظ ابویکی زکریا بن یحییٰ نیشاپوری اپنی کتاب ’مناقب ابی حنیفہ‘ میں اپنی اسناد کے ساتھ امام یحییٰ بن نصر بن حاجب سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے امام ابو حنیفہ کو فرماتے ہوئے سنا:

عندي صناديق من الحديث ما أخرجتها إلا اليسير الذي ينشفع به. (۱)

”میرے پاس احادیث سے بھرے صندوق (ذخیرے) ہیں، میں نے ان میں سے حسب ضرورت استفادے کے لیے تھوڑی احادیث نکالی ہیں۔“ (۲)

حقیقت یہ ہے کہ امام صاحب ہزارہا احادیث کے حافظ تھے جنہیں آپ نے اپنے شاگردوں کو املاء کروایا۔ آپ کے شاگردوں نے آپ سے مروی احادیث کو بصورت مسانید جمع کیا۔ بعد میں آنے والے اکابر محدثین اپنے طریق سے ان ہی مسانید کو تخریج کرتے رہے۔ ”مسند“ کی جمع مسانید ہے۔ مسانید امام اعظمؒ پر تبصرہ کرنے سے قبل ہم کتب حدیث کی تقسیم درج کر رہے ہیں تاکہ ہر قاری پر ”مسند“ کا معنی و مفہوم واضح ہو سکے۔

۲۔ کتب حدیث کی تقسیم

محدثین کرام نے احادیث مبارکہ پر تصنیف کی جانے والی کتب کو کئی انواع اور

(۱) موفق، مناقب الإمام الأعظم، ۱: ۹۵-۹۶

(۲) اس موضوع پر مزید تحقیق ان شاء اللہ تعالیٰ راقم کی کتاب ’امام ابو حنیفہؒ‘ امام

الائمۃ فی الحدیث (جلد دوم) میں آ رہی ہے۔

اقسام میں تقسیم کیا ہے۔ کتبِ حدیث کی بعض اقسام درج ذیل ہیں:

(۱) صحیح

جس حدیث کی کتاب میں محدث نے خصوصاً احادیثِ صحیحہ کا التزام کیا ہو۔
جیسے صحیح البخاری، صحیح مسلم اور صحیح ابن حبان۔

(۲) جامع

جس حدیث کی کتاب میں محدث درج ذیل آٹھ عنوانات کے تحت احادیث جمع کرے، وہ یہ ہیں: ۱۔ سیر، ۲۔ آداب، ۳۔ تفسیر، ۴۔ عقائد، ۵۔ فتن، ۶۔ احکام، ۷۔ مناقب، ۸۔ یومِ قیامت و آخرت کے متعلق۔
صحیح البخاری اور سنن الترمذی میں یہی اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔

(۳) سُنَن

جس حدیث کی کتاب میں محدث نے فقہی أبواب اور احکام پر مشتمل احادیث کو جمع کیا ہو مثلاً سنن ابی داؤد، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ۔

(۴) مُسْنَد

جس حدیث کی کتاب میں محدث نے صحابی، تابعی یا شیخ کے شیوخ سے مروی احادیث کو بغیر موضوع و عنوان کے الگ الگ جمع کیا ہو جیسے مسند احمد بن حنبل، مسند بزار، مسند طبرانی، مسند ابن الجعد اور مسانیدِ امامِ اعظم ﷺ وغیرہا۔

(۵) مُعْجَم

جس حدیث کی کتاب میں محدث نے احادیث کو اپنے شُیوخ کے ناموں کی

ترتیب سے جمع کیا ہو۔ اکثر و بیش تر یہ ترتیبِ حروفِ تہجی کے اعتبار سے ہوتی ہے مثلاً امام طبرانی کی معاجم ثلاثہ: ”المعجم الكبير“، ”المعجم الأوسط“، ”المعجم الصغير“ اور امام ابویعلیٰ کی ”المعجم“۔

(۶) مُسْتَخْرَجُ

جس حدیث کی کتاب میں محدث کسی بھی دوسرے محدث کی تالیف کردہ کتاب کی احادیث کو ثابت کرنے کے لئے اپنی اسانید کے ساتھ ان احادیث کی تخریج کرے۔ بسا اوقات اس محدث کی سند تخریج کردہ کتاب کے محدث کے شیخ یا شیخ الشیخ سے اوپر جا ملتی ہے۔ جیسے حافظ ابونعیم اصبہانی کی ”المستخرج علی الصحیحین“۔

(۷) مُسْتَدْرَكُ

جس حدیث کی کتاب میں محدث مختلف ابواب کے تحت اُن احادیث کو جمع کرے جو کسی دوسری کتاب کے مصنف کی شرط پر اس سے رہ گئی ہوتی ہیں مثلاً امام ابوعبداللہ حاکم نیشاپوری کی ”المستدرک علی الصحیحین“۔ اس کتاب میں امام حاکم نے امام بخاری و امام مسلم کی شرائطِ اصولِ حدیث پر پوری اترنے والی اُن احادیث کو جمع کیا ہے جو اُن سے چھوٹ گئی تھیں۔

(۸) رِسَالَة

جس حدیث کی کتاب میں مذکورہ بالا ’جامع‘ کے آٹھ عنوانوں میں سے کسی ایک عنوان کے تحت محدث احادیث جمع کرے۔ جیسے امام عبداللہ بن مبارک، امام احمد بن حنبل اور امام ابن ابی عاصم کی زہد و ورع پر ”کتاب الزہد“، امام احمد بن حنبل اور امام نسائی کی مناقب پر ”فضائل الصحابة“، جبکہ فتن پر امام ابوعمر عثمان بن سعید المقرئ کی ”السنن الواردة فی الفتن“ اور نعیم بن حماد المروزی کی ”الفتن“ مشہور و معروف کتب ہیں۔

(۹) اجزاء

جس حدیث کی کتاب میں محدث نے کسی ایک موضوع سے متعلق تمام احادیث جمع کی ہوں۔ مثلاً امام ابو عبد الرحمن محمد بن فضیل الضبی کی ”کتاب الدعاء“، امام ابو الحسن علی بن عمر دارقطنی کی ”رؤیۃ اللہ“، امام ابو بکر محمد بن ابراہیم المقرئ کی ”الرخصة فی تقبیل الید“۔ موجودہ دور میں ہماری کتب حدیث - شفاعت پر ”أحسن الصناعة فی إثبات الشفاعة“، فضائل و آداب قرآن پر ”العرفان فی فضائل و آداب القرآن“ اور حضور نبی اکرم ﷺ کی نعت خوانی پر ”راحة القلوب فی مدح النبی المحبوب ﷺ“ وغیرہ بھی - اسی قبیل سے تعلق رکھتی ہیں۔

(۱۰) اربعین

مقدم اور متاخر محدثین کے نزدیک حدیث میں ”اربعین“ کی اصطلاح کا اطلاق اس کتاب پر کیا جاتا ہے جس میں محدث کسی ایک موضوع یا متفرق موضوعات پر چالیس احادیث جمع کرے۔ ان کتب حدیث میں امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی کی ”الأربعون الصغری“، امام ابو القاسم علی بن حسن بن حبیب اللہ کی ”أربعون حدیثاً لأربعین شیخاً من أربعین بلدة“، امام ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی کی ”أربعین“ اور امام ابن حجر عسقلانی کی ”الإمتاع بالأربعین المتباینة السماع“ شامل ہیں۔

ہم نے موجودہ دور میں تحقیق کے جدید ذرائع میسر آنے کے سبب اربعینات کے کام میں غیر معمولی رد و بدل کیا ہے۔ اربعین پر مشتمل حدیث کی کتاب میں صرف چالیس احادیث لانے کی بجائے، کتاب کو چالیس فصول میں تقسیم کر کے سو سے لیکر تقریباً ۳۰۰ احادیث کو ایک ہی کتاب میں جمع کر دیا گیا ہے۔ مثلاً ہم نے اربعین پر مشتمل کتب احادیث میں سے ذکر الہی کی فضیلت پر ”الکنز الثمین فی فضیلة الذکر والذاکرین“ میں چالیس فصول کے تحت ۲۳۲ احادیث، درود و سلام کی فضیلت پر ”البدر التمام فی

الصلاة على صاحب الدنو والمقام“ میں ۲۶۳ احادیث، سیدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کے مناقب پر ”الدرة البيضاء في مناقب فاطمة الزهراء“ میں ۱۰۲ احادیث اور حسنین کریمین علیہما السلام کے مناقب پر ”مرج البحرين في مناقب الحسنين“ میں ۱۳۵ احادیث مبارکہ جمع کی ہیں۔

(۱۱) اُمالی

جس حدیث کی کتاب میں محدث نے شیخ کی اِملاء کرائی ہوئی احادیث درج کی ہوں۔ ان میں امام ابو عبد اللہ حسین بن اسماعیل محامی کی ”اُمالی“، صاحب الحلیۃ امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصہبانی کی ”اُمالی“ اور حافظ ابن حجر عسقلانی کی ”الاُمالی المطلقۃ“ قابل ذکر ہیں۔

(۱۲) مُصَنَّف

جس حدیث کی کتاب کو محدث نے فقہی ابواب پر ترتیب دیا ہو اور اس میں بکثرت آثارِ صحابہ اور اقوالِ تابعین و تبع تابعین ہوں۔ مثلاً امام عبد الرزاق بن ہمام صنعانی کی ”المصنف“ اور امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد ابن ابی شیبہ کی ”المصنف“۔

مذکورہ بالا کتب حدیث کے تعارف سے ”مُسْنَد“ کی تعریف سے پتہ چلا کہ اس میں صحابہ کرام، تابعین اور اپنے شیوخ سے مروی روایات کو الگ الگ جمع کیا جاتا ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مرویات کو ”الجامع“ اور ”السنن“ کے اسلوب پر جمع نہ کرنے کی بنیادی وجہ بھی یہی ہے کہ اُس دور میں اور بعد ازاں اسی طرز پر کثرت سے کام ہوا۔ لیکن متاخر ائمہ حدیث اور عصر حاضر کے علماء نے معاصر تقاضوں کے مطابق کتب احادیث کو ”السنن“ اور ”الجامع“ کے پیرایہ پر ابواب بندی اور موضوعات کے اعتبار سے تالیف کیا۔ ان مشہور و معروف کتب میں ”مشکاة المصابیح“، ”ریاض الصالحین“، ”المتجر الرابع“ اور ”الترغیب والترہیب“ شامل ہیں۔ اسی طرز پر

دورِ حاضر میں ہماری تالیف ”المنہاج السوي من الحديث النبوي ﷺ“ اور ”جامع السنة فيما يحتاج إليه آخر الأمة“ کا مجموعہ حدیث قابلِ ذکر ہے۔

اس کے برعکس قرونِ اولیٰ کے محدثین کو دیکھا جائے تو اُن ادوار میں ”مسند“ کی طرز پر لکھی گئیں تصانیف بکثرت ملتی ہیں۔ ان کتب میں امام عبداللہ بن مبارک (متوفی ۱۸۱ھ) کی ”المسند“، امام ابوبکر عبداللہ بن زبیر الحمیدی (متوفی ۲۱۹ھ) کی ”المسند“، امام اسحاق بن راہویہ (متوفی ۲۳۸ھ) کی ”المسند“، امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) کی ”المسند“، حافظ ابوعلی حسن بن محمد الصباح (متوفی ۲۶۰ھ) کی ”مسند بلال بن رباح ؓ“ اور امام ابوبکر احمد بن عمرو بزار (متوفی ۲۹۲ھ) کی ”المسند“ وغیرہ شامل ہیں۔

پس یہی وہ بنیادی سبب ہے جس کو ملحوظ رکھتے ہوئے محدثین نے امامِ اعظم ابوحنیفہ ؓ کی مرویات کو ”مسانید“ کے سانچوں میں ڈھالا اور اسی طرز پر تالیف کیا۔

۳۔ امامِ اعظم ؓ سے مروی مسانید پر ائمہ کی تحقیقات

امامِ اعظم ابوحنیفہ ؓ کو معروف ائمہ حدیث و فقہ کی نسبت حضور نبی اکرم ﷺ سے زیادہ قریبی زمانہ میسر تھا۔ ثانیاً آپ نے دوسری صدی ہجری کے اوائل میں قرآن و حدیث میں بلند پایہ اجتہادی فہم و بصیرت کے باعث ”فقہ حنفی“ کی بنیاد رکھی تھی۔ ان خصوصیات کی بدولت آپ فقہ و حدیث کے طالبان کے لئے ہرلعزیز شخصیت تھے۔ اسی وجہ سے آپ کے مستقل تلامذہ کی تعداد چار ہزار تک پہنچی۔ اتنے اعظم اور اجل محدث و فقیہ کے اُن کثرت شاگرد ہوں تو یہ کیسے ممکن تھا کہ آپ کے علمی فیوضات کو مدون نہ کیا جاتا۔ لہذا امام صاحب کے علم الحدیث میں اعلیٰ اور ارفع رتبے کی وجہ سے آپ سے براہِ راست یا بالواسطہ علمی فیض پانے والے محدثین نے آپ کی مسانید کو مختلف اوقات میں جمع کیا۔ تحقیقی نقطہ نگاہ سے اگر بغور جائزہ لیا جائے تو چوتھی صدی ہجری کو ”امامِ اعظم کی صدی“ کہنا بے جا نہ ہوگا کیونکہ اس صدی میں آپ کی بارہ سے زائد مسانید حدیث تدوین و

تالیف کے زیور سے آراستہ ہوئیں۔ آئندہ صفحات میں ہم ان تمام مسانیدِ ابی حنیفہؒ کی ثقاہت پر تفصیلی گفتگو کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ائمہ کرام نے امامِ اعظم سے مروی مسانید کی تعداد کو اپنی تحقیق کے مطابق بیان کیا ہے۔ اس پر ان کے اقوال حسبِ ذیل ہیں:

(۱) حافظ ابنِ نقطہ حنبلیؒ کی تحقیق

امام ابو بکر محمد بن عبد الغنی بغدادیؒ المعروف ابنِ نقطہ (متوفی ۶۲۹ھ) اپنی کتاب ”التقیید“ میں لکھتے ہیں:

وأما المسانید فمسند أحمد بن حنبل، ومسند الشافعي ومسند أبي حنيفة جمعه غير واحد من الحفاظ.....^(۱)

”مسانید میں مسند احمد بن حنبل، مسند شافعی اور مسند ابی حنیفہ جسے کئی حفاظِ حدیث نے جمع کیا ہے، شامل ہیں.....“

حافظ ابنِ نقطہؒ کے اس بیان سے ثابت ہوا کہ امام ابو حنیفہؒ کی مسانید کو کئی حفاظِ حدیث نے جمع کیا ہے۔

(۲) امام ابوالمؤید محمد خوارزمیؒ کی تحقیق

امام ابوالمؤید محمد بن محمود خوارزمی (متوفی ۶۶۵ھ) نے اپنی کتاب ”جامع المسانید“ میں امامِ اعظمؒ سے مروی ۱۵ مسانید کو جمع کیا ہے۔ وہ اس کتاب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

(۱) ابنِ نقطہ، التقیید لمعرفة رواة السنن والمسانید، بیان معرفة أكثر السنن والمسانید التي يشمل هذا الكتاب على معرفة رواتها: ۲۶

أردت أن أجمع بين خمسة عشر من مسانيدہ التي جمعها له
فحول علماء الحديث. (۱)

”میں نے ارادہ کیا ہے کہ (اس کتاب میں) امام ابو حنیفہ کی اُن پندرہ مسانید کو
جمع کروں جنہیں نامور محدثین نے امام صاحب کی نسبت سے جمع کیا۔“

(۳) حافظ ابن حجر عسقلانی کی تحقیق

شیخ الاسلام و المسلمین محدث اکبر امام ابن حجر عسقلانی نے بھی اپنی کتاب
’المعجم المفہر‘ میں اپنی متعدد اسناد سے امام اعظم ابو حنیفہ کی چار مسانید اور آپ
کی صحابہ سے روایات پر مبنی دو اجزاء کا ذکر کیا ہے۔ اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ امیر المؤمنین فی الحدیث حافظ ابن حجر عسقلانی نے ابو محمد عبد العزیز بن محمد بن محمد
بن خضر شروطی، زینب بنت اسماعیل بن ابراہیم بن جباز، محمد بن عبد المنعم بن عمر بن ہامل،
مرضیٰ بن عقیف، ابوطاہر السلفی، ابو صادق مرشد بن یحییٰ مدینی، علی بن ربیعہ بن علی، حسن
بن رشیق، محمد بن حفص طالقانی، صالح بن محمد ترمذی کے متصل طریق سے امام حماد بن ابی
حنیفہ کی مسند کو تخریج کیا ہے۔ (۲)

۲۔ حافظ عسقلانی نے امام اُستاذ ابو محمد عبد اللہ بن محمد حارثی کی مسند ابی حنیفہ کا
تذکرہ بھی کیا ہے۔ انہوں نے اس مسند کو اپنے شیخ ابو الطاہر محمد بن ابی الہیثم محمد بن
عبد اللطیف بن الکؤیک کے طریق سے حافظ ابو الحجاج مزی و زینب بنت کمال، احمد بن
شیبان، مؤید بن عبد الرحیم و زاهر بن ابوطاہر ثقفی، سعید بن ابوالرجاء، ابوبکر احمد بن فضل
باطرقانی، ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن محمد بن یحییٰ بن منہدہ کی متصل سند سے امام حارثی کی
مسند کو تخریج کیا ہے۔

(۱) خوارزمی، جامع المسانید للإمام أبی حنیفہ، ۱: ۴

(۲) عسقلانی، المعجم المفہر، ۳: ۳۷۳، ۳۷۴، رقم: ۱۱۲۱

حافظ ابن حجر نے اسی مسند کو اپنے دوسرے طریق سے بھی بیان کیا ہے۔ وہ طریق یہ ہے: زینب، عجیبہ، ابو الخیر محمد بن احمد بن عمر الباغیان، ابو عمرو عبد الوہاب بن ابو عبد اللہ بن مندہ اور ابن مندہ نے امام حارثی سے۔^(۱)

۳۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے امام ابو بکرؓ ابن المقرئ کی مسند ابی حنیفہ کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ انہوں نے اس مسند کو ان رواۃ سے تخریج کیا ہے: ابو الکمال احمد بن علی بن عبدالحق، شمس الدین محمد بن احمد بن علی الرقی و حافظ ابو الحجاج مڑی، الفخر علی بن بخاری و احمد بن شیبان، مؤید بن عبد الرحیم، سعید بن ابو الرجاء، منصور بن حسین اور انہوں نے ابو بکر محمد بن ابراہیم بن علی بن عاصم بن مقرئ۔^(۲)

۴۔ حافظ عسقلانیؒ نے حافظ ابو علی حسن بن محمد الکمری کی مسند ابی حنیفہ کو بھی بیان کیا ہے۔ انہوں نے اس سند سے مسند لہذا کی تخریج کی ہے: ابو علی محمد بن احمد بن علی بن مطرز، ابو الحسن علی بن عمروانی اور انہوں نے ابو علی الکمری سے۔^(۳)

۵۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے ہی امام ابو الحسین علی بن احمد بن عیسیٰ کے جمع شدہ جزء الحدیث کی تخریج کی ہے۔ اس جزء کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں امام ابو حنیفہؒ کی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے صریحاً سماع سے حدیث مبارک بھی ہے۔ حافظ عسقلانیؒ سے لے کر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ سند متصل ہے۔ وہ سند یہ ہے: ابو العباس احمد بن حسن زہبی، ابو العباس احمد بن کشتندی و کمال ابراہیم بن محمد ابن عبد الصمد ترمذی و التاج احمد بن حسن بن علی صیرفی و محمد بن اسماعیل بن عبد العزیز یوبی و ابو بکر بن قاسم بن ابو بکر رجبی و محمد بن اسماعیل بن ابو القاسم فارقی، ابو العباس احمد بن محمد، ابو الفتح محمود بن احمد بن علی محمودی، ابو السعادات احمد بن محمد بن عبد الواحد عباسی، ابو الحسن احمد بن محمد بن ابو الحسین

(۱) عسقلانی، المعجم المفہرس: ۳۷۷، رقم: ۱۱۲۹

(۲) عسقلانی، المعجم المفہرس: ۳۷۷، رقم: ۱۱۳۰

(۳) عسقلانی، المعجم المفہرس: ۳۷۷، رقم: ۱۱۳۱

الاعیش سمنانی اور انہیں علی بن احمد بن عیسیٰ نے بیان کیا۔

وہ ابو احمد منصور بن عبد اللہ بن خالد ذہلی سے روایت کرتے ہیں، وہ ابراہیم بن محمد بن عمر بن عبد الرحمان مروزی، وہ ابو العباس احمد بن صلت بن مغلس حمانی، وہ ابو یوسف بشر بن ولید سے اور انہیں امام ابو حنیفہؒ نے حدیث بیان کی کہ:

سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ. (۱)

”میں نے حضرت انس بن مالکؓ کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔“

اس روایت میں امام ابو حنیفہؒ نے حضرت انسؓ سے سماع کرنے کو صراحتاً بیان کیا ہے جو آپ کے تابعی ہونے پر یقین دلیل ہے۔

۶۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے ہی امام ابو حنیفہؒ کا صحابہ کرامؓ سے روایت کرنے پر حافظ ابو معشر طبریؒ کے جزء کا ذکر بھی کیا ہے۔ حافظ صاحب نے جزء ہذا کو اس سند سے تخریج کیا ہے: احمد بن خلیل مقدسی، احمد بن ابو طالب، ابراہیم بن عثمان کاشغری، ابوالخیر مسعود بن حسین بن سعید الردی، انہوں نے اپنے والد اور انہوں نے حافظ ابو معشر طبریؒ سے اس جزء کو روایت کیا ہے۔ (۲)

حافظ ابن حجر عسقلانی کی طرح دیگر اکابر محدثین اور علماء عظام نے بھی امام اعظم ابو حنیفہؒ کی مسانید کا تذکرہ متصل اسناد کے ساتھ اپنی کتب میں کیا ہے۔ اس پر تفصیلی بحث ان شاء اللہ تعالیٰ ہر مسند کے تحت تحریر کی جائے گی۔ حافظ صاحب کی امام ابو حنیفہؒ کی مسانید پر تحقیقی بحث فی الحال اس لئے درج کی تاکہ قارئین پر یہ واضح ہو سکے کہ آپ کی

(۱) عسقلانی، المعجم المفہرس: ۳۷۸، رقم: ۱۱۳۲

(۲) عسقلانی، المعجم المفہرس: ۳۷۸، رقم: ۱۱۳۳

مسانید کو جلیل القدر محدثین نے متصل اسناد سے بیان کیا ہے۔ یہ امامِ اعظم ابو حنیفہؒ کی علمِ حدیث میں وسعت، آپ کی حدیث میں ثقاہت اور آپ سے مروی مسانید کے قابلِ اعتبار ہونے پر ناقابلِ تردید اور صریح دلیل ہے۔

(۴) امام محمد بن یوسف صالحیؒ کی تحقیق

امام محمد بن یوسف صالحی شامی شافعی (متوفی ۹۴۲ھ) نے اپنی کتاب ”عقود الجمان“ کے باب نمبر ۲۳ میں امامِ اعظمؒ سے مروی ۱۷ مسانید کو درج ذیل فصل کے عنوان کے تحت بیان کیا ہے:

فصل: في بيان المسانيد التي خرّجها الحفاظ من حديثه والذي اتصل بنا منها سبعة عشر مسندًا. (۱)

”امامِ اعظمؒ کی ان مسانید کا بیان جن کی حفاظِ حدیث نے تخریج کی ہے اور جن سے ہم متصل ہوئے ہیں، ان کی تعداد سترہ ہے۔“

(۵) حافظ ابن طولونؒ کی تحقیق

حافظ شمس الدین محمد بن طولون (متوفی ۹۵۳ھ) نے اپنی کتاب ”الفہرست الأوسط“ میں امامِ اعظمؒ سے مروی ۱۷ مسانید کا تذکرہ کیا ہے۔ (۲)

(۶) امام محمد مرتضیٰ زبیدیؒ کی تحقیق

امام سید محمد مرتضیٰ زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ) نے اپنی کتاب ”عقود الجواهر

(۱) صالحی، عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: ۳۲۲-۳۳۳

(۲) زاهد الکوثری، تأنیب الخطیب علی ما ساقه فی ترجمة أبي حنيفة من الأكاذیب: ۱۵۶

المنیفة“ کے مقدمہ میں لکھا ہے:

أخرجته على مسانيد الإمام الأربعة عشر المنسوبة إليه من
تخاريج الأئمة. (۱)

”میں نے اس کتاب کو امام ابو حنیفہ سے منسوب اُن ۱۴ مسانید سے تخریج کیا
ہے جنہیں ائمہ حدیث نے جمع کیا ہے۔“

(۷) امام ابنِ عابدین شامیؒ کی تحقیق

مشہور فقیہ امام محمد امین المعروف ابنِ عابدین شامیؒ (متوفی ۱۲۵۲ھ) اپنے ثبت
پر کتاب ”عقود اللالی“ میں رقمطراز ہیں:

وأسند الإمام أبو الصبر أيوب الخلوّتي مسانيد الإمام أبي حنيفة
وأوصلها إلى سبعة عشر مسنداً فراجعها من ثبته. (۲)

”امام ابو الصبر ایوب الخلوّتی نے امام ابو حنیفہ کی ۱۷ مسانید کو متصل سند کے
ساتھ نقل کر کے اپنے ثبت میں جمع کیا ہے۔“

(۸) علامہ محمد جعفر کتانیؒ کی تحقیق

معاصر علماء کرام میں سے علامہ محمد بن جعفر الکتانی (متوفی ۱۳۴۵ھ) نے
اپنی کتاب ”الرسالة المستطرفة“ میں امامِ اعظم ﷺ سے مروی ۱۵ مسانید کا
ذکر کیا ہے۔ (۳)

(۱) مرتضى زبيدي، عقود الجواهر المنيفة في أدلة مذهب الإمام أبي
حنيفة مما وافق فيه الأئمة الستة أو أحدهم، ۱: ۵

(۲) ابن عابدین، عقود اللالی: ۱۲۵

(۳) محمد بن جعفر الکتانی، الرسالة المستطرفة: ۱۶

اس تحقیق سے واضح ہوا کہ امام محمد بن محمود خوارزمی، امام محمد بن یوسف صالحی شامی، حافظ ابن طولون، محمد مرتضیٰ زبیدی، ابن عابدین شامی، اور محمد بن جعفر الکلتانی کے نزدیک امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے مروی مسانید کی تعداد ۱۴ سے لے کر ۱۷ تک ہے۔

۴۔ امام اعظمؒ سے مروی انتیس مسانید پر ہماری تحقیق

راقم نے مختلف کتب، مخطوطوں اور لائبریریوں کو کھگانے کے بعد امام اعظم ابو حنیفہؒ کی مزید بارہ (۱۲) مسانید دریافت کی ہیں۔ اس طرح کل مسانیدِ امام اعظم کی تعداد انتیس (۲۹) ہو گئی ہے۔ ذیل میں امام اعظم سے مروی ان انتیس مسانید کے نام درج کئے جا رہے ہیں:

- ۱۔ مسند امام حماد بن ابی حنیفہؒ (متوفی ۱۷۶ھ)
- ۲۔ مسند امام قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم انصاری (متوفی ۱۸۲ھ)
- ۳/۳۔ مسند و آثار امام محمد بن حسن شیبانی (متوفی ۱۸۹ھ)
- ۵۔ مسند امام حسن بن زیاد الملوکی (متوفی ۲۰۴ھ)
- ۶۔ مسند امام محمد بن مخلد الدوری (متوفی ۳۳۱ھ)
- ۷۔ مسند امام حافظ احمد بن محمد بن سعید المعروف ابن عقدہ (متوفی ۳۳۲ھ)
- ۸۔ مسند امام ابو القاسم عبد اللہ بن محمد ابن ابی العوام سعدی (متوفی ۳۳۵ھ)
- ۹۔ مسند امام عمر بن حسن اشثانی (متوفی ۳۳۹ھ)
- ۱۰۔ مسند امام ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب حارثی بخاری (متوفی ۳۴۰ھ)
- ۱۱۔ مسند امام حافظ ابو احمد عبد اللہ بن عدی جرجانی (متوفی ۳۶۵ھ)

- ۱۲- مسند امام ابو الحسن محمد بن مظفر بن موسیٰ (متوفی ۳۷۹ھ)
- ۱۳- مسند امام طلحہ بن محمد بن جعفر (متوفی ۳۸۰ھ)
- ۱۴- مسند امام محمد بن ابراہیم بن علی بن زاذان اصبحانی مرقی (متوفی ۳۸۱ھ)
- ۱۵- مسند امام ابو الحسن علی بن عمر بن احمد بغدادی المعروف دارقطنی (متوفی ۳۸۵ھ)
- ۱۶- مسند امام ابو الجھض عمر بن احمد بن عثمان المعروف ابن شاین (متوفی ۳۸۵ھ)
- ۱۷- مسند امام ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن محمد بن یحییٰ بن منہ (متوفی ۳۹۵ھ)
- ۱۸- مسند امام حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصبحانی (متوفی ۴۳۰ھ)
- ۱۹- مسند امام حافظ ابو بکر احمد بن محمد بن خالد خلی کلاعی (متوفی ۴۳۲ھ)
- ۲۰- مسند امام ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب بصری ماوردی شافعی (متوفی ۴۵۰ھ)
- ۲۱- مسند امام ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ)
- ۲۲- مسند امام ابو اسماعیل عبد اللہ بن محمد انصاری ہروی (متوفی ۴۸۱ھ)
- ۲۳- مسند امام حافظ ابو عبد اللہ محمد بن حسین بن محمد بن خسرو بلخی (متوفی ۵۲۲ھ)
- ۲۴- مسند امام ابو بکر محمد بن عبد الباقی بن محمد انصاری (متوفی ۵۳۵ھ)
- ۲۵- مسند امام ابو القاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ ابن عساکر دمشقی (متوفی ۵۷۱ھ)
- ۲۶- مسند امام علی بن احمد بن مکی رازی (متوفی ۵۹۸ھ)
- ۲۷- مسند امام ابو علی حسن بن محمد بن محمد بکری (متوفی ۶۵۶ھ)
- ۲۸- مسند امام شمس الدین محمد بن عبد الرحمن سخاوی شافعی (متوفی ۹۰۲ھ)
- ۲۹- مسند امام ابو المہدی عیسیٰ بن محمد بن احمد جعفری ثعالبی (متوفی ۱۰۸۲ھ)

۵۔ انتیس مسانیدِ امامِ اعظمؒ اور ان کے مؤلفین کا تعارف

انتیس مسانید کے مدوّنین اور مؤلفین ائمہ کا امامِ اعظمؒ سے مختلف نوعیت کا تعلق رہا ہے۔

- ۱۔ بعض ائمہ کو براہِ راست امامِ اعظمؒ کا تلمیذ ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کی مسانید کو تالیف کرنے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ ان ائمہ میں امامِ صاحب کے بیٹے حضرت حماد کے علاوہ قاضی ابو یوسف، امام محمد حسن شیبانی اور حسن بن زیاد اللؤلؤی شامل ہیں۔
- ۲۔ بعض ائمہ کو بلا واسطہ امامِ اعظمؒ سے سماعِ حدیث کا موقع میسر نہ آ سکا لہذا انہوں نے بالمشافہ اور اجازتِ خاصہ کے ساتھ اپنے شیوخ کے طرق سے ان مسانید کو تالیف کیا۔

- ۳۔ بعض ائمہ کو یہ دونوں شرف حاصل نہ ہو سکے تو انہوں نے اپنے شیوخ سے اجازتِ عامہ حاصل کرنے کے بعد مسانیدِ امامِ اعظمؒ کو تدوین کیا۔^(۱)

ائمہ عظام نے امامِ اعظمؒ کی ۲۹ مسانید کو تدوین و تالیف کرنے میں درج بالا تینوں طریقے اختیار کیے۔ اب ہم ترتیبِ زمانی کے لحاظ سے ان تمام مسانیدِ امامِ اعظمؒ کو مرتب کرنے والے ائمہ کے احوالِ حیات اور ان کا علمی مقام و مرتبہ درج کرنے کے علاوہ معتبر کتب کے حوالوں سے یہ بھی ذکر کریں گے کہ ان ائمہ نے امامِ اعظمؒ کی ان انتیس مسانید کو تدوین و تالیف کیا۔

۱۔ مسندِ امامِ حماد بن ابی حنیفہؒ (متوفی ۱۷۶ھ)

امامِ اعظمؒ ابو حنیفہؒ کے لُحْتِ جگر اور اُکھوتے بیٹے فقیہ و محدّث امامِ حمادؒ کو اپنے والدِ گرامی کی مسند جمع کرنے کا شرف حاصل ہے۔ امامِ حماد کی کنیت ابو اسماعیل ہے۔ آپ

(۱) مرتضیٰ زبیدی، عقود الجواهر المنیفة، ۱: ۶

اپنے شفیق والد کے نقشِ قدم پر تھے۔ امام حماد نے اپنے والد سے ہی علمِ حدیث و فقہ کا خصوصی اکتساب فیض کیا اور ان سے ان کے بیٹے اسماعیل نے حدیث و فقہ کا علم حاصل کیا۔ امام اسماعیل قاضی بصرہ بھی رہے۔^(۱)

۱۔ امام محمد بن محمود خوارزمی نے اپنے چار مشائخ کے متصل طرق سے مسند حماد تک سند بیان کی ہے۔ وہ چار شیوخ یہ ہیں: تقی الدین یوسف بن احمد بن ابی الحسن اسکاف، موفق الدین ابو عبد اللہ محمد بن ہارون ثغبی، جمال الدین ابو الفتح نصر اللہ بن محمد بن الیاس انصاری اور ان کے بھائی نجم الدین ابو غالب مظفر بن محمد بن الیاس۔^(۲)

۲۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنے شیخ ابو محمد عبد العزیز بن محمد بن محمد شروطی کے طریق سے متصل سند کے ساتھ امام حماد کی مسند ابی حنیفہ کا ذکر کیا ہے۔^(۳)

۳۔ صاحب السیرۃ الشامیۃ امام محمد صالحی شامی نے بھی اپنے شیخ ابو فارس بن عمرکی شافعی کی متصل سند سے امام حماد کی مسند کا تذکرہ کیا ہے۔^(۴)

امام حماد کا علمی مقام و مرتبہ

امام حماد فقیہ اور محدث ہونے کے ساتھ ساتھ زہد و ورع کا پیکر بھی تھے۔ اتنے عظیم و جلیل باپ کے زہد اور متقی بیٹے سے کذب و بطلان کا اظہار ناممکنات میں سے ہے۔

۱۔ محدث کبیر امام عبد الرحمن بن ابی حاتم (متوفی ۳۲۷ھ) نے ”الروح والتعذیل“ میں امام حماد کا ذکر کیا ہے لیکن ان پر کوئی جرح نہیں کی جو ان کے عادل و

(۱) ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۶: ۴۰۳

(۲) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۷۵

(۳) عسقلانی، المعجم المفہرس: ۳۷۳، رقم: ۱۱۲۱

(۴) صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۳۰

صادق ہونے پر واضح دلالت ہے۔^(۱)

۲۔ امامِ صمیریؒ (متوفی ۴۳۶ھ) امامِ حمادؒ کے متعلق لکھتے ہیں:

كان الغالب عليه الدين والورع والزهد مع علم بالفقه وكتابة
للحديث.^(۲)

”علمِ فقہ اور کتابتِ حدیث کے ساتھ ساتھ امامِ حماد پر دین داری اور زہد و ورع کا بھی غلبہ تھا۔“

۳۔ حافظ شمس الدین ذہبیؒ (متوفی ۷۴۸ھ) امامِ حماد کو یوں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں:

كان ذا علم، ودين، وصلاح، وورع تام.^(۳)

”آپ صاحبِ علم، دین دار، صالح اور پیکرِ ورع تھے۔“

۴۔ حافظ عبد القادر بن ابی الوفا قرشی (متوفی ۷۷۵ھ) نے آپ کے علمی مقام پر یوں روشنی ڈالی ہے:

تفقه على أبيه فأفتى في زمنه وهو في طبقة أبي يوسف
ومحمد وزفر والحسن بن زياد.^(۴)

”آپ نے اپنے والدِ گرامی سے اس قدر علمِ فقہ حاصل کیا کہ ان کے زمانے

(۱) ۱۔ ابن ابی حاتم، الجرح والتعديل، ۳: ۱۴۹

۲۔ عسقلانی، لسان المميزان، ۲: ۳۴۶

(۲) صمیری، أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ۱۵۱

(۳) ذہبی، سير أعلام النبلاء، ۶: ۴۰۳

(۴) قرشی، الجواهر المضية: ۱۴۸

میں فتویٰ دینے لگے۔ آپ کا شمار امام ابو یوسف، امام محمد، زفر اور حسن بن زیاد کے اعلیٰ طبقہ میں ہوتا ہے۔“

۵۔ امام محمدؒ عبدالحی لکھنوی (متوفی ۱۳۰۴ھ)، امام حمادؒ کی شان میں گویا ہیں:

واستقضي على الكوفة بعد القاسم بن معن الكوفي تلميذ أبي حنيفة. (۱)

”امام ابو حنیفہ کے شاگرد رشید قاسم بن معن کے بعد کوفہ کے منصبِ قضا پر آپ ہی کو بٹھایا گیا۔“

حافظ شمس الدین ذہبی کے مطابق امام حماد بن ابی حنیفہ کا وصال ۶۷ھ میں ہوا۔ (۲)

۲۔ مسند امام قاضی ابو یوسفؒ (متوفی ۱۸۲ھ)

امامِ اعظم ابو حنیفہ کے قریب ترین اور قابلِ فخر تلامذہ میں سے ایک امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم ہیں۔ آپ خاندانِ انصار سے تعلق رکھتے ہیں۔

امام ابو یوسف سے درج ذیل ائمہ حدیث نے روایت کیا ہے:

۱۔ امام محمد بن حسن شیبانی ۲۔ امام احمد بن حنبل

۳۔ بشر بن ولید ۴۔ حافظ یحییٰ بن معین

۵۔ علی بن جعد ۶۔ علی بن مسلم طوسی

۷۔ عمرو بن ابی عمرو حرانی ۸۔ عمرو بن محمد ناقد

(۱) عبد الحی لکھنوی، الفوائد البهیة: ۱۱۹

(۲) ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۶: ۴۰۳

۹۔ احمد بن منیع ۱۰۔ عبدوس بن بشر

۱۱۔ حسن بن شیبہ ۱۲۔ اسد بن فرات اور دیگر رحمہم اللہ تعالیٰ (۱)

قاضی ابو یوسفؒ نے اپنے شیخ اکبر امام اعظمؒ سے کثیر علم الحدیث حاصل کیا تھا۔ بعد ازاں انہوں نے اپنے استاذ کے علم کو کتابی شکل میں سمیٹا۔

۱۔ امام خوارزمیؒ نے اپنے تین شیوخ ابو محمد یوسف بن ابی الفرج عبد الرحمن بن علی بن الجوزی، ابو محمد ابراہیم بن محمود بن سالم اور ابو عبد اللہ محمد بن علی بن بقا و دیگر علماء کے طرق سے متصل اسناد کے ساتھ قاضی ابو یوسف کی مسند کا تذکرہ کیا ہے۔ (۲)

۲۔ صاحب السیرۃ الشامیۃ امام محمدؒ بن یوسف صالحی شامی نے بھی اپنے شیخ ابو الفضل عبد الرحیم بن محمد اوجاتی کے طریق سے مسند ابو یوسف کا ذکر کیا ہے۔ (۳)

ایک اشکال کا حل

قاضی ابو یوسفؒ کی مسند اور آثار کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے کہ آیا ان سے مسند مروی ہے یا آثار؟

حافظ عبد القادرؒ بن ابی الوفا قرشی نے قاضی ابو یوسف کی کتاب الآثار کا ذکر کیا ہے۔ (۴)

اسی پر بہت سے علماء کی تائید ہے۔ اس کے برعکس جیسا کہ ہم بحوالہ درج کر چکے ہیں کہ امام خوارزمیؒ اور امام صالحی شامی نے مسند ابی یوسف کا اپنی اسناد کے ساتھ ذکر

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۴: ۲۴۲

۲۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۸: ۵۳۶

(۲) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۷۵

(۳) صالحی شامی، عقود الجمان، ۳۲۹

(۴) قرشی، الجواهر المضية، ۴۳۹

کیا ہے۔ کیا یہ دونوں کتابیں الگ الگ ہیں یا ایک ہی کتاب کے دو نام ہیں۔ ہمارے خیال میں دونوں طرح کے امکانات ہیں:

۱۔ قاضی ابو یوسف کی کتاب الآثار الگ کتاب ہے جو بآسانی مارکیٹ میں دستیاب ہے جبکہ ان کی مسند الگ کتاب ہے جو فی الحال میسر نہیں۔

۲۔ دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ایک ہی کتاب کے دو نام رکھ دیئے گئے ہیں۔ علامہ ابو الوفا افغانی نے ’کتاب الآثار‘ کے مقدمہ میں اسی التباس کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے:

ويحتمل، والله أعلم، أن يكون كتاباً واحداً رواه عنه عمرو
ويوسف كلاهما، ويسمى بإسمين كروايات الموطأ.^(۱)

”ممکن ہے، اور اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتا ہے، کہ ایک ہی کتاب کو عمرو بن ابی عمرو اور یوسف بن یعقوب نے روایت کیا ہو اور اسے دو نام دیدیئے گئے ہوں جس طرح کہ موطأ مالک کی مرویات کے ساتھ ہوا ہے۔“ ☆

قاضی ابو یوسفؒ کا علمی مقام و مرتبہ

محدثین کرام نے امام قاضی ابو یوسفؒ کا حدیث میں علمی مقام و مرتبہ درج ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے۔

(۱) أبو الوفا، مقدمة كتاب الآثار: (د)

☆ ہمارے فرید ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی لائبریری میں قاضی ابو یوسفؒ کی ’کتاب الآثار‘ موجود ہے، جس پر علامہ ابو الوفا افغانی کی تعلیقات ہیں۔ اس کتاب کا لائبریری نمبر ۵۶۶۳ ہے اور یہ کتاب دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان کی طباعت کے مطابق المکتبۃ الأثریۃ، سائیکلہ ہل، شیخوپورہ، پاکستان سے شائع ہوئی ہے۔

۱۔ امام ابو یوسفؒ خود بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام سلیمان بن مہران اعمشؒ (متوفی ۱۲۸ھ) نے مجھ سے کوئی مسئلہ پوچھا تو میں نے انہیں اس کا درست جواب دیدیا، انہوں نے مجھ سے (حیران ہو کر) کہا: آپ نے یہ مسئلہ کہاں سے اخذ کیا ہے؟ میں نے کہا: فلاں حدیث سے جسے آپ ہی نے ہم سے بیان کیا ہے اور میں نے ان سے حدیث ذکر کر دی۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا:

یا یعقوب، انی لأحفظ هذا الحديث قبل أن يجتمع أبواک، فما عرفت تأويله حتى الآن. (۱)

”یعقوب! مجھے یہ حدیث اس وقت سے یاد ہے جبکہ ابھی تمہارے والدین بھی مجتمع نہ ہوئے تھے مگر اس کا مطلب میں ابھی سمجھا ہوں۔“

اس قول سے قاضی القضاۃ امام ابو یوسفؒ کی جلالت علمی اور انتہاء درجہ فہم حدیث کا اندازہ ہوتا ہے۔ امام اعمشؒ کا شمار امام اعظمؒ کے شیوخ میں ہوتا ہے، اس کے علاوہ وہ صحاح ستہ کے راوی اور سیکڑوں احادیث کے بھی حافظ ہیں لیکن فہم حدیث کے لئے انہوں نے امام ابو یوسفؒ کی طرف رجوع کیا۔ اس واقعہ سے یہ بھی پتہ چلا کہ قاضی صاحب صرف فقیہ حدیث ہی نہ تھے بلکہ عظیم حافظ حدیث بھی تھے تب ہی تو انہوں نے فوراً امام اعمشؒ کو ان ہی کے طریق سے حدیث کا حوالہ دیدیا۔ شاگرد کی اس عالی قدر ومنزلت میں درحقیقت امام اعظمؒ کی عظمت پوشیدہ ہے جن کے فیوض علمی کی وجہ سے وہ اس درجہ پر

(۱) ۱۔ صیمری، أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ۹۶

۲۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۴: ۲۲۶

۳۔ سمعانی، الأنساب، ۴: ۳۳۳

۴۔ ابن خلکان، وفيات الأعيان، ۶: ۳۸۲

۵۔ ذہبی، مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه: ۴۰

۶۔ ابن عماد، شذرات الذهب، ۱: ۲۹۹

متمکن ہوئے۔

۲۔ امام اعظمؒ نے بھی اپنے اس شاگردِ خاص کا علمی مرتبہ بیان کیا ہے۔ امام محمد بن حسن شیبائیؒ سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ کی حیات میں ابو یوسف کو جان لیوا مرض لاحق ہوا تو ہم نے امام ابو حنیفہ کے ساتھ ان کی عیادت کی۔ جب آپ ان کے پاس سے اٹھے تو ان کے گھر کے دروازے کی دہلیز پر ہاتھ رکھ کر افسردہ انداز میں بولے:

أَنْ يَمُتَ هَذَا الْفَتَى، فَإِنَّهُ أَعْلَمُ مِنْ عَلَيْهَا وَأَوْمًا إِلَى الْأَرْضِ.^(۱)

”یہ نوجوان فوت ہو جائے گا؟ پھر زمین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: یہ تو روئے زمین پر بسنے والوں میں سب سے زیادہ علم رکھتا ہے۔“

۳۔ حسن بن ابومالک اور عباس بن ولید بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: ہم محدث ابو معاویہ محمد بن خازم (متوفی ۱۹۵ھ) کے پاس حجاج بن ارقطہ سے مروی احادیث کو سمجھنے اور سیکھنے جاتے تھے۔ ابو معاویہ نے ہم سے کہا: کیا تمہارے ہاں قاضی ابو یوسف نہیں ہیں؟ ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں، وہ تو ہم میں موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا:

أَتَتَرَكُونَ أَبَا يُوسُفَ وَتَكْتَبُونَ عَنِّي؟ كُنَّا نَخْتَلِفُ إِلَى الْحَجَّاجِ فَكَانَ أَبُو يُوسُفَ يَحْفَظُ وَالْحَجَّاجُ يَمْلِكُ عَلَيْنَا فَإِذَا خَرَجْنَا كَتَبْنَا مِنْ حِفْظِ أَبِي يُوسُفَ.^(۲)

”کیا تم ابو یوسف کو چھوڑ کر مجھ سے احادیث لکھ رہے ہو؟ (ان کا تو یہ حال

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۴: ۲۴۶

۲۔ سمعانی، الأنساب، ۴: ۴۳۲

۳۔ سیر أعلام النبلاء، ۸: ۵۳۶

۴۔ ابن تغری بردی، النجوم الزاهرة، ۲: ۱۰۸

(۲) صیمری، أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ۹۵

ہے کہ) ہم حجاج بن ارقطہ کے پاس جایا کرتے تھے تو حجاج جو کچھ ہمیں اِلاء کراتے تھے ابو یوسف اسے یاد کر لیتے تھے، پھر جب ہم ان کے درس سے آتے تو ابو یوسف کے حافظے سے سب کچھ لکھ لیتے۔“

امام ابو معاویہ محمد بن خازم عظیم محدث تھے جن کی ثقاہت پر اعتبار کرتے ہوئے ائمہ صحاح رحمہ نے ان سے کُل ایک ہزار اٹھاون (۱,۰۵۸) متصل احادیث روایت کی ہیں۔ وہ قاضی ابو یوسف کے بلند پایہ حفظ حدیث کی گواہی دے رہے ہیں کہ ہم بھی ان کے خوشہ چیں ہوتے تھے۔ جس امام اعظم ابو حنیفہ کے ہونہار شاگرد کا یہ حال ہو خود ان کے حافظے کا عالم کیا ہوگا؟ مزید تائید کے لئے درج ذیل روایت بھی مطالعہ فرمائیں۔

۴۔ امام اعظم کے شاگرد امام حسن بن زیاد اللؤلؤی (متوفی ۲۰۴ھ) قاضی ابو یوسف کے حفظ حدیث کا ایک نادر واقعہ درج کرتے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم امام ابو یوسف کے ساتھ حج پر گئے تو وہ راستے میں بیمار ہو گئے لہذا ہم نے بِئْرِ مِیمون پر پڑاؤ کیا۔ امام سفیان بن عیینہ ان کی عیادت کرنے کے لئے وہاں آئے تو آپ نے ہم سے کہا: ابو محمد (یعنی سفیان بن عیینہ) سے علم حدیث حاصل کرو۔ انہوں نے ہم سے چالیس احادیث بیان کیں، پھر جب سفیان چلے گئے تو امام ابو یوسف نے ہم سے فرمایا:

خذوا ما روى لكم! فردّ علينا الأربعين حديثاً حفظاً على سنّه وضعفه وعِلّته وشغله بسفره.

وفي رواية قال: حَدَّثَنَا بِالْأَرْبَعِينَ حَدِيثاً بِسَنَدِهِ وَمَتْنِهِ حِفْظاً، وَتَعْجَبْنَا مِنْ سُرْعَةِ حِفْظِهِ مَعَ عِلَّتِهِ وَشُغْلِهِ بِسَفَرِهِ. ^(۱)

”انہوں نے تم سے جو احادیث روایت کی ہیں اسے تھام لو، پھر آپ نے ہم

(۱) ۱۔ صیمری، أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ۹۴

۲۔ قرشی، الجواهر المضيئة في طبقات الحنفية: ۲۷۴

سے اپنے بڑھاپے، کمزوری، بیماری اور شغلِ سفر کے باوجود وہ چالیس احادیث بیان کر دیں۔“

”ایک روایت میں ہے کہ امام حسن بن زیاد نے فرمایا: آپ نے ہمیں چالیس احادیث مع سند و متن زبانی سنا دیں، ہمیں آپ کی بیماری اور شغلِ سفر کے باوجود اس قدر سرعتِ حفظ پر بڑا تعجب ہوا۔“

اس روایت سے اتنا اندازہ تو ہر صاحبِ عقل و شعور لگا سکتا ہے کہ امام ابو یوسف علمِ الحدیث میں حد درجہ رغبت رکھتے تھے۔ تب ہی تو انہوں نے ضعیف عمری، نقاہت، مرض اور سفر کی شدید تھکاوٹ کے باوجود چالیس احادیث سن کر فوراً اپنے شاگردوں کو سنا دیں۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں لا جواب حافظے سے نوازا تھا، اسی وجہ سے انہوں نے ایک لمحہ تاخیر کیے بغیر چالیس احادیث ذہن نشین کر لیں۔

۵۔ امام علی بن صالح جب بھی قاضی ابو یوسف سے کوئی حدیث بیان کرتے تو کہتے:

حدَّثني فقيه الفقهاء، وقاضي القضاة، وسيد العلماء أبو يوسف. (۱)

”مجھ سے فقیہ الفقہاء، قاضی القضاۃ اور سید العلماء ابو یوسف نے حدیث بیان کی۔“

۶۔ امام ابن سعد (متوفی ۲۳۰ھ) نے قاضی ابو یوسف کے علمِ حدیث پر یوں لب کشائی کی ہے:

كان يعرف بالحفظ للحدیث، وكان يحضر المحدث فيحفظ

خمسين وستين حديثاً فيقوم فيمليها على الناس. (۲)

(۱) صیمری، أخبار أمی حنیفة وأصحابه: ۹۳

(۲) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبری، ۷: ۳۳۰

۲۔ ابن عبد البر، الإنقاء فی فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: ۱۷۲

۳۔ ابن خلکان، وفيات الأعیان، ۶: ۳۷۹

۴۔ ابن عماد، شذرات الذهب، ۱: ۳۰۰

”آپ حافظِ حدیث تھے، آپ محدث کی خدمت میں حاضر ہو کر پچاس ساٹھ احادیث حفظ کر کے لوگوں کو ان کی املاء کراتے تھے۔“

۷۔ سید المحمّد شین امام یحییٰ بن معین، قاضی ابو یوسفؒ کی حدیث میں ثقاہت کا یوں اظہار فرماتے ہیں:

ما رأیت فی أصحاب الرأی أثبت فی الحدیث، ولا أحفظ ولا أصحّ رواية من أبي يوسف. (۱)

”میں نے اصحابِ الرائے میں حدیث میں سب سے زیادہ پختہ، سب سے زیادہ حافظِ حدیث اور سب سے زیادہ صحیح روایت بیان کرنے والا ابو یوسف سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔“

۸۔ امام علی بن مدینی (۲۳۴ھ) بیان کرتے ہیں کہ قاضی ابو یوسفؒ بصرہ میں دو مرتبہ تشریف لائے، پہلی مرتبہ ۱۷۱ھ میں آئے تو میں ان کے پاس نہ آسکا اور دوسری بار ۱۸۰ھ میں تشریف لائے تو ہم ان کے پاس حاضری دیا کرتے تھے۔

فکان یحدّث بعشرة أحادیث وعشرة رأی وأراه، قال: ما أجد علی أبي يوسف شیء إلا حدیث هشام فی الحجر وکان صدوقاً. (۲)

”آپ دس احادیث بیان کرنے کے ساتھ ان پر دس تبصرے بھی کرتے اور میں قاضی ابو یوسفؒ کو دیکھتا کہ آپ مقامِ حجر میں هشام کے طریق سے مروی

(۱) ۱۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۵۳۷: ۸

۲۔ ایضاً، مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه: ۴۰

۳۔ ابن تغری بردی، النجوم الزاهرة، ۱۰۸: ۲

(۲) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۲۵۵: ۱۴

۲۔ ذہبی، مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه: ۴۲

ہی حدیث بیان کرتے اور آپ نے ہمیشہ صدق بیانی سے کام لیا۔“

۹۔ امام ابو یوسفؒ کے شاگرد رشید امام بشر بن ولید (متوفی ۲۳۸ھ) کے سامنے ایک روز آپ کے مُسْتَمْلٰی (حدیث کی اِلاء کرنے کی درخواست کرنے والے شاگرد) نے کہا: آپ کو یعقوب نے خبر دی ہے، آپ نے اس سے فرمایا:

أَلَا تَعْظُمُهُ! أَلَا تَفْخَمُهُ! فَإِنِّي مَا رَأَيْتُ مِثْلَهُ. (۱)

”کیا تم ان کی تعظیم نہیں کرتے، ان کی تکریم نہیں کرتے، میں نے ان کی مثل کوئی نہیں دیکھا۔“

۱۰۔ امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) سب سے پہلے علم حدیث کی ابتداء کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں:

أَوَّلُ مَا طَلَبْتُ الْحَدِيثَ ذَهَبْتُ إِلَى أَبِي يُونُسَ الْقَاضِي ثُمَّ طَلَبْنَا بَعْدَ فَكْتَبْنَا عَنِ النَّاسِ. (۲)

”میں سب سے پہلے علم حدیث کی طلب میں قاضی ابو یوسف کے پاس گیا پھر اس کی طلب میں (باقی) لوگوں کے پاس جا کر لکھا۔“

۱۱۔ امام احمد بن حنبل ہی امام ابو یوسفؒ کے بارے میں فرماتے ہیں:

كَانَ يَعْقُوبُ أَبُو يُونُسَ مُنْصَفًا فِي الْحَدِيثِ. (۳)

(۱) صیمری، أخبار أُمّی حنیفة وأصحابہ: ۹۴

(۲) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۴: ۲۵۵

۲۔ ذہبی، مناقب الإمام أُمّی حنیفة وصاحبہ: ۴۰

(۳) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۴: ۲۶۰

۲۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۸: ۵۳

۳۔ سیوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۲۸

”امام ابو یوسف یعقوب حدیث میں انصاف کرنے والے تھے۔“

۱۲۔ امام ذہبی کی تحقیق کے مطابق امام ابن عدی نے کہا: ”قاضی ابو یوسف سے روایت لینے میں کوئی حرج نہیں۔“ امام نسائی نے کہا: ”آپ ثقہ ہیں“ اور امام ابو حاتم نے کہا: ”آپ سے مروی حدیث کو لکھا جائے گا۔“ (۱)

معروف مؤرخ خلیفہ بن خیاط، یعقوب بن سفیان، ابو حسان زیاد دی اور بشر بن ولید کے مطابق قاضی ابو یوسف یعقوب نے جمعرات کے دن ۵ ربیع الاول کو ۱۸۲ھ میں وصال فرمایا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ (۲)

۴/۳۔ مسند و آثار امام محمد بن حسن شیبانی (متوفی ۱۸۹ھ)

امام محمد بن حسن بن فرقد شیبانی کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ آپ فقیہ عراق اور امام اعظم ابو حنیفہ کے ذہین ترین شاگرد ہیں۔ آپ ۱۳۲ھ میں واسط میں پیدا ہوئے اور کوفہ میں پروان چڑھے۔

امام محمد بن حسن سے درج ذیل محدثین نے حدیث روایت کی:

- ۱۔ امام محمد بن ادريس شافعی
- ۲۔ ابو عبید قاسم بن سلام
- ۳۔ ہشام بن عبید اللہ رازی
- ۴۔ علی بن مسلم طوسی
- ۵۔ عمرو بن ابی عمرو حرانی
- ۶۔ حافظ یحییٰ بن معین
- ۷۔ محمد بن سماعہ
- ۸۔ یحییٰ بن صالح وحاضی رحمہم اللہ تعالیٰ (۳)

(۱) ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۸: ۵۳۸

(۲) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۴: ۲۶۱

۲۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۸: ۵۳۸

(۳) ذہبی، مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه: ۵۰

جس طرح کا اشکال اور التباس مسند/ آثار ابو یوسف کے ضمن میں سامنے آیا کچھ اسی طرح کا معاملہ امام محمد شیبانی کی مسند و آثار کے ساتھ بھی ہے۔

۱۔ امام خوارزمیؒ نے ’جامع المسانید‘ میں امام محمدؒ کی ان دونوں کتابوں کا تذکرہ اپنی متصل اسناد کے ساتھ کیا ہے۔

(۱) امام خوارزمیؒ نے امام محمدؒ کی مسند کو ’نسخة محمد‘ کہہ کر ذکر کیا ہے۔ یہی کتاب ’مسند محمد‘ کے نام سے معروف ہے۔ امام خوارزمیؒ نے اس کو اپنے تین شیوخ ابو محمد یوسف بن ابی الفرج عبد الرحمن بن علی بن الجوزی، ابو محمد ابراہیم بن محمود بن سالم اور ابو عبد اللہ محمد بن علی بن بقا کے طرق سے متصل روایت کیا ہے۔^(۱)

(۲) امام خوارزمیؒ نے امام محمدؒ کی ’کتاب الآثار‘ کا دو طرق سے ذکر کیا ہے:

(۱) امام خوارزمیؒ نے امام محمدؒ کی ’کتاب الآثار‘ کو اپنے چار شیوخ کی متصل اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ آپ کے چار شیوخ یہ ہیں: صدر کبیر ابو محمد یوسف بن ابی الفرج عبد الرحمن بن علی بن الجوزی، ابو محمد ابراہیم بن محمود بن سالم، ابو عبد اللہ محمد بن علی بن بقا اور ابو المظفر یوسف بن علی بن حسن۔^(۲)

(ب) امام خوارزمیؒ نے ہی امام محمدؒ کی ’کتاب الآثار‘ کو اپنے چار شیوخ ضیاء الدین صفر، شرف الدین عبد الرحمن بن عبد الرحیم، رشید الدین احمد ابن الفرج بن مسلمہ، ابو محمد ابراہیم بن محمود بن سالم کے طریق سے عالی سند کے ساتھ بھی ذکر کیا ہے۔^(۳)

(۱) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۷۵

(۲) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۷۶

(۳) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۷۷

۲۔ محدث شام امام محمد بن یوسف صالحی نے بھی امام محمد شیبانی کی دونوں تصانیف کا تذکرہ کیا ہے:

(۱) امام صالحی نے امام محمد کی مسند کا ذکر اپنے شیخ عبدالعزیز بن عمر بن محمد ہاشمی کی متصل سند کے ساتھ کیا ہے۔

(۲) امام صالحی نے امام محمد کی ”کتاب الآثار“ کا دو طرق سے ذکر کیا ہے:

(۱) انہوں نے اپنے شیخ ابو حفص عمر بن حسن بن عمر نووی سے بذریعہ شیخ الاسلام ابوالفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی کے متصل طریق سے امام محمد کی ”کتاب الآثار“ تک سند درج کی ہے۔

(ب) امام صالحی ہی نے حافظ ابن حجر عسقلانی کے دوسرے متصل طریق سے امام محمد کی ”کتاب الآثار“ تک سند کو سپردِ قسط کیا ہے۔^(۱)

امام محمد کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ امام محمد خود اپنے علمی ذوق و شوق کے بارے فرماتے ہیں:

خلف أبي ثلاثين ألفاً درهم، فأنفقت خمسة عشر ألفاً على النحو والشعر، وخمسة عشر ألفاً على الحديث والفقه.^(۲)

(۱) صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۳۰-۳۳۳

ہمارے فرید ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی لائبریری میں امام محمد بن حسن شیبانی کی کتاب الآثار، موجود ہے، اس کے ذیل میں حافظ ابن حجر عسقلانی کی الإیثار لمعرفة رواة الآثار ہے۔ کتاب کا لائبریری نمبر ۵۷۲۷ ہے۔ یہ کتاب دار القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی، پاکستان، سے ۱۴۰۷ھ میں طبع ہوئی۔

(۲) ۱۔ صیمری، أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ۱۲۵

”میرے والد نے وراثت میں تیس ہزار درہم چھوڑے، ان میں سے میں نے پندرہ ہزار نحو و شعر اور باقی پندرہ ہزار حدیث و فقہ پر خرچ کر دیئے۔“

۲۔ فقہ شافعی کے بانی امام محمد بن ادریس شافعی (متوفی ۲۰۴ھ) نے امام محمد کے بارے فرمایا:

جالستہ عشر سنین، وحملت من کلامہ حمل جمل، لو کان کلم علی قدر عقلہ ما فہمنا کلامہ ولکنہ کان یکلمنا علی قدر عقولنا۔^(۱)

”میں نے دس سال ان کی شاگردی اختیار کی اور میں نے ان سے اس قدر استفادہ کیا ہے کہ اگر اسے تحریری شکل دی جائے تو اسے اٹھانے کے لئے اونٹ درکار ہوگا۔ اگر وہ اپنی عقل کے مطابق گفتگو کرتے تو ہم ان کے کلام کو نہ سمجھ پاتے لیکن وہ ہم سے ہماری عقلوں کے مطابق گفتگو کرتے تھے۔“

۳۔ امام شافعی نے آپ کے بارے میں یہ بھی فرمایا:

ما رأیت أعقل، و لا أفقه، و لا أزهد، و لا أروع، و لا أحسن نطقاً و إيراداً من محمد بن الحسن۔^(۲)

”میں نے سب سے زیادہ عاقل، سب سے زیادہ فقیہ، سب سے زیادہ زاہد،

..... ۲۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۲: ۷۳

۳۔ قزوینی، التدوین فی أخبار قزوین، ۱: ۲۵۲

۴۔ کردری، مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة، ۲: ۱۵۵

(۱) ۱۔ کردری، مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة، ۲: ۱۵۵

۲۔ قرشی، الجواهر المضیئة فی طبقات الحنفیة، ۲۷: ۲

(۲) ذہبی، مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه، ۵۵

سب سے زیادہ پرہیز گار اور سب سے زیادہ اچھا بولنے والا اور کلام کو وضاحت سے بیان کرنے والا محمد بن حسن سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا،

۴۔ امام شافعیؒ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

أنفقت على كتب محمد بن الحسن ستين دينارًا ثم تدبرتها
فوضعت إلى جنب كل مسألة حديثًا.^(۱)

”میں نے محمد بن حسن کی کتب خریدنے پر ساٹھ (۶۰) دینار خرچ کئے پھر میں نے ان میں غور و فکر کر کے ہر مسئلہ کے ساتھ حدیث کو لکھ دیا۔“

ان روایات سے کیا کوئی شخص یہ نتیجہ اخذ کر سکتا ہے کہ امام شافعی جیسے اجل محدث جو امام محمد کی تعریف میں رطب اللسان ہیں، اس ابتدائی دور میں وہ دس سال تک امام محمد سے حدیث کے بغیر صرف علم فقہ سیکھتے رہے؟ کتنا بے معنی اور لغو استدلال ہوگا۔ اس کے برعکس کوئی بھی صائب الرائے شخص ان اقوال کو پڑھ کر اسی نتیجہ تک پہنچے گا کہ امام شافعی نے اپنے جلیل المرتبت استاذ سے فقہ سیکھنے کے ساتھ ساتھ احادیث کی معرفت بھی حاصل کی، تب ہی تو وہ اس قابل ہوئے کہ امام صاحب کے بیان کردہ ہر مسئلہ کے ساتھ انہوں نے احادیث کی تخریج کی۔ نیز استنباط مسائل میں اپنے استاد سے اختلاف بھی کیا اور قرآن و حدیث کی روشنی میں اپنے اجتہادات بھی کیے۔

مذکورہ بالا روایت سے دوسری اہم بات یہ معلوم ہوئی کہ فقہ حنفی کی بنیاد احادیث پر ہے۔ اسی وجہ سے تو امام شافعی نے امام محمد کے بیان کردہ جمیع مسائل کے ساتھ احادیث کو لکھا۔ اگر مذہب حنفی حدیث کے متضاد ہوتا تو ہر گز بھی وہ یہ علمی کارنامہ سرانجام نہ

(۱) ۱۔ أبو نعیم أصفہانی، حلیۃ الأولیاء، ۹: ۷۸

۲۔ ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، ۵۱: ۲۹۷

۳۔ ذہبی، مناقب الإمام أبي حنيفة و صاحبيه: ۵۱

دیتے۔ اب ہم امام شافعی کی زبانی ہی یہ نقل کرنا چاہتے ہیں کہ امام محمد اور ان جیسے دیگر اکابر ائمہ کو تفقہ فی الدین میں ایسا بلند و بالا علمی رتبہ کس ہستی کی بدولت نصیب ہوا۔

۵۔ امام ابو عبیدہ سے روایت ہے کہ میں نے امام شافعیؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

لقد كتبت عن محمد بن الحسن وقر بعير ذكر، ولولا ه ما فتق لي من العلم ما انفتق، فالناس كلهم في الفقه عيال على أهل العراق، وأهل العراق عيال على أهل الكوفة، وأهل الكوفة كلهم عيال على أبي حنيفة. (۱)

”میں نے امام محمد بن حسن سے اس قدر علم لکھا ہے کہ اس بوجھ کو (تحریری شکل دی جائے تو) مذکور اونٹ ہی اٹھا سکتا ہے۔ اگر وہ نہ ہوتے تو مجھ پر علم کی وہ راہیں منکشف نہ ہوتیں جو ہوئیں، سارے لوگ فقہ میں اہل عراق کے عیال ہیں اور سارے اہل عراق اہل کوفہ کے عیال ہیں اور سارے اہل کوفہ امام ابو حنیفہ کے عیال ہیں۔“

یہی قابل تقلید بات ہے جس کا اعلان آج سے ۱۲ سو سال قبل عالم اسلام کے عظیم رہنما اور فقہ شافعی کے بانی امام شافعیؒ نے اپنی زبان سے کر دیا کہ روئے زمین کے سارے لوگ فقہ میں امام اعظم ابو حنیفہؒ کے عیال ہیں۔ آج بھی جس کسی کو فہم اور تفقہ فی الدین میں سے جو میسر آئے گا وہ درحقیقت امام اعظم کے تفقہ فی الدین کے لگائے ہوئے علمی شجر کا فیضان ہوگا۔

۶۔ امام محمد بن حسن خود امام مالکؒ سے سماع حدیث کرنے کو بیان کرتے ہیں:

(۱) ۱۔ صیمری، أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ۱۲۴

۲۔ کردری، مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة، ۲: ۵۳

۳۔ ابن عماد، شذرات الذهب، ۱: ۳۲۳

أَقَمْتُ عَلَى بَابِ مَالِكٍ ثَلَاثَ سَنِينَ وَسَمِعْتُ مِنْ لَفْظِهِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِمِائَةِ حَدِيثٍ. (۱)

”میں امام مالک کی چوکھٹ پر تین سال تک حاضر رہا، اور میں نے ان کی زبانی سات سو (۷۰۰) سے زائد احادیث کا سماع کیا۔“

اس روایت سے سرسری طور پر اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے امامِ اعظم ابوحنیفہ سے بھی لازماً چار سالوں کے دوران سیکڑوں احادیث کا سماع کیا ہوگا۔ کیونکہ کسی بھی ایسے محدث سے جو محنتِ شاقہ کے ساتھ حصولِ علمِ حدیث پر کمر بستہ ہو، یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ اس نے اپنے شیخِ اجل کے پاس مسلسل چار سال شب و روز بسر کرتے ہوئے اُن سے صرف چند احادیث سنی ہوں گی؟ یہ قابلِ فخر متعلم اور لائقِ استناد معلم، شاگردِ رشید اور استاذِ جلیل، تلمیذِ صادق اور شیخِ کامل دونوں پر زبانِ طعن دراز ہوگی۔ لہذا حقیقت یہی ہے کہ امام ابوحنیفہ امامِ اعظم فی الحدیث تھے ہی تو بقول امام شافعی أعلم، أعقل، أفقه، أزهد وأورع جیسی صفات کے حامل طالبِ علم امام محمد نے ساہا سال آپ کی درپوزہ گری کی۔

۷۔ صحیحین (بخاری و مسلم) کے ثقہ راوی امام یحییٰ بن صالح (متوفی ۲۲۲ھ) فرماتے ہیں کہ مجھ سے یحییٰ بن اکثم نے پوچھا: آپ نے امام مالک کو دیکھا ہے اور اُن سے سماع کیا ہے، اسی طرح آپ نے امام محمد کی رفاقت اختیار کی ہے، ان دونوں میں سب سے زیادہ فقیہ کون تھا؟ میں نے کہا:

محمد بن الحسن فیما يأخذہ لنفسہ أفقه من مالک. (۲)

(۱) ۱۔ عسقلانی، لسان المیزان، ۵: ۲۱

۲۔ نووی، تہذیب الأسماء، ۱: ۹۷

۳۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۸: ۷۵

(۲) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۲: ۱۷۵

”محمد بن حسن جو کچھ بھی اُن سے اپنے لئے اخذ کرتے وہ اس میں مالک سے زیادہ فقیہ تھے۔“

۸۔ امام محمد بن حسن شیبانیؒ کے عارفِ حدیث اور عالمِ حدیث ہونے پر ایک واقعہ امام محمد بن سماعہ (متوفی ۲۳۳ھ) کی زبانی نقل کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: عیسیٰ بن ابان (م ۲۲۱ھ) حسین و جمیل اور صاحبِ علم شخص تھے اور ہمارے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے، میں انہیں محمد بن حسن کے پاس آنے کی دعوت دیتا تو وہ (سنی سنائی پر) کہتے: یہ لوگ احادیث کی مخالفت کرتے ہیں۔ عیسیٰ حدیث کے جید حافظ تھے، ایک دن انہوں نے ہمارے ساتھ نمازِ فجر ادا کی جبکہ اسی دن امام محمد کا درس بھی ہونا تھا۔ میں نے عیسیٰ کو اس مجلس میں بٹھائے رکھا۔ جب امام محمد درس سے فارغ ہوئے تو میں عیسیٰ کو اُن کے قریب لے گیا اور انہیں کہا: یہ آپ کے بھائی ابان بن صدقہ کاتب کے بیٹے ہیں جو بڑے ذہین اور معرفتِ حدیث رکھتے ہیں، میں اسے آپ کے پاس آنے کی دعوت دیتا لیکن یہ انکار کر دیتا اور کہتا کہ ہم حدیث کی مخالفت کرتے ہیں۔ امام محمد اس کی طرف بڑھے اور اسے فرمایا: میرے بیٹے! آپ نے کس مسئلہ میں ہمیں دیکھا ہے کہ ہم اس میں حدیث کی مخالفت کرتے ہیں؟ جب تک ہم سے سن نہ لو اس وقت تک ہمارے خلاف مت گواہی دو۔ ابنِ ابان نے اس دن آپ سے پچیس احادیث کے متعلق سوال کیا۔ راوی بیان کرتے ہیں:

فجعل محمد بن الحسن يجيبه عنها، ويخبره بما فيها من المنسوخ ويأتي بالشواهد والدلائل، فالتفت إليّ بعد ما خر جنا، فقال: كان بيني وبين النور سترٌ فارتفع عني، ما ظننت أنّ في ملك الله مثل هذا الرجل يظهره للناس! ولزم محمد بن الحسن لنزوماً شديداً حتى تفقّه.^(۱)

(۱) ۱۔ صیمری، أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ۱۲۸

۲۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۱: ۱۵۸

”محمد بن حسن اسے ان احادیث کے جواب دینے لگے، اُسے ان میں سے منسوخ احادیث کی خبر دینے لگے اور اس پر دلائل و شواہد بھی قائم کرنے لگے۔ جب ہم امام محمد کی مجلس سے باہر نکلے تو وہ میری طرف مڑ کر کہنے لگا: میرے اور نور (علم) کے درمیان پردہ حائل تھا جو اب مجھ سے اٹھ گیا ہے، میرا خیال نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ کی سرزمین میں اس جیسا شخص موجود ہے جسے وہ لوگوں کے لئے ظاہر فرماتا ہے۔ پھر انہوں نے حد درجہ قلبی ذوق سے محمد بن حسن کی مجالست اختیار کی یہاں تک کہ فقیہ کے مرتبے پر فائز ہوئے۔“

اس روایت سے واضح ہوا کہ امام محمد بن حسن جہاں کثیر ذخیرہ حدیث رکھتے تھے وہیں انہیں فہم حدیث بھی حاصل تھا۔ اسی لئے تو انہوں نے عیسیٰ بن ابان کی بیان کردہ پچیس احادیث کے تسلی بخش جواب دیئے۔ دوسری بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ محدث اس وقت تک معرفت حدیث کا دعویٰ نہیں کر سکتا جب تک فقیہ نہ ہو جیسا کہ ابن ابان کے ساتھ ہوا۔

۹۔ ابراہیم حربی سے روایت ہے کہ میں نے امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) سے سوال کیا: ”آپ نے یہ مسائل دقیقہ کہاں سے سیکھے ہیں؟“ انہوں نے فرمایا:

من كتب محمد بن الحسن. (۱)

”محمد بن حسن کی کتب سے۔“

..... ۳۔ سمعانی، الأنساب، ۴: ۴۳۱

۴۔ کردری، مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة، ۲: ۱۵۷

(۱) ۱۔ صیمری، أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ۱۲۵

۲۔ ابن جوزی، المنتظم فی تاریخ الأمم والملوک، ۹: ۱۷۵

۳۔ ذہبی، مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه: ۵۴

۴۔ کردری، مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة، ۲: ۱۶۰

۱۰۔ امام احمد بن حنبل نے ایک مرتبہ فرمایا: جب کسی مسئلہ میں تین اشخاص کا اتفاق ہو جائے تو ان کی مخالفت ناممکن ہے۔ ان سے پوچھا گیا: وہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا:

أبو حنيفة وأبو يوسف ومحمد بن الحسن، فأبو حنيفة أبصر الناس بالقياس، وأبو يوسف أبصر الناس بالآثار، ومحمد أبصر الناس بالعربية. (۱)

”ابو حنیفہ، ابو یوسف اور محمد بن حسن۔ ابو حنیفہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ قیاس میں ماہر ہیں، ابو یوسف تمام لوگوں میں سب سے زیادہ آثار پر نگاہ رکھتے ہیں اور محمد تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عربی لغت جانتے ہیں۔“

۱۱۔ امام الجرح والتعديل علی بن مدینی نے امام محمدؒ کو ”صدوق“ قرار دیا ہے۔ امام دارقطنی نے کہا ہے کہ ”انہیں ترک نہیں کیا جائے گا۔“ امام ابو داؤد نے کہا ہے: ”یہ ترک کیے جانے کے مستحق نہیں ہے۔“ (۲)

۱۲۔ امام ذہبی نے امام محمدؒ کے بارے میں یہاں تک لکھا ہے:

كان محمد بن الحسن من بحور العلم والفقه. (۳)

”امام محمد بن حسن علم حدیث اور فقہ کے سمندر تھے۔“

جب خلیفہ ہارون الرشید رے کے علاقے میں گیا تو امام محمدؒ بھی ان کے ساتھ وہاں گئے اور وہیں ۸۹ھ میں اٹھاون سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا رحمۃ اللہ علیہم

(۱) سمعانی، الأنساب، ۳: ۴۸۴

(۲) ۱۔ عسقلانی، لسان المیزان، ۵: ۱۲۲

۲۔ أيضاً، تعجيل المنفعة: ۳۶۲

(۳) ذہبی، میزان الاعتدال، ۶: ۱۰۷

أجمعين۔^(۱)

۵۔ مسند امام حسن بن زیاد اللؤلؤی (متوفی ۲۰۴ھ)

امام ابوعلی حسن بن زیاد اللؤلؤی انصاری فقیہ عراق، امام اعظم ابوحنیفہ کے قابلِ استناد شاگرد ہیں۔

امام حسن بن زیاد سے محمد بن شجاع ثلجی اور شعیب بن ایوب صریفی رحمہم اللہ تعالیٰ نے علم حدیث حاصل کیا۔^(۲)

۱۔ امام محمد بن محمود خوارزمی نے اپنے چار شیوخ کے طرق سے متصل سند کے ساتھ امام حسن بن زیاد اللؤلؤی کی جمع کردہ مسند امام اعظم کو بیان کیا ہے۔ امام خوارزمی کے اُن چار شیوخ کے نام یہ ہیں: ابو محمد یوسف بن عبد الرحمن بن علی الجوزی، ابو محمد ابراہیم بن محمود بن سالم، ابو نصر الاغر بن ابی الفضائل اور ابو عبد اللہ محمد بن علی بن بقا۔^(۳)

۲۔ امام محمد بن یوسف صالحی شامی نے بھی اپنے چار شیوخ سے امام حسن بن زیاد اللؤلؤی تک متصل سند کو ذکر کیا ہے۔ امام صالحی کے چار شیوخ یہ ہیں: ابویحییٰ زکریا بن محمد بن احمد انصاری، جمال الدین ابراہیم قلعشندی، ابو محمد عبد الرحیم بن محمد خنفی اور ابو حفص عمر بن علاء الدین صیرفی۔^(۴)

۳۔ حاجی خلیفہؒ نے بھی ”کشف الظنون“ میں امام لؤلؤی کی مسند امام اعظم کا نام درج کیا ہے۔^(۵)

(۱) صیمری، أخبار أئمة حنيفة وأصحابه: ۱۳۰

(۲) ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۹: ۵۴۴

(۳) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۷۳

(۴) صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۲۶

(۵) حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ۲: ۱۶۸۰

امام حسن بن زیاد کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ امام حسن بن زیاد خود اپنے طلب علم کا حال بیان فرماتے ہیں:

مكثت أربعين سنة لا أبيت إلا والسراج بين يدي. (۱)

”میں نے چالیس سال اس حال میں گزارے کہ ساری رات چراغ میرے سامنے جلتا رہتا (اور میں پڑھائی میں مصروف رہتا)۔“

۲۔ امام حسن بن زیاد کثیر احادیث کے مالک تھے، اسی لئے فرماتے:

كتبت عن ابن جريج اثني عشر ألف حديث، كلها يحتاج إليها الفقهاء. (۲)

”میں نے ابن جریج سے بارہ ہزار (۱۲,۰۰۰) ایسی احادیث لکھی ہیں جن میں سے ہر ایک کی فقہاء کو نہایت ضرورت ہے۔“

۳۔ صحاح ستہ کے راوی امام یحییٰ بن آدم (متوفی ۲۰۳ھ) نے امام حسن کے بارے میں کہا:

ما رأيت أفقه من الحسن بن زياد. (۳)

(۱) ۱۔ صیمری، أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ۱۳۳

۲۔ کردری، مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة، ۲: ۲۱۰

(۲) ۱۔ صیمری، أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ۱۳۲

۲۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۷: ۳۱۴

۳۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۹: ۵۴۴

(۳) ۱۔ صیمری، أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ۱۳۱

۲۔ ابوالاسحاق شیرازی، طبقات الفقهاء: ۱۴۳

”میں نے حسن بن زیاد سے بڑھ کر کسی کو فقیہ نہیں دیکھا۔“

۴۔ ایک مرتبہ کسی شخص نے محدث خلف بن ایوب (متوفی ۲۰۵ھ) سے کوئی مسئلہ پوچھا تو انہوں نے کہا: میں نہیں جانتا۔ سائل نے کہا: مجھے کوئی ایسا شخص بتا دیں جو اس کے بارے جانتا ہو۔ فرمایا: کوفہ کے حسن بن زیاد۔ اس نے کہا: کوفہ تو دور ہے۔ آپ نے فرمایا:

من همہ المدین فالکوفة إلیہ قریبة. (۱)

”جس شخص کا مطمع نظر فہم دین ہو، کوفہ اس کے قریب ہے۔“

۵۔ نصیر بن یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خلف بن ایوب سے پوچھا: موجودہ دور میں کون شخص حجۃ الاسلام ہے؟ انہوں نے کہا: حسن بن زیاد۔ راوی کہتے ہیں:

فأعاد السؤال ثلاثاً، فقال: الحسن هو حجة. (۲)

”اس نے تین بار سوال دہرایا، آپ نے یہی جواب دیا: حسن ہی حجۃ الاسلام ہیں۔“

۶۔ امام سمعانی (متوفی ۵۲۲ھ) نے امام حسنؓ کے متعلق لکھا ہے:

كان حافظاً لروایات أبي حنيفة. (۳)

”آپ امام ابوحنیفہ سے مروی احادیث کے حافظ تھے۔“

۷۔ بعض محدثین نے ان پر شدید کلام کرتے ہوئے کدّاب تک کہا ہے۔ امام

..... ۳۔ قرشی، الجواهر المضیئة: ۱۲۷

۴۔ ابن تغری بردی، النجوم الزاهرة، ۲: ۱۸۸

(۱) کردری، مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة، ۲: ۲۰۹

(۲) کردری، مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة، ۲: ۲۰۹

(۳) ۱۔ سمعانی، الأنساب، ۵: ۱۲۶

۲۔ قرشی، الجواهر المضیئة في الطبقات الحنفية: ۱۲۸

عسقلانیؒ نے ان کے بارے میں سارے اقوال درج کرنے کے بعد لکھا ہے:

ومع ذلك كله أخرج له أبو عوانة في مستخرجه، والحاكم في مستدركه، وقال مسلمة بن قاسم: كان ثقة، رحمه الله تعالى. (۱)
 ”اس کے باوجود امام ابو عوانہ نے اپنی مستخرج اور حاکم نے اپنی متدرک میں ان سے روایت کیا ہے۔ مسلمہ بن قاسم نے کہا ہے: آپ ثقہ تھے۔“

✽ ہماری تحقیق کے مطابق امام دارقطنی نے السنن، امام بیہقی نے السنن الکبریٰ اور امام طبرانی نے المعجم الأوسط میں بھی امام حسن بن زیاد سے احادیث روایت کی ہیں جو ان کے مقبول الروایۃ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

✽ امام ابوبکر دامغانی اور امام ذہبی کے مطابق امام حسن بن زیاد کا وصال ۲۰۴ھ میں ہوا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ (۲)

۶۔ مسند امام محمد بن مخلد الدؤری (متوفی ۳۳۱ھ)

حافظ ابو عبد اللہ محمد بن مخلد بن حفص الدؤری العطار بغداد سے تعلق رکھنے والے جلیل القدر محدث ہیں۔ بقول ان کے ان کی ولادت ۲۳۳ھ میں ہوئی۔
 امام ابنِ مخلد نے کثیر محدثین کے ہاں زانوئے تلمذ تہہ کیا جن میں سے بعض نام درج ذیل ہیں:

- ۱۔ ابوالسائب مسلم بن جتادہ
- ۲۔ یعقوب بن ابراہیم دورق
- ۳۔ فضل بن یعقوب رخامی
- ۴۔ ابو حذافہ سہمی

(۱) عسقلانی، لسان المیزان، ۲: ۲۰۸

(۲) ۱۔ صیمری، أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ۱۳۳

۲۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۵: ۵۴

۵۔ زبیر بن بنگار ۶۔ ابو یحییٰ محمد بن سعید العطار

۷۔ احمد بن عثمان بن حکیم اودی ۸۔ محمد بن حسان ازرق

۹۔ حسن بن عرفہ ۱۰۔ صاحب الصحیح امام مسلم بن حجاج

امام ابنِ مغلہ وہ بلند رتبہ ہستی ہیں جن سے اکابرین محدثین نے علم حدیث حاصل کیا۔ ان میں سے چند نام زیبِ قرطاس ہیں:

۱۔ حافظ ابو العباس بن عقدہ ۲۔ محمد بن حسین آجری

۳۔ حافظ ابو بکر بن جعابی ۴۔ محمد بن المنظر

۵۔ ابو عمر بن حیویہ ۶۔ صاحب السنن امام ابو الحسن دارقطنی

۷۔ امام ابو حفص بن شاپین اور دیگر ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ (۱)

امام محمد بن مغلہ صاحب تصانیف کثیرہ تھے ان کو مسند ابی حنیفہ کے جمع و تدوین کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔

۱۔ حافظ شمس الدین ذہبی نے امام ابنِ مغلہ کی تصانیف پر لکھا ہے:

و کتب ما لا یوصف کثرة مع الفہم والمعرفة، وحسن التصانیف. (۲)

”انہوں نے فہم و معرفت کے ساتھ اتنی کثرت سے لکھا ہے جس کا شمار ممکن نہیں، انہوں نے بہترین تصانیف مرتب کیں۔“

۲۔ حافظ خطیبؒ بغدادی نے ”تاریخ بغداد“ میں کئی ائمہ کے تعارف میں امام ابنِ مغلہ کی مسند ابی حنیفہ کو درج کیا ہے۔

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۳: ۳۱۰

۲۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۵: ۲۵۶

(۲) ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۵: ۲۵۶

(۱) انہوں نے محمد بن احمد بن الجہم کے تذکرہ میں لکھا ہے:

روى عنه محمد بن مخلد الدوري في مسند أبي حنيفة. (۱)

”محمد بن مخلد الدورى نے ان سے مسند ابی حنیفہ میں روایت کیا ہے۔“

(۲) خطیب بغدادی نے ہی احمد بن محمد بن جہم بلخی کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى عنه محمد بن مخلد الدوري في مسند أبي حنيفة الذي جمعه. (۲)

”محمد بن مخلد الدورى نے ان سے مسند ابی حنیفہ میں روایت کیا ہے، یہ مسند انہوں نے جمع کی ہے۔“

(۳) اسی طرح کے کلمات خطیب بغدادی نے محمد بن عبد اللہ بن عبد الرحمن مسروقی کے ترجمہ میں لکھے ہیں۔ (۳)

۳۔ شیخ محمود الحسن طوکی نے بھی حافظ امام ابو عبد اللہ محمد بن مخلد الدورى بغدادی کی مسند ابی حنیفہ کا ذکر کیا ہے۔ (۴)

یہ دلائل و براہین اس بات پر شاہد ہیں کہ امام محمد بن مخلد الدورى نے مسند ابی حنیفہ کو جمع کیا۔

امام ابنِ مخلد کا علمی مقام و مرتبہ

محدثین اور محققین نے امام ابنِ مخلد کے علمی رتبے کو اپنی کتب میں نمایاں جگہ

(۱) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۲۸۷: ۱

(۲) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۴۰۳: ۴

(۳) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۴۳۰: ۵

(۴) عمر رضا کحالیہ، معجم المؤلفین، ۱: ۱۲۰

دی ہے۔

۱۔ صاحب السنن امام دارقطنی (متوفی ۳۸۵ھ) نے امام ابنِ مخلد کو ”ثقہ اور مامون“ بیان کیا ہے۔^(۱)

۲۔ حافظ خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ) اور حافظ ابنِ کثیر (متوفی ۷۴۷ھ) نے جملے الفاظ میں آپ کے متعلق کہتے ہیں:

كان أحد أهل الفهم موثقاً به في العلم، متسع الرواية، مشهوراً بالديانة، موصوفاً بالأمانة، مذكوراً بالعبادة.^(۲)

”آپ ان صاحبانِ دانش میں سے ایک تھے جو علمِ حدیث میں معتبر، روایت بیان کرنے میں وسیع، دین داری میں مشہور، امانت داری کے ساتھ متصف اور عبادت گزاری میں نمایاں تھے۔“

۳۔ اجل نقاد حافظ ذہبی (م ۷۴۸ھ) نے امام ابنِ مخلد کے مقام و مرتبہ پر لکھا ہے:

وكان موصوفاً بالعلم، والصلاح، والصدق، والاجتهاد في الطلب، طال عمره، واشتهر اسمه، وانتهى إليه العلوم مع القاضي المحاملي ببغداد.^(۳)

”آپ علمِ حدیث، صالحیت، صدق اور طلب و جستجو میں حد درجہ محنت جیسی اعلیٰ صفات سے متصف تھے، آپ کو طویل عمر نصیب ہوئی، آپ کے نام کو خوب شہرت

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۳: ۳۱۱

۲۔ سیوطی، طبقات الحفاظ: ۳۴۶

(۲) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۳: ۳۱۰

۲۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۱۱: ۲۰۷

(۳) ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۵: ۲۵۷

حاصل ہوئی، بغداد میں قاضی محالی کے باوجود علو مرتبت کی انتہاء آپ پر ہوئی۔“
۴۔ حافظ ابن حجر عسقلانی^(۱) (۸۵۲ھ) نے امام ابنِ مَخلَد کا علمی مقام یوں اجاگر کیا ہے:

وهو ثقة ثقة ثقة مشهور في تاريخ بغداد له ترجمة مليحة، ومات سنة إحدى وثلاثين وثلاث مائة، وهو من أعلم أهل عصره إسناده، وقع لنا حديثه بعلو بيننا وبينه في خمس مائة سنة، ست أنفس بالسماع المفصل.^(۱)

”وہ ثقہ ثقہ مشہور ہیں، تاریخ بغداد میں ان کا شاندار تعارف درج ہے، انہوں نے ۳۳۱ھ میں وصال فرمایا، وہ اپنے ہم عصروں میں سب سے زیادہ علم الاسناد جانتے تھے۔ ہمیں اعلیٰ طریق سے تفصیلی سماع کے ساتھ ان کی حدیث ملی ہے جس میں اس پانچ سو سالہ دور میں ہمارے اور ان کے درمیان چھ اشخاص ہیں۔“

✽ امام عبدالباقی بن قانع اور ابوالحسن بن فرات کے مطابق امام ابنِ مَخلَد کا ۳۳۱ھ میں وصال ہوا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔^(۲)

۷۔ مسند امام ابنِ عقدہ^(۲) (متوفی ۳۳۲ھ)

آپ کا پورا سلسلہ نسب یوں ہے: احمد بن محمد بن سعید بن عبد الرحمن بن ابراہیم بن زیاد بن عبد اللہ بن عجلان مولیٰ عبد الرحمن بن سعید بن قیس ہمدانی۔ آپ کی کنیت ابو العباس ہے۔ کوفہ سے تعلق رکھنے والے بلند پایہ حافظِ حدیث، علامہ، حدیث میں چوٹی کے عالم، یگانہ روزگار اور صاحبِ تصانیف ہیں۔ ابنِ عقدہ کے نام سے معروف ہیں۔ عقدہ آپ کے والدِ گرامی قدر مشہور نحوی محمد بن سعید کا لقب ہے۔ حافظ ابو العباس ابنِ

(۱) عسقلانی، لسان المیزان، ۵: ۳۷۴

(۲) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۳: ۳۱۱

عقدہ کی ولادت کوفہ میں ۲۳۹ھ میں ہوئی۔

امام ابن عقدہ نے طلبِ حدیث میں کوفہ، بغداد، مکہ مکرمہ اور دیگر علمی مراکز کا کونہ کونہ چھان مارا۔ انہوں نے اُن کثرتِ محدّثین سے حدیث کا سماع کیا جن میں سے گنتی کے چند نام درج کیے جاتے ہیں:

۱۔ ابو جعفر محمد بن عبید اللہ ۲۔ احمد بن عبد الحمید حارثی

۳۔ حسن بن علی بن عفان ۴۔ حسن بن مکرم

۵۔ ابویحییٰ بن ابی میسرہ ۶۔ ابراہیم بن ابی بکر بن ابی شیبہ

۷۔ احمد بن ابی خیشمہ ۸۔ عبد اللہ بن روح مدائنی

۹۔ ابوبکر بن ابی الدنیا ۱۰۔ ابراہیم بن عبد اللہ القصار اور دیگر ائمہ۔

حافظ ابن عقدہ محدّث بے بدل اور لاثانی عالم تھے۔ ان کے عظیم الشان علمی رتبے کی وجہ سے اکابر و اعظم محدّثین نے ان کے ہاں زانوئے ادب تہہ کیا۔ ان میں درج ذیل شیوخ حدیث کے نام شامل ہیں:

۱۔ حافظ ابوبکر بن جعابی ۲۔ حافظ عبد اللہ بن عدی جرجانی

۳۔ صاحب المعاجم حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی

۴۔ محمد بن المنظر ۵۔ صاحب السنن ابو الحسن علی بن عمر دارقطنی

۶۔ حافظ ابو حفص بن شاہین ۷۔ عبد اللہ بن موسیٰ ہاشمی

۸۔ عمر بن ابراہیم کتانی ۹۔ ابو عبد اللہ المرزبانی

۱۰۔ محمد بن ابراہیم المقرئ اور دیگر ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

ان اکابرین حدیث کے علاوہ اتنی کثرت سے اعظم و اصغر ائمہ حدیث نے

- آپ سے علمی استفادہ کیا جن کا احاطہ بہت ہی مشکل ہے۔^(۱)
- ۱۔ امام الجرح والتعديل حافظ ثمس الدین ذہبیؒ نے ”سیر أعلام النبلاء“ میں ابو جعفر طوسی کا ایک قول درج کیا ہے۔ اس میں انہوں نے حافظ ابن عقدہ کی تصانیف کا ذکر کرتے ہوئے ان کی ایک کتاب ”أخبار أبي حنيفة“ کا بھی تذکرہ کیا ہے۔^(۲)
- ۲۔ شارح ”صحيح البخاری“ حافظ بدر الدین عینیؒ نے اپنی کتاب ”التاریخ الكبير“ میں مسند ابن عقدہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

إن مسند أبي حنيفة لابن عقدة يحتوي وحده على ما يزيد على ألف حديث. (۳)

”امام ابن عقدہ کی اکیلی مسند ابی حنیفہ ہی کی احادیث ایک ہزار سے زائد ہیں۔“

- ۳۔ ابو القاسم حمزہ بن یوسف سہمی، حافظ خطیب بغدادیؒ اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے امام ابن عقدہؒ کے طریق سے امام اعظم ابو حنیفہؒ سے مروی احادیث کو روایت کیا ہے۔^(۴)

حافظ ابن عقدہؒ کا علمی مقام و مرتبہ

حافظ صاحب کو علمی حلقہ میں اعلیٰ اور ارفع مقام حاصل تھا جس کے چند نظائر

- (۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۵: ۱۴
- ۲۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۵: ۳۴۰-۳۴۲
- (۲) ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۵: ۳۵۲
- (۳) زاہد الکوثری، تأنیب الخطیب: ۱۵۶
- (۴) ۱۔ حمزہ بن یوسف، تاریخ جرجان: ۳۸۶
- ۲۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۴: ۳۲۷
- ۳۔ عسقلانی، تعجیل المنفعة: ۲۶۰

محدثین کی زبانی ملاحظہ کریں۔

۱۔ حافظ ابن عقدہؒ نے بذاتِ خود اپنی حدیث دانی پر بیان کیا ہے۔ ابو الحسن محمد بن عمرو بن یحییٰ علوی کہتے ہیں کہ ایک دن ابو العباس بن عقدہ میرے والد کے پاس آئے تو انہوں نے آپ سے کہا: ابو العباس! لوگ مجھ سے تمہارے حفظِ حدیث کے متعلق کثرت سے پوچھتے ہیں۔ مجھے بتاؤ کہ آپ کو کتنی احادیث یاد ہیں؟ ابو العباس نے انہیں بتانے سے حیل و حجت سے کام لیا اور اسے برا محسوس کیا۔ انہوں نے پھر سوال دہرایا اور کہا: جب تک آپ مجھے نہیں بتائیں گے میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا، تب ابو العباس نے فرمایا:

أحفظ مائة ألف حديث بالإسناد والتمتن، وأذاكر بثلاث مائة ألف حديث. (۱)

”مجھے اسناد و متن سمیت ایک لاکھ احادیث یاد ہیں اور میں تین لاکھ احادیث کے ساتھ مذاکرہ کرتا ہوں۔“

۲۔ حافظ ابو علی حسین بن علی نیشاپوری (متوفی ۳۴۹ھ) نے آپ کے علمی مقام پر کہا ہے:

ما رأيت أحداً أحفظ لحديث الكوفيين من أبي العباس بن عقدة. (۲)

”میں نے ابو العباس بن عقدہ سے بڑھ کر کسی ایک شخص کو بھی کوفیوں سے

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۵: ۱۷

۲۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۵: ۳۴۶-۳۴۷

۳۔ عسقلانی، لسان المیزان، ۱: ۲۶۴

(۲) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۵: ۱۶

۲۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۵: ۳۴۵

۳۔ عسقلانی، لسان المیزان، ۱: ۲۶۵

مروی حدیث کا حافظ نہیں دیکھا۔“

۳۔ امام حاکم کہتے ہیں: میں نے حافظ ابوعلی سے کہا کہ بعض لوگ ابو العباس کے بارے چہ میگوئیاں کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا: کس بارے میں؟ میں نے کہا: جو انہوں نے مجہول راویوں سے منفرد زائد روایتیں بیان کی ہیں۔ انہوں نے فرمایا:

لا تشتغل بمثل هذا، أبو العباس إمام حافظ، محله محل من يسأل
عن التابعين وأتباعهم. (۱)

”اس طرح کی باتوں میں مشغول مت ہو۔ ابو العباس امام اور حافظ ہیں، وہ تو اس مقام پر فائز ہیں کہ ان سے تابعین اور تبع تابعین کے (صدق و صفا کے) متعلق دریافت کیا جاتا ہے۔“

۴۔ صاحب السنن امام علی بن عمر دارقطنی (متوفی ۳۸۵ھ) فرماتے ہیں:

أجمع أهل الكوفة أنه لم ير من زمن عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ إلى
زمن أبي العباس بن عقدة أحفظ منه. (۲)

”اہل کوفہ (کے ایک زمانے) کا اس امر پر اجماع ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانے سے لے کر ابو العباس بن عقدة کے زمانے تک ان سے بڑا کوئی حافظ نہیں دیکھا گیا۔“

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۵: ۱۹

۲۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۵: ۳۵۰

(۲) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۵: ۱۶

۲۔ سمعانی، الأنساب، ۴: ۲۱۵

۳۔ ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ۵: ۱۱۴

۴۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۵: ۳۴۵

۵۔ ابو ہام محمد بن ابراہیم کرخی فرماتے ہیں:

أحمد بن عمير بن جوصا بالشام كأبي العباس بن عقدة بالكوفة. (۱)

”احمد بن عمیر بن جوصا کا شام میں وہی مقام ہے جیسے کوفہ میں ابو العباس بن عقدہ کا۔“

۶۔ امام محمد بن جعفر النجار بھی امام ابن عقدہ کو یوں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں:

كان أبو العباس أحفظ من كان في عصرنا للحديث. (۲)

”ابو العباس ہمارے عہد میں سب سے زیادہ حدیث کے حافظ تھے۔“

✽ حافظ ابو الحسن ابن سفیان کے بقول امام ابو العباس احمد بن محمد ابن عقدہ ۳۳۲ھ میں وصال فرما گئے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ (۳)

۸۔ مسند امام عبد اللہ بن ابی العوام (متوفی ۳۳۵ھ)

حافظ ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن احمد سعدی ابن ابی العوام نے بھی امام اعظم ابو حنیفہ کی مسند کو جمع کیا۔ امام ابن ابی العوام نے درج ذیل ائمہ سے حدیث کا سماع کیا:

۱۔ صاحب السنن امام نسائی ۲۔ امام ابو جعفر طحاوی

(۱) ۱۔ ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، ۵: ۱۱۴

۲۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۵: ۳۳۵

۳۔ سیوطی، طبقات الحفاظ: ۳۳۵

(۲) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۵: ۱۶

۲۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۵: ۳۳۴

(۳) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۵: ۲۲

۳۔ ابو بشر دولابی

۴۔ محمد بن جعفر بن اعین

۵۔ محمد بن احمد بن حماد

۶۔ ابراہیم بن محمد ترمذی اور دیگر ائمہ۔

جبکہ امام ابن ابی العوام سے ان کے بیٹے ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ و دیگر ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے اخذِ حدیث کیا ہے۔

امام ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن ابی العوامؒ کے مسندِ امامِ اعظمؒ کو تالیف و تدوین کرنے پر حسبِ ذیل دلائل ہیں:

۱۔ حافظ محمد بن محمود خوارزمی نے ”جامع المسانید“ میں پندرہویں مسندِ امام ابن ابی العوام کی ذکر ہے۔ امام خوارزمی نے اس مسند کو اپنے پانچ شیوخ کے متصل طرق سے درج کیا ہے، وہ پانچ شیوخ یہ ہیں: نجم الدین ابو الجناح احمد بن عمر خوارزمی خیونی، نجم الدین ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی بکر بلخی، رشید الدین ابو الفضل اسماعیل بن احمد عراقی، ضیاء الدین صفر بن یحییٰ بن صفر اور ابو نصر الاغر ابن ابی الفضائل فضائل بن ابی نصر۔^(۱)

۲۔ مشہور سیرت نگار و معروف محدثِ شام امام محمد بن یوسف صالحی نے بھی اپنے دو شیوخ ابو الفارس بن عمر علوی اور ابو الفضل بن اوجاقی کے طرق سے مسندِ ابن ابی العوام کا تذکرہ کیا ہے۔^(۲)

ایک ابہام کا ازالہ

امام عبد اللہ بن ابی العوام کی مسند پر اختلاف ہے کہ یہ مستقل کتاب ہے یا ان کی کتاب ”فضائل أبي حنیفة“ کا ایک باب؟

(۱) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۷۷

(۲) صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۳۳

امام خوارزمی اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے اسے ”مسند“ کا نام دیا ہے۔^(۱) جبکہ امام زیلعی اور امام صالحی نے اسے کتاب ”فضائل أبي حنيفة“ کا باب ذکر کیا ہے۔^(۲) ہمارے خیال میں یہ کوئی ابہام یا تشکیک کی بات نہیں ہے۔ دونوں طرف کے ائمہ کا اس موقف پر اتفاق ہے کہ ”مسند ابن أبي العوام“ کا وجود ہے۔ آگے اس کی دو صورتیں بنتی ہیں:

- ۱۔ ممکن ہے امام ابن ابی العوام نے مسند کو الگ تالیف کیا ہو اور فضائل پر الگ۔
- ۲۔ اس کا بھی امکان ہے کہ انہوں نے فضائل ابی حنیفہ میں مسند کے عنوان سے باب باندھا ہو بعد ازاں اس کو علیحدہ بھی تصنیف کیا ہو۔ یا مسند تالیف کرنے کے بعد اس کو ”کتاب الفضائل“ کا حصہ بنا دیا ہو۔ فی زمانہ دونوں طرح کی مثالیں عام دیکھنے کو ملتی ہیں۔ اس لئے ان کے ”مسند ابی حنیفہ“ کو تالیف کرنے پر کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔

امام ابن ابی العوام کا علمی مقام و مرتبہ

ائمہ علم الرجال نے امام ابن ابی العوام کے علمی مقام کو قلمبند کیا ہے۔

- ۱۔ حافظ شمس الدین ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) نے امام نسائی کے ترجمہ میں امام عبداللہ بن ابی العوام کا ذکر کرتے ہوئے انہیں ”قاضی مصر“ کا لقب دیا ہے۔^(۳)
- ۲۔ حافظ عبد القادر قرشی (متوفی ۷۷۵ھ) نے امام ابوالقاسم عبداللہ بن ابی العوام کے پوتے احمد بن محمد کا تعارف درج کرتے ہوئے ان کے گھرانے کے متعلق لکھا ہے:

(۱) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۷۷

۲۔ عسقلانی، الدراية فی تخریج أحادیث الهدایة، ۲: ۲۵

(۲) زیلعی، نصب الراية، ۳: ۱۴۰

۲۔ صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۳۳

(۳) ذہبی، تذكرة الحفاظ، ۲: ۷۰۰

یأتی أبوه وعبدالله جدّه من بیت العلماء الفضلاء. (۱)

”ان کے والد (محمد) اور دادا عبد اللہ علماء فضلاء کے گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔“

۳۔ محدث شام حافظ محمد بن یوسف صالحی (متوفی ۹۴۲ھ) نے حافظ ابو القاسم عبد اللہ، امام ابو جعفر طحاوی، قاضی ابو عبد اللہ صیری اور دیگر ائمہ احناف کے متعلق لکھا ہے:

کلّهم حنفیون، ثقات، أثبات، نقاد، لهم إطلاع كبير. (۲)

”یہ سارے ائمہ حنفی، ثقہ، ثبت اور نقاد محدثین ہیں جنہیں کثیر احادیث کا علم ہے۔“

امام ابو القاسم عبد اللہ بن ابی العوام کا ۳۳۵ھ میں وصال ہوا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم

أجمعین۔

۹۔ مسند امام عمر بن حسن اشنانی (متوفی ۳۳۹ھ)

حافظ حدیث امام قاضی ابو حسن عمر بن حسن بن علی بن مالک اشنانی کو بھی امام اعظم کی مسند جمع کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ ان کی ولادت بغداد میں ۲۵۹ھ یا ۲۶۰ھ میں ہوئی۔ امام اشنانی نے درج ذیل محدثین کرام سے روایت حدیث کی ہے:

- | | |
|------------------------|---------------------------------|
| ۱۔ حافظ ابراہیم حربی | ۲۔ محمد بن عینی مدائنی |
| ۳۔ محمد بن مسلمہ واسطی | ۴۔ ابو اسماعیل ترمذی |
| ۵۔ موسیٰ بن سہل الوشاء | ۶۔ ابو بکر بن ابی الدنیا |
| ۷۔ محمد بن شداد مسمعی | ۸۔ اپنے والد حسن بن علی اشنانی۔ |

محدثین کی کثیر تعداد نے امام اشنانی سے روایت کیا ہے جن میں سے چند نام

(۱) قرشی، الجواهر المضية: ۷۴

(۲) صالحی شامی، عقود الجمان: ۴۹

درج ذیل ہیں:

- ۱۔ ابو عباس بن عقدہ
- ۲۔ محمد بن المظفر
- ۳۔ ابو عمرو بن السماک
- ۴۔ ابو حسن علی بن عمر دارقطنی بغدادی
- ۵۔ حافظ ابن شاہین
- ۶۔ ابو قاسم بن حبابہ
- ۷۔ المعانی بن زکریا رحمہم اللہ تعالیٰ۔

- ۱۔ امام محمد بن محمود خوارزمی نے اپنے تین شیوخ تقی الدین یوسف بن احمد بن ابی الحسن اسکاف، ابو محمد ابراہیم بن محمود بن سالم اور ابو عبد اللہ محمد بن علی بن بقاء کے طرق سے متصل سند کے ساتھ امام عمر اشثانی کی مسند امام اعظم کو نقل کیا ہے۔^(۱)
- ۲۔ محدث شام امام محمد بن یوسف صالحی نے بھی اپنے شیوخ ابو الفضل عبد الرحیم بن محمد بن محمد ارجانی اور ابو حفص عمر بن حسن بن عمر ثوری کے طرق سے متصل اسناد کے ساتھ امام عمر اشثانی کی مسند تخریج کی ہے۔^(۲)
- ۳۔ حاجی خلیفہؒ نے ”کشف الظنون“ میں امام عمر اشثانی کی مسند امام اعظم کا ذکر کیا ہے۔^(۳)
- ۴۔ علامہ سید مرتضیٰ زبیدی نے ”عقود الجواهر المنیفة“ کے مقدمہ میں مسند عمر اشثانی کو بیان کیا ہے۔^(۴)

(۱) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۷۳

(۲) صالحی شامی، عقود الجمان، ۳۲۷

(۳) حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ۲: ۱۶۸۱

(۴) مرتضیٰ زبیدی، عقود الجواهر المنیفة، ۱: ۶

امام اشنانی کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ امام محمد بن نعیم ضعی کہتے ہیں کہ میں نے حافظ حدیث ابو علی ہروی (متوفی ۳۵۶ھ) کو قاضی عمر بن حسن شیبانی سے حدیث بیان کرتے ہوئے سنا، انہوں نے یہ بھی کہا کہ اشنانی صدوق ہیں، راوی کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا: بغداد میں ہمارے ساتھی تو ان کے بارے میں کلام کرتے ہیں۔ اس پر امام ابو علی ہروی نے فرمایا:

ما سمعنا أحداً يقول فيه أكثر من أنه يرى الإجازة سمعاً، وكان لا يحدث إلا من أصوله.^(۱)

”ہم نے کسی ایک کو بھی ان کے بارے میں اس سے زیادہ (اعتراض کرتے ہوئے) نہیں سنا کہ وہ اجازت حدیث میں (شیخ سے صرف لقاء نہیں بلکہ) سماع کے قائل ہیں، اور وہ (نچلے طبقوں کی بجائے) اصول (اوپر والے طبقے) سے حدیث بیان کرتے تھے۔“

امام ابو علی اللہری نے امام اشنانی پر لگائے گئے ”ضعف“ کا کیا خوبصورت جواب دیا ہے کہ ان پر اعتراض کرنے والے صرف ان کے اخذ حدیث میں قواعد و ضوابط کی سختی پر برہم اور نالال ہوتے ہیں، باقی کوئی بات نہیں۔ قواعد و ضوابط کی یہ سختی نا اہلوں کو ننگا کر دیتی اور وہ آپ کے ضعیف ہونے کا پراپیگنڈہ کرتے جس کے جال میں بعض اکابر محدثین بھی پھنس گئے۔ اگر اسی صورتحال کا اطلاق ہم امام اعظم پر لگائی گئی تہمت ”ضعف“ پر کرے تو بالکل بجا ہوگا۔ ان پر بھی ضعف کا الزام اس وجہ سے لگا ہوگا کہ ان کے کسی بھی راوی سے اخذ حدیث کے اصول انتہائی سخت تھے۔

۲۔ صاحب المستدرک امام حاکم نیشاپوری کی روایت کے مطابق امام ابو علی ہروی نے ہی امام عمر اشنانی کو ”ثقة“ قرار دیا ہے۔^(۲)

(۱) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱: ۲۳۸

(۲) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱: ۲۳۸

۳۔ حافظ خطیبؒ بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ) نے امام اشنائی کے بارے میں لکھا ہے:

تحديث بن الأشناني في حياة إبراهيم الحربي، له فيه أعظم الفخر وأكبر الشرف، وفيه دليل على أنه كان في أعين الناس عظيمًا، ومحلّه كان عندهم جليلاً. (۱)

”ابراہیم حربی کی زندگی میں ابنِ اشنائی کا حدیث روایت کرنا، ان کے لئے اس میں سب سے زیادہ لائقِ فخر اور شرف کا مقام ہے، اس میں یہ بھی دلیل ہے کہ انہیں لوگوں کی نگاہوں میں عظیم مرتبہ حاصل تھا اور لوگوں کے ہاں انہیں بلند قدر و منزلت میسر تھی۔“

۴۔ خطیبؒ بغدادی ہی مزید بیان کرتے ہیں:

وهذا رجل من جلة الناس ومن أصحاب الحديث الموجدین، وأحد الحفاظ له، وحسن المذاكرة له. (۲)

”وہ اپنے دور کے جلیل القدر لوگوں اور محدثین میں شمار ہوتے تھے، حافظِ حدیث تھے اور بہت اچھے اسلوب میں محدثین سے مذاکرہ کرتے۔“

۵۔ خطیبؒ بغدادی ہی امام عمرؒ اشنائی کے مقامِ حدیث کو یوں بیان کرتے ہیں:

قد حدثت أحاديث كثيرة، وحمل الناس عنه قديمًا وحديثًا. (۳)

”انہوں نے کثیر احادیث بیان کی ہیں اور لوگوں نے ان سے قدیم اور جدید (ہر دو طبقوں سے روایت ہونے والی) احادیث حاصل کی ہیں۔“

(۱) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱: ۲۳۷

(۲) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱: ۲۳۷

(۳) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱: ۲۳۸

امام طلحہ بن محمد بن جعفر کے مطابق بروز جمعرات ۱۱ ذوالحجہ ۳۳۹ھ میں امام عمر بن حسن اشثانی کا وصال ہوا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔^(۱)

۱۰۔ مسند امام عبد اللہ بن محمد حارثی (متوفی ۳۴۰ھ)

امام ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب بن الحارث بن خلیل الحارثی البخاری الکلاباذی الحنبلی ما وراء النہر سے تعلق رکھنے والے مشہور عالم، فقیہ اور محدث تھے۔ آپ 'اُستاذ' کے لقب سے معروف تھے۔ آپ کی ولادت ۲۵۸ھ میں ہوئی۔ امام حارثی نے درج ذیل محدثین سے روایت کیا ہے:

۱۔ عبد اللہ بن واصل ۲۔ عبد الصمد بن الفضل

۳۔ حمدان بن ذوالنون ۴۔ ابو معشر حمویہ بن خطاب

۵۔ محمد بن لیث سرحسی ۶۔ عمران بن فرینام

۷۔ ابو المہجہ محمد بن عمرو مروزی ۸۔ فضل بن محمد شعرائی

۹۔ محمد بن علی صالح ۱۰۔ ابو ہمام محمد بن خلف نسفی اور دیگر ائمہ سے

جبکہ امام حارثی سے درج ذیل ائمہ حدیث نے روایت کیا ہے:

۱۔ ابو طیب عبد اللہ بن محمد ۲۔ محمد بن حسن بن منصور نیشاپوری

۳۔ احمد بن محمد بن یعقوب فارسی ۴۔ ابو عبد اللہ بن مندر

اور دیگر ائمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔^(۲)

امام ابو محمد عبد اللہ بن محمد حارثی نے مسند ابی حنیفہ کو جمع کیا۔ اس پر ائمہ کرام کی

(۱) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱: ۲۳۸

(۲) ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۵: ۴۲۴

تصریحات اور شواہد ملاحظہ ہوں۔

۱۔ امام محمد بن محمود خوارزمی (متوفی ۶۶۵ھ) نے ”جامع المسانید“ میں اپنے چار شیوخ سے متصل سند کے ساتھ مسند حارثی کو اپنی کتاب میں نقل بھی کیا ہے۔ امام خوارزمی کے وہ چار شیوخ یہ ہیں: ابو الفصائل جمال الدین عبد الکریم بن عبد الصمد انصاری حرستانی، صفی الدین اسماعیل بن ابراہیم درجی قرشی مقدسی، شمس الدین یوسف بن عبد اللہ فرغلی، ابو بکر بن محمد فرغانی۔^(۱)

۲۔ امام شمس الدین محمد بن احمد بن عبد الہادی حنبلی (متوفی ۷۴۴ھ) نے مسائل طلاق پر احادیث بیان کرتے ہوئے امام حارثی کی مسند ابی حنیفہ کا حوالہ بھی دیا ہے۔^(۲)

۳۔ امام شمس الدین ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) نے ”تذکرۃ الحفاظ“ میں امام قاسم بن اصغ اموی قرطبی کے ترجمہ میں ان کا وصال ۳۴۰ھ لکھنے کے بعد کہا ہے:

وفیہا مات عالم ما وراء النہر ومحدثہ الإمام العلامة أبو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب بن الحارث الحارثی البخاری، الملقب بالأستاذ، جامع مسند أبي حنيفة الإمام وله ثنتان وثمانون سنة.^(۳)

”اسی سال ماوراء النہر کے مشہور عالم اور محدث امام علامہ ابو محمد عبد اللہ بن محمد یعقوب بن الحارث الحارثی البخاری کا وصال ہوا، جو ”الأستاذ“ کے لقب سے معروف تھے۔ انہوں نے مسند امام ابو حنیفہ کو جمع کیا، ان کی عمر ۸۲ سال تھی۔“

۴۔ امام ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

(۱) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۶۹-۷۰

(۲) ابن عبد الہادی، تنقیح تحقیق أحادیث التعلیق، ۳: ۱۵۵

(۳) ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ۳: ۸۵۴

قد اعتنى الحافظ أبو محمد الحارثي وكان بعد الثلاثمائة بحديث أبي حنيفة فجمعه في مجلدة ورتبه على شيوخ أبي حنيفة. (۱)

”تین سو سال بعد حافظِ حدیث ابو محمد الحارثی نے امام ابو حنیفہ کی احادیث پر خصوصی توجہ مرکوز کر کے انہیں ایک جلد میں جمع کر دیا اور اسے شیوخ ابو حنیفہ کے مطابق ترتیب دیا۔“

۵۔ امام عسقلانیؒ نے ہی ”الإصابة“ میں حضرت رافع مولیٰ سعدؓ کا ذکر کرتے ہوئے امام ابو محمد الحارثی کی مسند ابی حنیفہ کا حوالہ دیا ہے۔ (۲)

۶۔ امام محمد بن یوسف صالحی شامی (۹۴۲ھ) نے ”عقود الجمان“ میں امام اعظم کی ۱۷ مسانید میں سے پہلی مسند امام حارثی ہی کو اپنے شیوخ ابو یحییٰ زکریا بن محمد انصاری اور ابو الفضل عبد الرحمن بن ابو بکر سیوطی کے طریق سے متصل سند کے ساتھ درج کیا ہے۔ (۳)

۷۔ امام عجلونیؒ (متوفی ۱۱۶۲ھ) نے ”كشف الخفاء“ میں ”ادروا الحدود بالشبهات“ (حدود کو شبہات سے ٹالو) حدیث نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

رواه الحارثي في مسند أبي حنيفة عن ابن عباسؓ مرفوعاً. (۴)

”اس حدیث کو امام حارثی نے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے مرفوعاً مسند ابی حنیفہ میں روایت کیا ہے۔“

۸۔ علامہ شوکانیؒ (متوفی ۱۲۵۵ھ) نے بھی حضرت ابن عباسؓ سے مروی مرفوع

(۱) عسقلانی، تعجیل المنفعة: ۵

(۲) عسقلانی، الإصابة فی تمییز الصحابة، ۲: ۴۸۸

(۳) صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۲۲-۳۲۳

(۴) عجلونی، كشف الخفاء، ۱: ۷۳

حدیثِ حدود پر بحث کرتے ہوئے امام حارثی کی مسند ابی حنیفہ کا حوالہ درج کیا ہے۔^(۱)
 جلیل القدر ائمہ کی درج بالا تصریحات اور دلائل سے یہ بات اظہر من الشمس
 ثابت ہوئی کہ امام ابو محمد عبد اللہ بن محمد الحارثی نے امام اعظم کی احادیث کو اپنی مسند میں جمع
 کیا تھا یہی وجہ ہے کہ محدثین نے ان کی مسند کے حوالے اپنی کتابوں میں درج کیے۔☆

امام حارثیؒ کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ امام ابو یعلیٰ خلیلیؒ (متوفی ۴۴۶ھ) آپ کے متعلق لکھتے ہیں:

لہ معرفة بهذا الشأن.^(۲)

”انہیں علم حدیث کی معرفت حاصل ہے۔“

۲۔ امام سمعانیؒ (متوفی ۵۶۲ھ) نے امام حارثیؒ کے متعلق لکھا ہے:

كان شيخاً مكثراً من الحديث.^(۳)

”آپ بزرگ تھے اور کثرت سے احادیث روایت کرنے والے تھے۔“

۳۔ امام ابو المؤید خوارزمیؒ (متوفی ۶۶۵ھ) نے اپنی کتاب ”جامع المسانید“
 میں امام حارثیؒ کے علمی مقام پر لکھا ہے:

(۱) شوکانی، نیل الأوطار، ۷: ۲۷۲

☆ ہمارے فرید مکتب ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی لائبریری میں امام ابو محمد عبد اللہ بن محمد حارثی
 کی ”مسند ابی حنیفہ“ موجود ہے جس کا لائبریری نمبر ۲۲،۶۹۵ ہے۔ یہ کتاب دار
 الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان سے ۲۰۰۸ء/۱۴۲۹ھ میں طبع ہوئی جس پر ابو محمد الاسیوطی
 کی تحقیق ہے۔

(۲) أبو یعلیٰ خلیلی، الإرشاد فی معرفة علوم الحدیث، ۳: ۹۷۲

(۳) سمعانی، الأنساب، ۳: ۲۱۳

من طالع مسنده الذي جمعه للإمام أبي حنيفة، علم تبهره في علم الحديث وإحاطته بمعرفة الطرق والمتون. (۱)

”جو شخص بھی امام حارثی کی مسند ابی حنیفہ کا مطالعہ کرے گا وہ ان کے علم الحدیث میں تبحر اور حدیث کے متون و طرق میں بلند پایہ معرفت کو جان لے گا۔“

۴۔ امام ذہبی (متوفی ۴۸۷ھ) لکھتے ہیں:

كان ابن مندة يحسن القول فيه. (۲)

”حافظ ابن منده ان کو اچھے الفاظ سے یاد کرتے تھے۔“

۵۔ امام ذہبی ہی امام حارثی کو علامہ، فقیہ اور شیخ الحنفیہ جیسے القاب دینے کے بعد لکھتے ہیں:

كان محدثاً، جوالاً، رأساً في الفقه، صنف التصانيف. (۳)

”آپ محدث تھے، طلب علم میں بہت سفر کرنے والے تھے اور آپ فقہ میں سرخیل تھے۔ آپ نے کئی تصانیف لکھیں۔“

۶۔ امام عبد القادر بن ابی الوفاء قرشی (۷۷۵ھ) نے امام حارثی کے متعلق لکھا ہے:

عبد الله بن محمد أكبر وأجل من ابن الجوزي ومن أبي سعيد الرواس. (۴)

(۱) خوارزمی، جامع المسانید، ۲: ۵۲۵

(۲) ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۵: ۴۲۴

(۳) ذہبی، العبر فی خبر من غیر، ۲: ۲۵۹

(۴) قرشی، الجواهر المضية: ۱۸۹

”عبداللہ بن محمد، ابن جوزی اور ابوسعید الرواس سے اجل و اکبر درجے کے محدث ہیں۔“

۷۔ بعض محدثین نے امام عبداللہ بن محمد حارثیؒ کو ضعیف اور لئین الحدیث کہا ہے۔ اس پر عصر حاضر کے عظیم محدث محمد زاہد الکوثریؒ تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

له مناقب أبي حنيفة، وله مسند أبي حنيفة أيضاً، أكثر فيه جداً من سَوَق طرق الحديث، وقد أكثر ابن مندة الرواية عنه، وكان حسن الرأي فيه، وقد تكلم فيه أناس بتعصب، وأكبر ما يروونه به إكثاره من الرواية عن النجيري، أباء بن جعفر، في ”مسند أبي حنيفة“، ولم ينتبهوا إلى أن روايته عنه ليس في أحاديث ينفراد هو بها، بل فيما له مشارك فيه، كما فعل مثل ذلك الترمذي في محمد بن سعيد المصلوب، والكلبي، ولكن قاتل الله التعصب يُعْمِي وَيُصِم. (۱)

”امام حارثی نے مناقب ابو حنیفہ پر کتاب لکھی ہے، انہوں نے مسند ابی حنیفہ بھی تالیف کی ہے جس میں انہوں نے احادیث کے کثیر طرق درج کیے ہیں، امام ابن مندہ نے ان سے کثرت سے روایت کیا ہے اور آپ کے بارے میں ان کی رائے اچھی تھی۔ بعض لوگوں نے آپ کے بارے تعصب سے کام لیا ہے، وہ سب سے زیادہ اس وجہ سے آپ کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں کہ آپ نے آباء بن جعفر نجیری سے ’مسند ابی حنیفہ‘ میں بہت زیادہ روایت کیا ہے۔ حالانکہ معترضین کو یہ خبر نہیں کہ آپ اس سے احادیث کو روایت کرنے میں منفرد نہیں ہوتے بلکہ دیگر رواۃ سے بھی اس حدیث کو لاتے ہیں جیسے امام ترمذی نے محمد

(۱) زیلعی، نصب الراية، مقدمة زاهد الكوثري، ۱: ۴۴

بن سعید مصلوب اور کلبی کے معاملے میں کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ تعصب کو غارت کرے جو اندھا اور بہرہ کر دیتا ہے۔“

امام ذہبی کی تحقیق کے مطابق امام حارثی کا ۳۴۰ھ میں وصال ہوا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔^(۱)

۱۱۔ مسندِ امام عبد اللہ بن عدی جرجانی (متوفی ۳۶۵ھ)

امام ابو احمد عبد اللہ بن عدی بن عبد اللہ جرجان سے تعلق رکھنے والے جلیل القدر حافظِ حدیث اور علم الجرح والتعديل کے امام ہیں۔ انہوں نے حدیث کے رِوَاۃ و رجال پر جرح و تعديل میں 'الکامل فی ضعفاء الرجال' کے نام سے مشہور تصنیف لکھی۔ ان کی ولادت ۲۷۷ھ میں ہوئی۔ انہوں نے پہلی مرتبہ ۲۹۰ھ میں حدیث کا سماع کیا اور طلبِ حدیث میں ۲۹۷ھ میں مختلف ممالک کا سفر شروع کیا۔

امام ابنِ عدی نے درج ذیل ائمہ حدیث سے روایت کیا ہے:

۱۔ بہلول بن اسحاق تنوخی ۲۔ محمد بن یحییٰ مروزی

۳۔ عبد الرحمن بن قاسم دمشقی ۴۔ جعفر بن محمد فربانی

۵۔ صاحب المسند ابو یعلیٰ موصلی ۶۔ صاحب الصحیح ابو بکر بن خزیمہ بغوی

۷۔ ابو عروبہ ۸۔ عمران بن موسیٰ بن مجاشع

۹۔ حسن بن محمد مدینی۔

امام ابنِ عدی سے کثیر محدثین نے روایت کیا ہے جن میں سے چند نام درج کیے جاتے ہیں:

(۱) ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۵: ۴۲۵

۱۔ آپ کے شیخ ابو عباس بن عقدہ ۲۔ ابو سعد مالینی

۳۔ حسن بن راہین ۴۔ محمد بن عبد اللہ بن عبد کو یہ

۵۔ حمزہ بن یوسف سہمی ۶۔ ابو الحسین احمد بن العالی رحمہم اللہ تعالیٰ۔^(۱)

امام ابنِ عدی نے مسندِ امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو تالیف کیا اس پر ائمہ کرام کی درج ذیل تصریحات شاہد ہیں۔

۱۔ سلطان الملک المعظم علامہ عیسیٰ بن ابوبکر ایوبی (متوفی ۶۲۳ھ) نے اپنی کتاب ”السهم المصیب في الرد على الخطيب“ میں امام ابنِ عدی کی مسند ابی حنیفہ کا تذکرہ کیا ہے۔^(۲)

۲۔ امام محمد بن محمود خوارزمی (متوفی ۶۶۵ھ) نے ”جامع المسانید“ میں اپنے شیخ ابو محمد حسن بن احمد بن ہبۃ اللہ کے طریق سے متصل سند کے ساتھ امام ابنِ عدی کی مسندِ امامِ اعظم کی اسناد درج کی ہے۔^(۳)

۳۔ امام محمد بن یوسف صالحی شامی شافعی (متوفی ۹۴۲ھ) نے ”عقود الجمان“ میں امامِ اعظم کی مسانید کو بیان کرتے ہوئے ”المسند السادس“ (چھٹی مسند) امام ابنِ عدی کی تالیف کردہ بیان کی ہے۔ امام صالحی نے اپنے شیخ ابو حفص عمر بن حسن بن عمر نووی کے طریق سے متصل اسناد کے ساتھ اس مسند کی تخریج کی ہے۔^(۴)

امام ابنِ عدی رجالِ حدیث پر گہری نگاہ رکھتے تھے جس کو ہم سطورِ ذیل میں بیان کریں گے۔ اتنے بلند پایہ حافظِ حدیث ہو کر انہوں نے امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسند

(۱) ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۶: ۱۵۴ - ۱۵۵

(۲) عیسیٰ ایوبی، السهم المصیب: ۱۰۵

(۳) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۷۳

(۴) صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۲۵

کو تالیف کیا۔ یہ کام انہوں نے اسی صورت کیا ہو گا جب وہ امام صاحب کو حدیث میں ثقہ صدوق اور مأمون مانتے ہو بصورتِ دیگر ممکن نہیں۔ لہذا امام ابنِ عدی کا جہاں مسندِ ابی حنیفہ کو تالیف کرنا ان کی علم دوستی پر گواہ ہے وہاں یہ کام امامِ اعظم کی حدیث میں ثقاہت و امامت پر بھی شاہد ہے۔

ایک علمی مغالطے کا جواب

یہاں یہ بات بھی بیان کرنا ضروری ہے کہ امام ابنِ عدی نے اپنی کتاب ”الکامل“ میں امامِ اعظمؒ اور آپ کے تلامذہ کو بے حد طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا ہے۔ پھر انہوں نے آپ کی مسند کو کیوں جمع کیا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ شروع میں وہ امام ابو حنیفہؒ کے خلاف تھے لیکن بعد ازاں جب انہوں نے امام ابو جعفر طحاوی سے نسبتِ تلمذ قائم کی تو وہ امامِ اعظم کے مقام حدیث سے روشناس ہو گئے لہذا انہوں نے مسندِ ابی حنیفہ کو جمع کر دیا۔^(۱)

امام ابنِ عدیؒ کا علمی مقام و مرتبہ

امام عبد اللہ بن عدی اپنے دور میں اجل حافظِ حدیث اور علمِ الجرح و التعديل میں بلند ترین رتبے پر متمکن تھے۔ ان کے اسی مقام کو ائمہ کی زبانی سنیں:

۱۔ امام ابنِ عدی کے شاگرد حمزہ بن یوسف سہمی جرجانی (متوفی ۴۲۷ھ) بیان کرتے ہیں:

کان أبو أحمد بن عدي حافظاً، متقناً، لم يكن في زمانه مثله.^(۲)

(۱) زاہد الکوثری، تأنیب الخطیب: ۱۶۹

(۲) ۱۔ حمزہ بن یوسف جرجانی، تاریخ جرجان: ۲۶۷

۲۔ ابن عساکر، تاریخ مدینہ دمشق، ۳۱: ۷

”ابنِ عدی حافظِ حدیث اور پختہ محدث تھے، ان کے زمانہ میں کوئی بھی ان جیسا نہ تھا۔“

۲۔ امام حمزہؒ سہمی ہی سے روایت ہے کہ میں نے امام ابو الحسن دارقطنیؒ سے کہا کہ ضعیف محدثین کے احوال پر کوئی کتاب تصنیف ہونی چاہیے؟ انہوں نے مجھ سے کہا: اَلیس عندک کتاب ابنِ عدی؟ فقلت: نعم، قال: فیہ کفایۃ لا یزاد علیہ۔^(۱)

”کیا تمہارے پاس ابنِ عدی کی کتاب (اکال) نہیں ہے؟ میں نے کہا: میرے پاس ہے۔ انہوں نے فرمایا: وہ اس موضوع پر کافی ہے اس پر اضافہ نہیں کیا جاسکتا۔“

۳۔ امام ابو یعلیٰ خلیلؒ بن عبد اللہ خلیلؒ (متوفی ۴۴۶ھ) امام ابنِ عدیؒ کے مقامِ علم الحدیث پر یوں رقمطراز ہیں:

أبو أحمد عبد الله بن عدي لحافظ الجرجاني عديم النظير حفظاً وجمالة، سألت عبد الله بن محمد القاضي الحافظ، فقلت: كان ابن عدي أحفظ أم ابن قانع؟ فقال: ويحك، زر قميص ابن

..... ۳۔ ذہمی، سیرِ أعلام النبلاء، ۱۶: ۱۵۵

۴۔ سیوطی، طبقات الحفافظ: ۳۸۱

(۱) ۱۔ جرجانی، تاریخ جرجان: ۲۶۷

۲۔ ابنِ عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، ۳۱: ۷

۳۔ ذہمی، سیرِ أعلام النبلاء، ۱۶: ۱۵۵

عدي أحفظ من عبد الباقي. (۱)

”حافظ ابو احمد عبد اللہ بن عدی جرجانی حفظِ حدیث اور جلالتِ علمی کے باعث بے مثل تھے، میں نے حافظ قاضی عبد اللہ بن احمد سے سوال کیا کہ ابنِ عدی بڑے حافظِ حدیث تھے یا ابنِ قانع؟ انہوں نے فرمایا: تیرا بھلا ہو، ابنِ عدی کی قمیص کا بٹن بھی عبد الباقي بن قانع (جیسے کبیر محدث) سے حفظ میں بڑھ کر ہے۔“

۴۔ امام ابو یعلیٰ خلیلی ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حافظ احمد بن ابو مسلم فارسی کو فرماتے ہوئے سنا:

لم أر مثل أبي أحمد بن عدي الجرجاني، فكيف فوقه في الحفظ، وكان قد لقي الطبراني وأبا أحمد الكرابيسي والحفاظ، وقال لي: كان حفظ هؤلاء تكلفاً وكان أبو أحمد بن عدي حفظه طبعاً. (۲)

”میں نے ابو احمد بن عدی جرجانی جیسا کوئی نہیں دیکھا، پھر حفظ میں ان سے کوئی کیسے بڑھ سکتا ہے۔ (راوی مزید کہتے ہیں:) یہی احمد بن ابو مسلم نے طبرانی، ابو احمد الکراہیسی اور دیگر حفاظ سے بھی ملاقات کی ہوئی تھی، انہوں نے مجھ سے کہا: ان تمام حضرات کا حافظہ تکلف پر مبنی تھا جبکہ ابو احمد بن عدی کا

(۱) ۱۔ أبو يعلى خلیلی، الإرشاد في معرفة علوم الحديث، ۲: ۷۹۴

۲۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۶: ۱۵۵

۳۔ أيضاً، تذكرة الحفاظ، ۳: ۹۴۱

۴۔ سیوطی، طبقات الحفاظ، ۳۸۱

(۲) ۱۔ أبو يعلى خلیلی، الإرشاد، ۲: ۷۹۴۔ ۷۹۵

۲۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۶: ۱۵۵

۳۔ أيضاً، تذكرة الحفاظ، ۳: ۹۴۱

حافظہ (اللہ تعالیٰ کی عطا سے) قدرتی تھا۔“

۵۔ امام ابو الولید سلیمان بن خلف الباجی (متوفی ۴۷۷ھ) نے آپ کے متعلق فرمایا:

ابن عدی حافظ لا بأس به۔^(۱)

”ابن عدی کے حافظ حدیث میں کوئی شک و شبہ نہیں۔“

✽ امام ابن عدی کے تلمیذ رشید حمزہ بن یوسف سہمی کے مطابق آپ کا وصال ۳۶۵ھ میں ہوا۔ امام ابو بکر اسماعیلی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔^(۲)

۱۲۔ مسند امام محمد بن مظفر (متوفی ۳۷۹ھ)

امام ابو الحسین محمد بن المظفر بن موسیٰ بن عیسیٰ بن محمد بغداد سے تعلق رکھنے والے ممتاز حافظ حدیث ہیں۔ ان کے بقول وہ ۲۸۶ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۰۰ھ میں انہوں نے سب سے پہلی حدیث کا سماع کیا۔ یہ بات مشہور ہے کہ آپ حضرت سلمہ بن اکوع رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ہیں۔

امام ابن المظفر نے درج ذیل ائمہ حدیث سے روایت کیا:

- | | |
|-------------------------|---------------------------|
| ۱۔ حامد بن شعیب بلخی | ۲۔ ابو بکر بن باغندی |
| ۳۔ ابو قاسم بغوی | ۴۔ یثیم بن خلف دوری |
| ۵۔ قاسم بن زکریا المطرز | ۶۔ احمد بن حسن الصوفی |
| ۷۔ محمد بن جریر طبری | ۸۔ عبد اللہ بن صالح بخاری |

(۱) ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۶: ۱۵۵

(۲) ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ۳: ۹۴۲

۹۔ محمد بن زبان مصری ۱۰۔ علی بن علان

۱۱۔ ابو جعفر طحاوی و دیگر۔

بہت سے اکابر محدثین نے امام ابن المظفر سے روایت کیا ہے جن میں سے چند نام درج ذیل ہیں:

۱۔ ابو حفص بن شاہین ۲۔ ابو حسن علی بن عمر دارقطنی

۳۔ ابو بکر البرقانی ۴۔ محمد بن ابو الفوارس

۵۔ ابو عبد الرحمن سلمیٰ ۶۔ ابو فضل محمد بن احمد جارودی

۷۔ ابو نعیم اصبحانی ۸۔ حسن بن محمد خلال

۹۔ ابو قاسم تنوخی رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین^(۱)

امام ابن المظفرؒ کے مسندِ امامِ اعظم ﷺ کو تالیف و تدوین کرنے پر ائمہ کی تحقیقات درج ذیل ہیں:

۱۔ امام محمد بن عبد الغنی بغدادی المعروف ابنِ نقطہ حنبلی (متوفی ۶۲۹ھ) امام محمد بن مظفر کا تعارف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جمع مسند أبي حنيفة. (۲)

”انہوں نے مسندِ ابی حنیفہ کو جمع کیا۔“

۲۔ امام محمد بن محمود خوارزمی (متوفی ۶۶۵ھ) نے اپنے چار شیوخ سے متصل سند کے ساتھ مسندِ ابنِ المظفر کو نقل کیا ہے۔ ان کے چار شیوخ یہ ہیں: ابو محمد یوسف ابنِ ابی الفرج عبد الرحمن بن علی الجوزی، ابو المظفر یوسف بن علی بن حسن، علی بن معالی اور

(۱) ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۶: ۴۱۸-۴۱۹

(۲) ابن نقطہ، التقييد لمعرفة رواة السنن والمسانيد: ۱۱۳

عبد اللطیف المعروف الخیسی۔ (۱)

۳۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (متوفی ۸۵۲ھ) نے مسند ابن المقرئ کا ذکر کرنے کے

بعد حافظ ابو الحسین بن المظفر کی مسند ابی حنیفہ کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ (۲)

۴۔ محدثِ شام حافظ محمد بن یوسف صالحی (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی اپنی متصل سند

کے ساتھ مسند ابن المظفر کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے اس مسند کو اپنے دوشیوخِ محدثِ مکہ

ابو الفارس عبد العزیز ابن نجم الدین علوی اور حافظ ابو فضل بن بکر شافعی کے طریق سے

روایت کیا ہے۔ (۳)

۵۔ حافظ شمس الدین ابن طولون (متوفی ۹۵۳ھ) نے بھی اپنی کتاب ”الفہرست

الأوسط“ میں مسند ابن المظفر کا مع سند ذکر کیا ہے۔ (۴)

۶۔ حاجی خلیفہؒ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے بھی مسند ابن المظفر کا تذکرہ کیا ہے۔ (۵)

امام محمد بن المظفر کے علم الحدیث میں مقام و مرتبہ پر بہت سے ائمہ نے لب

کشائی کی ہے جس کو ہم آئندہ سطور میں بیان کریں گے۔ یہی وہ عالی مرتبت محدث ہیں

جنہوں نے امامِ اعظم ابو حنیفہؒ کی مسند کو جمع اور تالیف کرنے پر فخر محسوس کیا، جو حدیث

میں امامِ اعظم کے مقام پر منہ بولتا ثبوت ہے۔

امام ابن المظفرؒ کا علمی مقام و مرتبہ

ائمہ کرام نے امام محمد بن المظفر کے بلند پایہ علمی مرتبہ اور ثقاہت کو درج ذیل

(۱) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۷۱

(۲) عسقلانی، تعجیل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة: ۶

(۳) صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۲۴

(۴) زاہد الکوثری، تأنیب الخطیب: ۱۵۶

(۵) حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ۲: ۱۶۸۱

الفاظ میں بیان کیا ہے۔

۱۔ صاحب السنن امام دارقطنی (متوفی ۳۸۵ھ) امام ابن المظفر کی بے حد تعظیم کرتے۔ قاضی محمد بن عمر بن اسماعیل بیان کرتے ہیں:

رأيت أبا الحسن الدار قطني يعظم أبا الحسين بن المظفر ويجله، ولا يستند بحضرته. (۱)

”میں نے دیکھا کہ ابو الحسن دارقطنی، ابو الحسین ابن المظفر کی حد درجہ تعظیم و تکریم کرتے اور ان کی موجودگی میں ٹیک لگا کر نہیں بیٹھتے تھے۔“

۲۔ امام ابو الفتح محمد بن ابو الفوارس (متوفی ۴۱۲ھ) بیان کرتے ہیں:

كان محمد بن المظفر ثقةً، أميناً، مأموناً، حسن الحفظ، وانتهى إليه الحديث وحفظه وعلمه، وكان قديماً ينتقي على الشيوخ، وكان مقدماً عندهم. (۲)

”محمد بن مظفر ثقہ، امین، مامون اور حسن حفظ کے مرتبے پر فائز تھے، حفظ الحدیث اور علم الحدیث کی انتہاء آپ پر ہوئی۔ آپ شروع ہی سے شیوخ حدیث سے چھان بین کر کے احادیث لیتے، محدثین کے ہاں آپ کو اول درجہ حاصل تھا۔“

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۳: ۲۶۳

۲۔ ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، ۵۶: ۷

۳۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۶: ۴۲۰

۴۔ سیوطی، طبقات الحفاظ: ۳۹۰

(۲) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۳: ۲۶۳

۲۔ ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، ۵۶: ۸

۳۔ امام ابن ابی الفوارسؒ ہی نے حافظ ابن المظفرؒ کے بے مثل حافظے اور رغبتِ حدیث پر ایک روایت بیان کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ ابن المظفر سے حدیثِ باغندی کے متعلق پوچھا جو وہ ابن زید مرادی کے طریق سے عمرو بن عاصم عن شعبۃ عن عبد اللہ بن دینار عن ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: آتی باب الجنة فأخذت الحلقة الحدیث۔ (میں جنت کے دروازے کے پاس آکر اس کا کنڈا پکڑوں گا.....) ابن مظفر نے فرمایا: یہ حدیث میرے پاس نہیں۔ انہوں نے کہا: ہو سکتا ہے کہ آپ کے پاس ہو؟ آپ نے فرمایا:

لو كان عندي كنت أحفظه، عندي عن الباغندي مائة ألف
حدیث لیس عندي هذا الحدیث عنه. (۱)

”اگر یہ حدیث میرے پاس ہوتی تو مجھے یاد ہوتی، میرے پاس باغندی سے مروی ایک لاکھ احادیث ہیں لیکن ان سے مروی یہ حدیث میرے پاس نہیں ہے۔“

۴۔ حافظ ابو بکر احمد بن محمد البرقانی (متوفی ۴۲۵ھ) امام ابن المظفرؒ کے کثیر الحدیث ہونے کو یوں بیان فرماتے ہیں:

کتبت الدار قطني عن بن المظفر ألف حدیث، وألف حدیث،
وألف حدیث، فعدد ذلك مَرَّات. (۲)

(۱) ۱۔ ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، ۶: ۵۶

۲۔ ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ۳: ۹۸۱

۳۔ عسقلانی، لسان المیزان، ۵: ۳۸۳

۴۔ سیوطی، طبقات الحفاظ: ۳۹۰

(۲) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۳: ۲۶۳

۲۔ ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، ۶: ۵۶

”میں نے دارقطنی کے طریق سے امام ابن المظفر سے ایک ہزار احادیث لکھیں، پھر ہزار احادیث لکھیں، پھر ہزار احادیث لکھیں، انہوں نے اس طرح کئی مرتبہ عدد گنویا۔“

۵۔ حافظ ابو نعیم اصبہانی (متوفی ۴۳۰ھ) نے آپ کے متعلق فرمایا:

محمد بن مظفر حافظ، ثقة، مأمون۔^(۱)

”محمد بن مظفر حافظ، ثقہ اور مامون ہیں۔“

۶۔ امام عقیلی^(۲) (متوفی ۴۴۱ھ) نے امام ابن المظفر کی ثقاہت کے بارے میں فرمایا:

كان ثقة، مأموناً، حسن الحفظ۔^(۲)

”آپ ثقہ، مامون اور حسن حفظ جیسی صفات سے متصف تھے۔“

۷۔ خطیب بغدادی^(۳) (متوفی ۴۶۳ھ) نے امام ابن المظفر کے بارے میں لکھا:

كان حافظاً، فہماً، صادقاً، مكشراً۔^(۳)

”آپ حافظ حدیث، ذہین، صادق اور کثیر احادیث بیان کرنے والے تھے۔“

۸۔ امام ذہبی^(۴) (متوفی ۴۸۵ھ) کی تحقیق کے مطابق: امام دارقطنی نے امام ابن

المظفر کو ”ثقة اور مامون“ جبکہ ابو نعیم اصبہانی نے انہیں ”حافظ اور مامون“ قرار دیا ہے۔^(۴)

(۱) ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، ۵۶: ۸

(۲) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۳: ۲۶۴

۲۔ ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، ۵۶: ۹

۳۔ عسقلانی، لسان المیزان، ۵: ۳۸۳

(۳) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۳: ۲۶۳

(۴) ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۶: ۴۲۰

امام ابو قاسم ازہری اور احمد بن محمد عتبی کے مطابق امام محمد بن مظفر کا جمعہ کے دن ۳۹ھ میں وصال ہوا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔^(۱)

۱۳۔ مسند امام طلحہ بن محمد (متوفی ۳۸۰ھ)

امام ابو قاسم طلحہ بن محمد بن جعفر الشاہد العدل المقری بغداد سے تعلق رکھنے والے محدث تھے۔ امام تنوخی، ازہری اور عتبی کے مطابق امام طلحہ بن محمد ۲۹۱ھ میں پیدا ہوئے۔ امام طلحہ نے درج ذیل ائمہ سے حدیث روایت کی ہے:

۱۔ عمر بن اسماعیل ثقفی کوفی ۲۔ محمد بن عباس

۳۔ عبداللہ بن زیدان ۴۔ محمد بن حسین الاشثانی

۵۔ ابو قاسم بغوی ۶۔ ابو بکر بن ابوداؤد

۷۔ ابواللیث فرأھی کے بھائی احمد بن قاسم

۸۔ ابو صخرہ شامی اور دیگر ائمہ۔

جبکہ امام طلحہ بن محمد سے درج ذیل محدثین نے روایت کیا ہے:

۱۔ فقیہ عمر بن ابراہیم ۲۔ ازہری

۳۔ ابو محمد الحلال ۴۔ عبدالعزیز بن علی ازجی

۵۔ علی بن محسن تنوخی ۶۔ حسن بن علی جوہری رحمہم اللہ تعالیٰ^(۲)

۱۔ امام محمد بن محمود خوارزمی (متوفی ۶۶۵ھ) نے امام اعظمؒ کی ۱۷ مسانید میں سے دوسری مسند جو آپ تک متصل سند سے بیان کی ہے، وہ یہی امام طلحہ کی تالیف کردہ ہے۔

(۱) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۳: ۲۶۴

(۲) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۹: ۳۵۱

امام خوارزمی نے اس مسند کو اپنے تین شیوخ یوسف بن عبد الرحمن ابن الجوزی، قاضی فخر الدین نصر اللہ بن علی بن عبد الرشید، ابو منصور عبد القادر بن ابونصر قرظوی اور یوسف بن احمد سے بطریق مناولہ روایت کیا ہے۔^(۱)

۲۔ امام خوارزمی نے خود مسند طلحہ کے تعارف میں یہ الفاظ بھی لکھے ہیں:

صَنَّفَ طَلْحَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَسْنَدَ لِأَبِي حَنِيفَةَ عَلَى حُرُوفِ الْمَعْجَمِ، وَهُوَ الْمَسْنَدُ الثَّانِي عَلَى مَا ذَكَرْنَاهُ فِي أَوَّلِ الْكِتَابِ.^(۲)

”طلحہ بن محمد نے حروفِ تہجی کے اعتبار سے مسند ابی حنیفہ کو تصنیف کیا ہے، یہ وہی دوسری مسند ہے جس کا ہم کتاب کے شروع میں ذکر کر چکے ہیں۔“

۳۔ امام محمد بن یوسف صالحی شامی (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی اپنے شیخ قاضی ابوحفص عمر بن حسن بن عمر ثوری مصری کے طریق سے متصل سند کے ساتھ امام طلحہ کی مسند کا تذکرہ کیا ہے۔^(۳)

۴۔ حاجی خلیفہ^(۴) (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے ”کشف الظنون“ میں امام ابوقاسم طلحہ بن محمد کی مسند ابی حنیفہ کا ذکر کیا ہے۔^(۴)

۵۔ امام سبکی نے اپنی مشہور تصنیف ”شفاء السقام“ میں ایک حدیث کے تحت مسند طلحہ بن محمد کا حوالہ درج کیا ہے۔^(۵)

ائمہ کرام کے مندرجہ بالا دلائل سے یہ بات ثابت ہوئی کہ امام طلحہ بن محمد نے

(۱) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۷۰

(۲) خوارزمی، جامع المسانید، ۲: ۴۸۷

(۳) صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۲۳

(۴) حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ۲: ۶۸۰

(۵) سبکی، شفاء السقام فی زیارة خیر الأنام

مسند ابی حنیفہ کو تالیف کیا۔

امامِ طلحہ کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ امام ابن جوزی (متوفی ۵۹۷ھ) آپ کے متعلق لکھتے ہیں:

كان من قدماء أصحاب ابن مجاهد. (۱)

”امامِ طلحہ کا شمار ابنِ مجاہد کے صفِ اوّل کے شاگردوں میں ہوتا تھا۔“

۲۔ امام خوارزمی (متوفی ۶۶۵ھ) نے امامِ طلحہ کی ثقاہت پر یوں اظہار کیا ہے:

كان مقدم العدل والثقات الاثبات في زمانه. (۲)

”آپ اپنے زمانہ کے عدول، ثقات اور پختہ محدثین میں سب سے مقدم تھے۔“

۳۔ امام ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) نے امامِ طلحہ کے بارے میں لکھا ہے:

مشهور في زمن الدار قطني صحيح السماع. (۳)

”امام دارقطنی کے زمانے میں آپ صحیح السماع مشہور تھے۔“

امام ازہری اور عتقی کے مطابق امامِ طلحہ بن محمد کا شوال ۳۸۰ھ میں وصال ہوا
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ (۴)

(۱) ابن جوزی، المنتظم فی تاریخ الملوك والأئم، ۷: ۱۵۴

(۲) خوارزمی، جامع المسانید، ۲: ۴۸۷

(۳) ذہبی، میزان الاعتدال، ۸: ۱۲۸

(۴) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۹: ۳۵۱

۱۲۔ مسند امام محمد بن ابراہیم مقرئ (متوفی ۳۸۱ھ)

امام ابو بکر محمد بن ابراہیم بن علی بن عاصم بن زاذان اصہبان کے ممتاز حافظ حدیث، ثقہ، صدوق اور طلب حدیث میں کثرت سے سفر کرنے والے تھے۔ ابن المقرئ کے لقب سے معروف ہیں۔ ”المعجم الکبیر“ اور ”اربعین احادیث“ کے مصنف ہیں۔ ان کی ولادت ۲۸۵ھ میں ہوئی اور ۳۰۰ھ کے اوائل میں پہلی مرتبہ انہوں نے حدیث کا سماع کیا۔ امام ابن المقرئ کے کثیر شیوخ حدیث ہیں جن میں نمایاں نام درج ذیل ہیں:

۱۔ محمد بن نصیر بن ابان مدینی ۲۔ محمد بن علی فرقدی

۳۔ ابراہیم بن محمد ابن متویہ ۴۔ عمر بن ابی غیلان

۵۔ ابو بکر باغندی ۶۔ حافظ ابو یعلیٰ احمد بن علی موصلی

۷۔ محمد بن حسن بن قتیبہ ۸۔ احمد بن یحییٰ بن زہیر

۹۔ جعفر بن احمد بن سنان ۱۰۔ امام ابو جعفر طحاوی اور دیگر ائمہ۔

امام ابن المقرئ سے حدیث کا سماع کرنے والوں میں درج ذیل محدثین ہیں:

۱۔ حافظ ابو اسحاق بن حمزہ ۲۔ ابو الشیخ بن حیان

۳۔ ابو بکر احمد بن موسیٰ بن مردویہ ۴۔ حافظ ابو نعیم اصہبانی

۵۔ مؤرخ حمزہ بن یوسف سہمی ۶۔ ابو الحسن محمد بن عبد الواحد

۷۔ محمد بن عمر البقال ۸۔ ابو زید محمد بن سلامہ

۹۔ طاہر بن محمد بن احمد بن منہ ۱۰۔ ابو الطیب عبد الرزاق

۱۱۔ ابو طاہر بن عبد الرحیم اور دیگر محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ (۱)

۱۔ امام ابن نقطہ حنبلی کہتے ہیں:

(۱) ۱۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۶: ۳۹۸-۴۰۰

۲۔ أيضاً، تذکرة الحفاظ، ۳: ۹۷۳-۹۷۴

جمع مسند أبي حنيفة. (۱)

”آپ نے مسند ابی حنیفہ کو جمع کیا ہے۔“

۲۔ حافظ شمس الدین ذہبیؒ نے امام ابن المقرئؒ کے تعارف میں لکھا ہے:

قد صنف مسند أبي حنيفة. (۲)

”آپ نے مسند ابی حنیفہ تصنیف کی ہے۔“

۳۔ امام ذہبیؒ نے ہی حافظ ابو الفتوح ناصر بن محمد کے ترجمہ میں لکھا ہے:

أن ناصراً سمع مسند أبي حنيفة لابن المقري من إسماعيل بن الأخشيد. (۳)

”یقیناً ناصر نے ابن المقرئ کی مسند ابی حنیفہ کا اسماعیل بن اشید سے سماع کیا تھا۔“

۴۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ مسانیدِ امامِ اعظم کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وكذلك خرج المرفوع منه الحافظ أبو بكر بن المقري، وتصنيفه أصغر من تصنيف الحارثي. (۴)

”اسی طرح حافظ ابو بکر بن المقرئ نے امام ابو حنیفہ سے مرفوع احادیث کی تخریج کی ہے، ان کی تصنیف حارثی کی تصنیف سے چھوٹی ہے۔“

۵۔ حافظ ابن حجرؒ نے اپنی کتاب ”تلخیص الحبیر (۲: ۲۴۰)“ میں ایک حدیث

(۱) ابن قطه، التقييد: ۲۷

(۲) ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ۳: ۹۷۳

(۳) ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۲۱: ۳۰۷

(۴) عسقلانی، تعجیل المنفعة: ۶

کے ذیل میں مسند ابن المقرئ کا حوالہ بھی درج کیا ہے۔

۶۔ محدثِ شام امام محمد بن یوسف صالحی نے اپنے شیوخ قاضی ابویحییٰ زکریا بن محمد انصاری اور حافظ ابو الفضل بن ابی بکر کے طریق سے مسند ابن المقرئ کی تخریج کی ہے۔^(۱)

امام ابن المقرئؒ کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ امام ابن المقرئؒ بنفسِ نفیس اپنے طلبِ علم کے متعلق فرماتے ہیں:

طففت الشرق والغرب أربع مرّات. (۲)

”میں نے (علمِ حدیث کی خاطر) چار مرتبہ شرق تا غرب سفر کیا۔“

۲۔ حافظ ابن المقرئؒ ہی اپنے اَسفار کے متعلق کہتے ہیں:

دخلت بیت المقدس عشر مرّات، وحججت أربع حجّات، وأقامت بمكة خمسة وعشرين شهراً. (۳)

”میں نے دس مرتبہ بیت المقدس حاضری دی ہے، چار حج کیے ہیں اور ۲۵ مہینے مکہ مکرمہ میں قیام کیا ہے۔“

۳۔ امام ابن مردودہؒ (متوفی ۴۱۰ھ) امام ابن المقرئؒ کے متعلق بیان کرتے ہیں:

(۱) صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۳۳-۳۳۴

(۲) ۱۔ خطیب بغدادی، الرحلة فی طلب الحدیث: ۲۱۰

۲۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۶: ۴۰۰

(۳) ۱۔ خطیب بغدادی، الرحلة فی طلب الحدیث: ۲۱۱

۲۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۶: ۴۰۰

۳۔ أيضاً، تذكرة الحفاظ، ۳: ۹۷۴

ثقة، مأمون، صاحب أصول. (۱)

”آپ ثقہ، مامون اور صاحبِ اصول ہیں۔“

۴۔ حافظ ابو نعیم اصبہائی (متوفی ۴۳۰ھ) آپ کی ثقاہت اور کثرتِ حدیث پر فرماتے ہیں:

محدث كبير، ثقة، أمين، صاحب مسانيد وأصول، سمع بالعراق والشام ومصر ما لا يحصى كثرة. (۲)

”آپ محدثِ کبیر، ثقہ، امین، صاحبِ مسانید اور اصول ہیں۔ آپ نے عراق، شام اور مصر میں اتنی کثرت سے احادیث کا سماع کیا ہے جن کو شمار نہیں کیا جاسکتا۔“

امام ابن المقرئ کا ماہِ شوال میں ۳۸۱ھ میں ۹۶ سال کی عمر میں وصال ہوا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ (۳)

۱۵۔ مسندِ امام دارقطنی (متوفی ۳۸۵ھ)

شیخ الاسلام امام ابو الحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن نعمان بن دینار بن عبد اللہ بغداد کے رہنے والے مشہور حافظِ حدیث ہیں۔ آپ علم کے روشن مینار اور

(۱) ۱۔ ابن قطه، التقييد: ۲۷

۲۔ أيضًا، تكملة الإكمال، ۳: ۷۰

۳۔ ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۳: ۹۷۴

(۲) ۱۔ أبو نعیم أصبهانی، تاریخ أصبهان، ۲: ۲۶۸

۲۔ ابن عساكر، تاریخ مدينة دمشق، ۵۱: ۲۲۲

۳۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۱۶: ۴۰۰

(۳) ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۱۶: ۴۰۲

اپنے زمانے کے حافظ تھے۔ آپ کی ولادت بغداد کے ایک محلے دارقطن میں ۳۰۶ھ میں ہوئی اسی نسبت سے دارقطنی کہلاتے ہیں۔ آپ کی تصنیف ”السنن“ کتب حدیث میں ممتاز مقام رکھتی ہے۔ آپ نے مشرق تا مغرب سفر کر کے کثیر محدثین سے علم حدیث حاصل کیا جن میں سے بعض نمایاں نام درج ذیل ہیں:

۱۔ ابوالقاسم بغوی ۲۔ یحییٰ بن محمد بن صاعد

۳۔ ابن ابوداؤد سجستانی ۴۔ ابو حامد محمد بن ہارون حضرمی

۵۔ قاضی بدر بن ہشام ۶۔ احمد بن اسحاق بن بہلول

۷۔ احمد بن قاسم فراہی ۸۔ محمد بن قاسم محارب

۹۔ علی بن عبد اللہ بن مبشر اور دیگر ائمہ حدیث۔

امام دارقطنی سے درج ذیل محدثین عظام نے روایت کیا ہے:

۱۔ حافظ ابو عبد اللہ حاکم ۲۔ حافظ ابوبکر برقانی

۳۔ حمزہ بن محمد بن طاہر ۴۔ ابو حامد اسفرائینی

۵۔ تمام رازی ۶۔ حافظ عبد الغنی ازدی

۷۔ حافظ ابو نعیم اصبہانی ۸۔ ابو محمد خلیل

۹۔ ابوالقاسم بن حسن ۱۰۔ قاضی ابو الطیب طبری

۱۱۔ حمزہ بن یوسف سہمی اور دیگر اکابرین رحمہم اللہ تعالیٰ۔

حافظ صاحب کئی گرانقدر تصانیف کے مصنف ہیں۔ ان میں ”السنن“، ”العلل

الواردة في الأحاديث النبوية“ اور ”المؤتلف والمختلف في أسماء الرجال“ جیسی کتب شامل ہیں۔

امام دارقطنی نے ہی امامِ اعظم ابوحنیفہ کے مسند کو بھی جمع کیا۔

۱۔ محدثِ شام علامہ محمد زاهد الکوثری لکھتے ہیں:

كان الخطيب نفسه حينما رحل إلى دمشق استصحبه معه مسند أبي حنيفة للدارقطني. (۱)

”خطیب بغدادی جس وقت بذاتِ خود سفر کر کے دمشق گئے تو ان کے پاس امام دارقطنی کی مسند ابوحنیفہ بھی تھی۔“

واقعہ کچھ یوں ہے کہ حافظ خطیب بغدادی جب بغداد سے دمشق گئے تو ان کے ساتھ بہت سی کتب تھیں جو مسانید، فوائد، امالی اور منشور وغیرہ پر شامل تھیں۔ ان تمام کتب کی فہرست ان کے شاگرد محمد بن احمد بن محمد اندلسی مالکی نے مرتب کی تھی جس کا نام ”تسمیۃ ما ورد بہ الخطیب دمشق من الکتب من روایتہ“ رکھا گیا۔ اس کتاب میں انہوں نے کل ۴۷۴ کتابوں کا تذکرہ کیا ہے جس میں خود خطیب بغدادی کی ۶۴ تصانیف ہیں۔ اس کتاب کا قدیم مخطوط مکتبہ ظاہریہ، دمشق میں بلحاظ نمبر ۱۸ (۱۲۶) الورقات ۱۲۶-۱۳۲ موجود ہے۔ (۲)

حافظ خطیب بغدادی کی کتب پر مشتمل یہ فہرست، رسالہ کی شکل میں ڈاکٹر محمود طحان کی تصنیف ”الحافظ الخطیب البغدادی وأثره في علم الحديث“، مطبوع دار القرآن الکریم، بیروت، ۱۴۰۱ھ، کے ضمن میں شائع ہو چکی ہے۔ (۳)

۲۔ امام دارقطنی کے مسند ابی حنیفہ کو تدوین کرنے پر یہ بھی بہت بڑی دلیل ہے کہ انہوں نے اپنی ”السنن“ میں تقریباً ۳۰ احادیث آپ کے طریق سے روایت کی ہیں۔

(۱) زاهد الکوثری، تأنیب الخطیب: ۱۵۶

(۲) <http://vbabsgate.com/showpost.php?p=3653434&postcount=26>

(۳) docs.k su.edu.sa/DOC/Articles 44/Article4 40033.doc

حافظ دارقطنیؒ کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ اکابر ائمہ حدیث اور اعظم محدثین نے امام دارقطنی کے علمی مقام پر تبصرہ کیا ہے۔
صاحب المستدرک امام حاکم (متوفی ۴۰۵ھ) بیان کرتے ہیں:

صار المدار قطني أوحد عصره في الحفظ والفهم والورع، وإماماً في القراء والنحويين، وأقامت في سنة سبع وستين (و ثلاث مائة) ببغداد أربعة أشهر، وكثر اجتماعنا، فصادفته فوق ما وصف لي، وسألته عن العلل والشيوخ، وله مصنّفات يطول ذكرها، فأشهد أنه لم يخلف علي أدبم الأرض مثله. (۱)

”دارقطنی حفظ، فہم اور ورع میں فرید الدہر تھے، آپ قراء اور حُجّاة کے امام تھے۔ میں نے ۳۶۷ھ میں بغداد میں چار مہینے قیام کیا تو اس دوران ان سے اکثر ملاقات کا شرف حاصل رہا۔ میں نے جیسا سنا تھا ان کو اس سے بڑھ کر پایا۔ میں نے ان سے علل حدیث اور شیوخ کے متعلق بہت سوالات کیے۔ ان کی کئی تصانیف ہیں جن کے ذکر کی یہاں گنجائش نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ انہوں نے اپنے پیچھے پوری روئے زمین پر اپنے جیسا کوئی شخص نہیں چھوڑا۔“

۲۔ حافظ عبدالغنی بن سعید ازدی (متوفی ۴۰۹ھ) بیان کرتے ہیں:

أحسن الناس كلاماً علي حديث رسول الله ﷺ ثلاثة: علي بن المديني في وقته، وموسى بن هارون في وقته، وعلي بن عمر

(۱) ۱۔ ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ۳: ۹۹۱، ۹۹۲

۲۔ ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، ۴۳: ۹۶ (الفاظ مختلف ہیں)

الدارقطني في وقته. (۱)

”حضور نبی اکرم ﷺ کی حدیث مبارک پر سب سے بہتر کلام کرنے والے تین لوگ ہیں: علی بن مدینی اپنے زمانے میں، موسیٰ بن ہارون اپنے دور میں اور علی بن عمر دارقطنی اپنے وقت میں۔“

۳۔ امام ابو عبد الرحمن محمد بن حسین سلمیٰ (متوفی ۴۱۲ھ) بیان کرتے ہیں:

شهدت بالله أن شيخنا الدارقطني لم يخلف على أديم الأرض مثله في معرفة حديث رسول الله ﷺ وكذلك الصحابة والتابعين وأتباعهم. (۲)

”میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ ہمارے شیخ دارقطنی نے حدیث رسول اللہ ﷺ اسی طرح صحابہ، تابعین اور تبع تابعین (کے احوال) کی معرفت میں اپنے پیچھے پوری دھرتی میں اپنے جیسا کوئی نہیں چھوڑا۔“

۴۔ قاضی ابو الطیب طاہر بن عبد اللہ طبری (متوفی ۴۵۰ھ) فرماتے ہیں:

كان الدارقطني أمير المؤمنين في الحديث، وما رأيت حافظاً ورد بغداد إلا مضى إليه وسلم له. (۳)

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۲: ۳۶

۲۔ ابن ماکولا، الإكمال، ۳: ۲۷

۳۔ ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ۴۳: ۱۰۱

۴۔ ابن قطه، التقييد: ۴۱۱

(۲) ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۶: ۴۵۷

(۳) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۲: ۳۶

۲۔ ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ۴۳: ۱۰۱

”دارقطنی امیر المؤمنین فی الحدیث تھے۔ میں نے کوئی حافظِ حدیث ایسا نہیں دیکھا جو بغداد آیا ہو اور ان کے پاس سلام کے لئے حاضر نہ ہوا ہو۔“

۵۔ حافظ خطیب بغدادی^(۱) (متوفی ۴۶۳ھ)، امام دارقطنی^(۲) کے علمی مقام پر رطب اللسان ہیں:

كان فريد عصره، وقريع دهره، ونسيج وحده، وإمام وقته، انتهي إليه علم الأثر والمعرفة بعلل الحديث وأسماء الرجال وأحوال الرجال، مع الصدق والأمانة والفقہ والعدالة وقبول الشهادة وصحة الاعتقاد، وسلامة المذهب، والاضطلاع بعلوم سوى علم الحديث.^(۱)

”آپ یکتائے روزگار، سردارِ زمانہ، اپنی مثال آپ اور اپنے وقت کے امام تھے۔ حدیث، عللِ حدیث اور اسماء الرجال و احوال الرجال کی آپ پر انتہائی۔ صدق، امانت، ثقاہت، تفقہ، عدالت، قبولِ شہادت، صحتِ اعتقاد اور سلامتِ مذہب جیسی صفات سے متصف تھے نیز حدیث کے علاوہ دیگر کثیر علوم کی بھی وافر معلومات رکھتے تھے۔“

عبدالعزیز بن علی أزجی، احمد بن محمد عتیبی اور محمد بن ابی الفوارس کے مطابق حافظ دارقطنی ذو القعدہ ۳۸۵ھ میں واصلِ بخت ہو گئے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔^(۲)

۱۶۔ مسند امام ابن شاہین^(۱) (متوفی ۳۸۵ھ)

حافظ ابو حفص عمر بن احمد بن عثمان بغدادی المعروف ابن شاہین عراق کے بلند

(۱) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۲: ۳۴

(۲) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۲: ۳۹

پایہ محدث ہیں۔ ان کی ولادت ۲۹۷ھ میں ہوئی اور انہوں نے ۳۰۸ھ میں پہلی مرتبہ حدیث کا سماع کیا۔ آپ نے درج ذیل اکابر ائمہ کے طبقہ سے علم حدیث حاصل کیا:

- ۱۔ محمد بن محمد بن باغندی
- ۲۔ محمد بن ہارون بن المجدر
- ۳۔ ابو خبیب عباس بن برقی
- ۴۔ شعیب بن محمد ذارع
- ۵۔ ابو القاسم بغوی
- ۶۔ ابو علی محمد بن سلیمان مالکی و دیگر ائمہ

امام ابنِ شاہین سے درج ذیل محدثین و علماء نے استفادہ کیا:

- ۱۔ ابو سعد مالینی
- ۲۔ ابو بکر برقانی
- ۳۔ ابو القاسم تنوخی
- ۴۔ ابو محمد خلّال
- ۵۔ ابو محمد جوہری
- ۶۔ ابو الحسین بن مہندی

اور دیگر علماء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ (۱)

- ۱۔ امام ابنِ شاہینؒ بنفسِ نفیس اپنی تصانیف کے متعلق فرماتے ہیں:
- ”میں نے ۳۳۰ کتب لکھی ہیں ان میں سے تفسیر کبیر ایک ہزار جزء، مسند ایک ہزار پانچ سو جزء، تاریخ ڈیڑھ سو جزء اور زہد ایک سو اجزاء پر مشتمل ہے۔“ (۲)
- ۲۔ امام ابنِ شاہینؒ کتب کے لئے خریدی گئی سیاہی کے متعلق کہتے ہیں:

حسبت ما اشتريت به الحبر إلى هذا الوقت فكان سبع مائة

(۱) ۱۔ ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ۳: ۹۸۷-۹۸۸

۲۔ سیوطی، طبقات الحفاظ، ۳۹۲-۳۹۳

(۲) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۱: ۲۶۷

۲۔ ابنِ عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، ۴۳: ۵۳۶

۳۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۶: ۴۳۲

درہم، قال الداودي: وكنا نشتري الحبر أربعة أرتال بدرهم. (۱)

”میں نے حساب کیا تو معلوم ہوا کہ اس وقت تک میں سات سو درہم کی سیاہی خرید چکا ہوں۔ داؤدی کہتے ہیں: ہم ایک درہم سے چار اُرتال (دوسیر) سیاہی خریدتے تھے۔“

امام ابن شاہینؒ کثیر کتب کے مصنف تھے۔ ان کو یہ شرف بھی حاصل ہوا کہ انہوں نے امام اعظم ابو حنیفہؒ کی مسند کو جمع کیا۔ حافظ خطیب بغدادی جس وقت بغداد سے دمشق گئے تو ان کے پاس امام ابن شاہین کی مسند ابی حنیفہ بھی تھی۔ اس تحقیق کو علامہ محمد زاہد الکوثری نے درج کیا ہے۔ (۲)

امام ابن شاہینؒ کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ امام ابن ماکولاً (متوفی ۴۷۵ھ) ان کے بارے فرماتے ہیں:

ثقة مأمون، سمع بالشام وفارس والبصرة، جمع الأبواب والتراجم، وصنف شيئاً كثيراً. (۳)

”ثقة مامون ہیں، انہوں نے شام، فارس اور بصرہ میں حدیث کا سماع کیا، انہوں نے مسائل و احکام اور علماء کے تراجم جمع کیے نیز بہت سی کتب تصنیف کیں۔“

۲۔ امام ابو الفتح محمد بن احمد بن ابی الفوارس فرماتے ہیں:

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۱: ۲۶۷

۲۔ ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، ۴۳: ۵۳۶

(۲) زاہد الکوثری، تأنیب الخطیب: ۱۵۶

(۳) ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ۳: ۹۸۸

ثقة مأمون، صنف ما لم يصنفه أحد. (۱)

”آپ ثقہ مامون ہیں، آپ جتنی کسی نے بھی کتب تصنیف نہیں کیں۔“

۳۔ امام ابو الولید باجی، امام ابو القاسم ازہری، امام دارقطنی، محمد بن عمر داؤدی اور حافظ خطیب بغدادی نے امام ابن شاہین کو ”ثقہ“ قرار دیا ہے۔ (۲)

حافظ ابو نعیم اصبہانی اور عبدالعزیز بن علی ازجی کے مطابق امام ابن شاہین کا ماہ ذوالحجہ ۳۸۵ھ میں وصال ہوا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ (۳)

۱۔ مسند امام ابن مندہ (متوفی ۳۹۵ھ)

حافظ ابو عبد اللہ محمد بن ابو یعقوب اسحاق بن ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ بن مندہ محدث عصر و اسلام ہیں۔ آپ اصہبان کے رہنے والے بے مثل حافظ حدیث ہیں۔ آپ نے چہار دانگ عالم سفر کر کے ہر خرمن علم سے خوشہ چینی کی ہے۔ آپ کا سن ولادت ۳۱۰ھ یا ۳۱۱ھ ہے۔ آپ نے سب سے پہلے حدیث کا سماع ۳۱۸ھ میں کیا۔

حافظ ابن مندہ نے پوری دنیا سے ۱۷۰۰ شیوخ سے اکتساب علم کر کے اپنے دامن کو علم الحدیث سے بھرا۔ آپ کے چند اکابر شیوخ حدیث کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ آپ کے والد ابو یعقوب اسحاق

۲۔ عبد الرحمن بن یحییٰ

۳۔ ابو علی حسن بن محمد ابن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

۴۔ عبد اللہ بن ابراہیم مقرئ

(۱) ۱۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۶: ۴۳۲

۲۔ سیوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۳۹۳ (ابو الفتح کا نام نہیں لیا۔)

(۲) ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، ۴۳: ۵۳۶، ۵۳۷

۲۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۶: ۴۳۲، ۴۳۳

(۳) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱: ۲۶۷

- ۵۔ محمد بن حسین قطان
۶۔ عبد اللہ بن یعقوب کرمانی
۷۔ ابو سعید بن اعرابی
۸۔ جعفر بن محمد بن موسیٰ
۹۔ احمد بن زکریا مقدسی
۱۰۔ ابو علی محمد بن احمد المیدانی
۱۱۔ یثیم بن کلیب شاشی
۱۲۔ اسماعیل صفار
۱۳۔ احمد بن عمرو مدینی
۱۴۔ حافظ ابو حاتم بن حبان
۱۵۔ حافظ ابو علی نیشاپوری
۱۶۔ ابو اسحاق بن حمزہ اور دیگر
ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

امام ابن مندہ کو اجل حافظ حدیث عبد الرحمن بن ابی حاتم، ابو العباس بن عقدہ اور دیگر ائمہ سے بھی اجازت حدیث حاصل ہے۔
امام الجرح والتعديل حافظ ذہبیؒ کو امام ابن مندہؒ کے شیوخ کا تذکرہ کرتے ہوئے یہاں تک لکھنا پڑا:

ولم أعلم أحدًا كان أوسع رحله منه، ولا أكثر حديثًا منه مع
الحفظ والثقة، فبلغنا أن عدة شيوخه ألف وسبع مائة شيخ. (۱)
”میں کوئی ایک ایسا محدث نہیں جانتا جو حفظ و ثقاہت کے ساتھ ساتھ ان سے
زیادہ سفر کرنے والا اور ان سے بڑھ کر احادیث روایت کرنے والا ہو، ہمیں
معلوم ہوا ہے کہ ان کے شیوخ کی تعداد ۱۷۰۰ ہے۔“

حافظ ابن مندہ سے علم حدیث حاصل کرنے والے بھی بے شمار ہیں جن میں
سے چند نمایاں نام درج ذیل ہیں:

۱۔ ان کے استاذ ابوالشیخ عبد اللہ بن محمد ابن حیان اصہبانی

(۱) ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۷: ۳۰

- ۲۔ ابو بکر بن مقرئ
۳۔ حافظ ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری
۴۔ ابو عبد اللہ غنچار
۵۔ تمام بن محمد رازی
۶۔ حمزہ بن یوسف سہمی
۷۔ حافظ ابو نعیم اصبہانی
۸۔ احمد بن فضل باطرقانی
۹۔ ابو الفضل عبد الرحمن رازی
۱۰۔ ابو المظفر عبد اللہ بن شیبہ
۱۱۔ ابو الطیب احمد بن محمد التاجر
۱۲۔ عبد الرزاق بن محمد سہب اور دیگر ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ (۱)

۱۔ حافظ ابن مندہ حد سے زیادہ تصانیف کے مصنف تھے۔ حافظ ذہبی کی زبانی ان کی کثیر تصانیف کا حال سنئے:

ولما رجع من الرحلة الطويلة، كانت كتبه عدّة أحمال حتى قيل إنها كانت أربعين حملاً، وما بلغنا أنّ أحداً من هذه الأئمة سمع ما سمع ولا جمع ما جمع، وكان ختام الرحالين وفرد المكثرين مع الحفظ والمعرفة والصدق وكثرة التصانيف. (۲)

”جب آپ طویل سفر سے واپس لوٹے تو کئی اونٹ آپ کی کتب سے بھرے ہوئے تھے حتیٰ کہ کہا گیا ہے کہ وہ ۴۰ اونٹ تھے۔ ہمیں نہیں معلوم کہ اس امت میں کسی ایک نے بھی اس قدر احادیث کا سماع کیا ہو جتنا انہوں نے کیا اور اتنا علم جمع کیا ہو جتنا انہوں نے جمع کیا۔ کثرتِ اسفار آپ پر ختم ہے نیز حفظ، معرفت، صدق اور کثرتِ تصانیف کی خوبیوں کے ساتھ آپ کثرت سے

(۱) ۱۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱: ۲۸-۳۱

۲۔ ایضاً، تذکرة الحفاظ، ۳: ۱۰۳۱-۱۰۳۳

(۲) ذہبی، تذکرة الحفاظ، ۳: ۱۰۳۲

احادیث روایت کرنے والوں میں منفرد مقام رکھتے ہیں۔“

۲۔ امام ابن مندہ نے بے شمار کتب تصنیف کیں ان میں مسند ابی حنیفہ بھی شامل ہے۔ ڈاکٹر فواد سیزگین نے مسانید ابو حنیفہ کا تذکرہ کرتے ہوئے امام ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن مندہ کی مسند ابی حنیفہ کا بھی ذکر کیا ہے۔ ان کے بقول مسند ابن مندہ کا یہ مخطوط باتافیا جکارتا میں حدیث کے باب میں ج ۱، رقم: ۲۷۶ کے عنوان سے محفوظ ہے۔ اس لائبریری کا برلن لائبریری سے ۱۹۲۹ء میں بمطابق ۸۴ نمبر الحاق ہو چکا ہے۔^(۱)

۳۔ یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ امام ابو محمد عبد اللہ بن محمد حارثی (متوفی ۳۴۰ھ) کی مسند ابو حنیفہ کو بھی حافظ ابن مندہ نے روایت کیا ہے۔ مسند حارثی ہمارے فرید مملّت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی لائبریری میں موجود ہے جس میں پہلی حدیث ہی امام ابن مندہ نے حارثی کے طریق سے امام ابو حنیفہ سے ہوتے ہوئے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل بیان کی ہے۔^(۲)

امام ابن مندہ کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ امام ابن مندہ بذاتِ خود اپنے طلب علم کے متعلق فرماتے ہیں:

طفت الشرق والغرب مرتّین۔^(۳)

”میں نے حصولِ علم کے لئے شرق تا غرب دو مرتبہ چکر لگایا۔“

۲۔ حافظ ابو علی حسین بن علی نیشاپوری (متوفی ۳۴۹ھ) فرماتے ہیں:

(۱) فواد سیزگین، تاریخ التراث العربی، ۳: ۴۲

(۲) حارثی، مسند أبی حنیفہ: ۱۹، رقم: ۱

(۳) ۱۔ ابن نقطہ، التقیید: ۴۰

۲۔ ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ۳: ۱۰۳۴

۳۔ ابن مفلح، المقصد الأرشد، ۲: ۳۷۵

بنو مندة أعلام الحفاظ في الدنيا قديماً وحديثاً، ألا ترون إلى قريحة أبي عبد الله. (۱)

”مندہ کے بیٹے پہلے بھی اور موجودہ بھی دنیا میں چوٹی کے حفاظِ حدیث ہیں، کیا تمہیں ابو عبد اللہ کے (حدیث میں) ملکہِ راسخہ کا علم نہیں ہے۔“

۳۔ حافظ ابواسحاق بن حمزہ (متوفی ۳۵۳ھ) کہتے ہیں:

ما رأيت مثل أبي عبد الله بن منده. (۲)

”میں نے ابو عبد اللہ بن مندہ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔“

۴۔ حافظ ابو نعیم اصبہانی (م ۴۳۰ھ) کے پاس امام ابنِ مندہ کا ذکر ہوتا تو وہ فرماتے:

كان جبلاً من الجبال. (۳)

”آپ علم کا پہاڑ تھے۔“

۵۔ امام جعفر بن محمد المستغفری (متوفی ۴۳۲ھ) کہتے ہیں:

(۱) ۱۔ ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، ۵۲: ۳۲

۲۔ ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ۳: ۱۰۳۳

۳۔ عسقلانی، لسان المیزان، ۵: ۷۱

(۲) ۱۔ ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ۳: ۱۰۳۴

۲۔ عسقلانی، لسان المیزان، ۵: ۷۱

(۳) ۱۔ ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، ۵۲: ۳۲

۲۔ ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ۳: ۱۰۳۳

۳۔ عسقلانی، لسان المیزان، ۵: ۷۱

ما رأیت أحدًا أحفظ من أبي عبد الله بن منده. (۱)

”میں نے ابو عبد اللہ بن منده سے بڑھ کر کوئی حافظِ حدیث نہیں دیکھا۔“

۶۔ حافظ ابو بکر باطرقانی اصبہانی (متوفی ۴۶۰ھ) امام ابن منده سے حدیث بیان کرتے ہوئے کہتے:

حدثنا أبو عبد الله محمد بن إسحاق بن محمد بن يحيى بن مندة العبدى، إمام الأئمة في الحديث، لقاءه الله رضوانه وأسكنه جنانه. (۲)

”ہم سے امام الائمۃ فی الحدیث ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن محمد بن یحییٰ بن منده العبدی نے حدیث بیان کی، اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رضا عطا کرے اور اپنی جنتوں سے نوازے۔“

۷۔ امام سعد بن علی زنجانی (متوفی ۴۷۱ھ) سے امام دارقطنی، حافظ ابن منده، حافظ حاکم اور حافظ عبد الغنی کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

أما الدارقطني فأعلمهم بعلل الحديث، وأما ابن مندة فأكثرهم رواية مع المعرفة التامة، وأما الحاکم فأحسنهم تصنيفاً، وأما عبد الغني فأعرفهم بالأنساب. (۳)

(۱) ۱۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۷: ۳۵

۲۔ عسقلانی، لسان المیزان، ۵: ۷۱

۳۔ سیوطی، طبقات الحفاظ: ۴۰۹

(۲) ۱۔ ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، ۵۲: ۳۱

۲۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۷: ۳۲

(۳) ۱۔ ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، ۵۲: ۳۲

۲۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۷: ۳۶

”دارقطنی علی حدیث کو ان سب سے زیادہ جاننے والے ہیں، ابن مندہ کامل معرفت کے ساتھ کثرت سے احادیث روایت کرنے والے ہیں، حاکم ان میں سے بہترین مصنف ہیں اور عبد الغنی ان میں سب سے زیادہ علم الانساب کے عارف ہیں۔“

حافظ ابو نعیم اصہبانی اور دیگر ائمہ کے مطابق امام ابن مندہ کا ذوالقعدہ ۳۹۵ھ میں وصال ہوا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔^(۱)

۱۸۔ مسند امام ابو نعیم اصہبانی (متوفی ۴۳۰ھ)

مشہور کتب ”المستخرج علی الصحیحین، دلائل النبوة اور حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء کے مصنف امام ابو نعیم اصہبانی کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ انہوں نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث مبارکہ کو اپنی مسند میں جمع کیا۔ شیخ الاسلام امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق مہرانی اصہبان سے تعلق رکھنے والے ثقہ حافظ حدیث ہیں۔ آپ کی ولادت ۳۳۶ھ میں ہوئی۔ آپ نے محدثین کی کثیر تعداد سے حدیث روایت کی ہے جن میں سے چند نام درج ذیل ہیں:

۱۔ ابو محمد عبد اللہ بن جعفر ۲۔ قاضی ابو احمد العسال

۳۔ عبد اللہ بن حسن بن بندار مدینی ۴۔ حسن بن سعید بن جعفر عبادانی

۵۔ محمد بن معمر ذہلی ۶۔ محمد بن عمر الجعابی

۷۔ احمد بن یوسف نصیبی ۸۔ مخلص بن جعفر دیقی

۹۔ حبیب بن حسن قزاز ۱۰۔ فاروق بن عبد الکبیر خطابانی

۱۱۔ محمد بن علی بن مسلم عامری ۱۲۔ ابو بکر عبد اللہ بن یحییٰ الطحی

(۱) ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۷: ۳۸

امام ابو نعیم اصبہانی سے روایت کرنے والے ائمہ حدیث بھی بے شمار ہیں جن میں سے بعض نام زیب قرطاس ہیں:

- ۱۔ ابو بکر بن ابوعلی ہمدانی
- ۲۔ ابو بکر خطیب بغدادی
- ۳۔ ابو بکر محمد بن ابراہیم مستملی
- ۴۔ حافظ سلیمان بن ابراہیم
- ۵۔ ہبۃ اللہ بن محمد شیرازی
- ۶۔ یوسف بن حسن تفکری
- ۷۔ ابو سعد محمد بن محمد مطرز
- ۸۔ محمد بن عبد اللہ الادی
- ۹۔ ابو الفضائل محمد بن احمد
- ۱۰۔ محمد بن عبد اللہ بن مندویہ شروطی
- ۱۱۔ ابو طالب احمد بن فضل شیعری
- ۱۲۔ بندار بن محمد خلعتانی
- ۱۳۔ ابو العلاء حسین بن عبید اللہ
- ۱۴۔ صالح ابن عبد الواحد البقال
- ۱۵۔ ابو محمد عبید اللہ بن الخصبی حلاوی رحمہم اللہ تعالیٰ (۱)

۱۔ امام ابو المؤید محمد بن محمود خوارزمی (متوفی ۶۶۵ھ) نے اپنے چار مشائخ سے متصل سند کے ساتھ امام ابو نعیم کی مسند ابی حنیفہ کو روایت کیا ہے۔ امام خوارزمی نے جن چار شیوخ سے مسند اتبعیم کو نقل کیا ہے وہ یہ ہیں: ابو عبد اللہ محمد بن عثمان بن عمر، قاضی القضاۃ شہاب الدین ابو علی حسن بن عبد القاهر شہر وزی، ضیاء الدین صفر بن یحییٰ بن صفر اور ابواسحاق نجیب الدین ابراہیم بن خلیل بن عبد اللہ۔ (۲)

۲۔ صاحب السیرۃ الشامیۃ امام محمد بن یوسف صالحی شامی (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی اپنے شیخ قاضی القضاۃ ابو الفتح جمال الدین ابراہیم بن ابو الفتح قلندری کے طریق سے

(۱) ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۷: ۴۵۴-۴۵۷

(۲) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۷۲

متصل سند کے ساتھ مسندِ ابی نعیم اصبہانی کا ذکر کیا ہے۔^(۱)

۳۔ حافظِ حدیث شمس الدین ابنِ طولون (متوفی ۹۵۳ھ) نے ”الفہرست الأوسط“ میں اپنی سند کے ساتھ مسندِ ابی نعیم کا تذکرہ کیا ہے۔^(۲)

۴۔ حاجی خلیفہ^(۳) (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے مسانیدِ امامِ اعظم کا ذکر کرتے ہوئے ”مسند ابی نعیم“ کو بھی بیان کیا ہے۔^(۴)

۵۔ علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ) نے ”عقود الجواهر المنیفة“ کے مقدمہ میں امام ابو نعیم کی مسندِ ابی حنیفہ کو شمار کیا ہے۔^(۵)

امام ابو نعیم اصبہانی کا علمی مقام و مرتبہ

امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصبہانی کا علمِ الحدیث میں بہت بلند مقام تھا جس پر ائمہ کرام کے درج ذیل اقوال گواہ ہیں۔

۱۔ امام ابو نعیم اصبہانی کے شاگرد خطیب بغدادی^(۱) (متوفی ۴۶۳ھ) آپ کے علمی مقام پر فرماتے ہیں:

لم أرَ أحدًا أطلق عليه اسم الحفظ غير رجلين: أبو نعیم
الأصبهاني وأبو حازم العبدي.^(۲)

(۱) صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۲۵

(۲) زاہد الکوثری، تأنیب الخطیب: ۱۵۶

(۳) حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ۲: ۱۶۸۱

(۴) مرتضیٰ زبیدی، عقود الجواهر المنیفة، ۱: ۶

(۵) ۱۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۷: ۴۵۷

۲۔ ابنِ نقطہ، تکملة الإكمال، ۳: ۳۳۴

”سوائے دو شخصوں کے کسی ایک پر بھی میں نے حفظِ حدیث کا اطلاق ہوتے ہوئے نہیں دیکھا، وہ دو شخص ابو نعیم اصبھانی اور ابو حازم عبدوی ہیں۔“

۲۔ امام احمد بن محمد بن مردویہ آپ کے علمی مقام پر تبصرہ کرتے ہیں:

كان أبو نعیم في وقته مرحولاً إليه، ولم يكن في أفق من الآفاق أسند ولا أحفظ منه، كان حفاظ الدنيا قد اجتمعوا عنده. (۱)

”ابو نعیم اپنے دور میں محدثین کے لئے مرجع تھے، اُس وقت روئے زمین پر کوئی بھی ان جیسی سند بیان کرنے والا اور حافظِ حدیث نہ تھا، پوری دنیا کے حفاظِ حدیث (طلبِ حدیث کیلئے) ان کے پاس اکٹھے ہوتے۔“

۳۔ امام حمزہ بن عباس علوی (متوفی ۵۱۶ھ) کی روایت سے محدثین کی زبانی امام ابو نعیم کا علم الحدیث میں بلند رتبہ ملاحظہ کریں:

كان أصحاب الحديث يقولون: بقي أبو نعیم أربع عشرة سنة بلا نظير، لا يوجد شرقاً ولا غرباً أعلى منه إسناداً ولا أحفظ منه، وكانوا يقولون: لما صنف كتاب الحلية حمل الكتاب إلى نيسابور حال حياته، فاشتروه بأربع مئة دينار. (۲)

”محدثین کہتے تھے: ابو نعیم نے بے مثل چودہ سال گزارے کہ مشرق و مغرب میں ان سے بہترین سند اور ان جیسا حافظِ حدیث کوئی نہیں ملتا تھا۔ محدثین یہ

(۱) ۱۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۷: ۱۷۹

۲۔ سیوطی، طبقات الحفاظ: ۲۲۳

(۲) ۱۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۷: ۱۷۹

۲۔ سبکی، طبقات الشافعية الكبرى، ۳: ۲۱

۳۔ صفدی، الوافی بالوفیات، ۷: ۵۳

بھی کہتے تھے: جس وقت ابو نعیم نے اپنی کتاب ”حلیۃ الأولیاء“ کو تصنیف کیا اور اسے اپنی زندگی میں ہی نیشاپور لے کر گئے تو ائمہ نے چار سو دینار سے اس کتاب کو خریدا۔“ (جو آج کے حساب سے لاکھوں روپے بنتے ہیں۔)

۴۔ امام ابو طاهر احمد بن محمد (متوفی ۵۷۶ھ) آپ کی کتاب ”حلیۃ الأولیاء“ کے بارے میں رقمطراز ہیں:

لم یصنّف مثل کتابہ حلیۃ الأولیاء. (۱)

”ابو نعیم کی کتاب ”حلیۃ الأولیاء“ جیسی کوئی کتاب تصنیف نہیں کی گئی۔“

۵۔ امام ابن التجار (متوفی ۶۳۳ھ) نے امام ابو نعیم کے مقام حدیث پر فرمایا:

هو تاج المحدثین، وأحد أعلام الدین. (۲)

”آپ محدثین کے تاج ہیں اور دین کی عظیم علامت ہیں۔“

۶۔ امام ابن خلکان (متوفی ۶۸۱ھ) آپ کی شانِ علمی میں رطب اللساں ہیں:

الحافظ المشهور، صاحب کتاب حلیۃ الأولیاء، کان من الأعلام المحدثین وأکابر الحفاظ الثقّات، أخذ عن الأفاضل وأخذوا عنه. (۳)

”امام ابو نعیم مشہور حافظ حدیث اور ”حلیۃ الأولیاء“ کے مصنف ہیں، آپ کا

(۱) ۱۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۷: ۱۵۸

۲۔ سبکی، طبقات الشافعية الكبرى، ۳: ۲۱

(۲) ۱۔ سبکی، طبقات الشافعية الكبرى، ۳: ۲۱

۲۔ ابن عماد، شذرات الذهب، ۳: ۲۴۵

(۳) ابن خلکان، وفیات الأعیان وأنباء الزمان، ۱: ۹۱

شمار نامور محدثین اور اکابر ثقہ حفاظِ حدیث میں ہوتا تھا۔ آپ نے جلیل القدر ائمہ سے حدیث حاصل کی اور انہوں نے آپ سے حاصل کی،

۷۔ امام ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) نے امام ابو نعیم اصبہانی کو کبیر حافظِ حدیث اور محدثِ عصر شمار کیا ہے۔^(۱)

امام ابو نعیم اصبہانی کو ائمہ کرام نے تاجِ المحدثین، کبیر حافظِ حدیث، محدثِ عصر اور بے مثل محدث جیسے عالی قدر القاب سے نوازا ہے۔ یہ سارے القاب علمِ الحدیث میں آپ کی عظمت و رفعت کو اجاگر کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ کثیر شیوخ سے آپ نے روایتِ حدیث کی اور لا تعداد محدثین نے آپ سے نسبتِ تلمذ کا رشتہ باندھا۔ اتنے بلند و بالا رتبے پر فائز ہو کر بھی امام ابو نعیم نے امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرتبہ علمِ الحدیث کو تسلیم کرتے ہوئے اُن سے مروی احادیث کو اپنی مسند میں جمع کیا جس کا تذکرہ امام خوارزمی سے لے کر سید محمد مرتضیٰ الزبیدی نے اپنی کتب میں کیا ہے۔ لہذا صاحبِ مسند امام ابو نعیم اور بذاتِ خود مسند ابی نعیم کو مسانید میں اہم مقام حاصل ہے۔

✽ امام ابنِ نقطہ حنبلی اور امام ذہبی کے مطابق امام ابو نعیم کا بروز پیر ۲۰ محرم الحرام کو ۲۳۰ھ میں وصال ہوا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔^(۲)

۱۹۔ مسند امام احمد بن محمد کلاعی (متوفی ۴۳۲ھ)

امام احمد بن محمد بن خالد خلی کلاعی مقرئ نے بھی امامِ اعظم کی مسند کو روایت کیا ہے۔ ان کی کنیت ابو عمر ہے۔ قرطبہ سے تعلق رکھنے والے عظیم محدث ہیں۔ مظفر عبد الملک ابن ابی عامر کے زمانے میں ۳۹۴ھ میں ان کی ولادت ہوئی۔ امام ابو عمر احمد کلاعی نے کثیر

(۱) ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ۳: ۱۰۹۲

(۲) ۱۔ ابنِ نقطہ، تکملة الإكمال، ۳: ۳۳۴

۲۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۷: ۱۷۲

محدثین سے حدیث کا سماع کیا۔ ان میں سے چند نام درج ذیل ہیں:

- ۱۔ ابوالمطرف قنازعی
- ۲۔ قاضی یونس بن عبد اللہ
- ۳۔ ابو محمد بن بنوش
- ۴۔ مکی بن ابی طالب مقرئ
- ۵۔ ابوعلی حداد
- ۶۔ ابو عبد اللہ ابن عابد
- ۷۔ ابو القاسم خزر جی
- ۸۔ ابوالمطرف بن جرج
- ۹۔ ابو محمد بن شقاق
- ۱۰۔ ابن نبات اور دیگر ائمہ^(۱)

امام کلاعیؒ کے مسندِ امامِ اعظم کو جمع کرنے پر درج ذیل ائمہ کی تصریحات ہیں:

- ۱۔ امام خوارزمیؒ نے اپنے چار شیوخ عبد اللطیف بن عبد المنعم حرانی، شرف الدین ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن محمد بن عبد الوہاب، ابو المنصور عبد القادر بن ابی نصر قزوینی اور یوسف بن احمد ابن ابی الحسن کے متصل طرق سے امام احمد کلاعیؒ کی مسند کا ذکر کیا ہے۔^(۲)
- ۶۔ محدثِ شام امام محمد بن یوسف صالحیؒ نے اپنے دو شیوخ فضل بن اوجاقی اور ابو حفص عمر بن حسن بن عمرو وی کے متصل طرق سے امام ابو بکر احمد غلیؒ کی مسند ابی حنیفہ کا تذکرہ کیا ہے۔^(۳)

- ۳۔ حاجی خلیفہؒ نے بھی امام احمد کلاعیؒ کی مسندِ امامِ اعظم کا نام درج کیا ہے۔^(۴)

امام احمد کلاعیؒ کا علمی مقام و مرتبہ

امام ابنِ بشکوالؒ وہ فردِ واحد ہیں جنہوں نے اپنی کتاب ”الصلة“ میں امام

(۱) ابن بشکوال، الصلة: ۱۶

(۲) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۷۴

(۳) صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۲۸

(۴) حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ۲: ۱۶۸۱

کلاعی کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ آپ کے متعلق لکھتے ہیں:

كان مقرئاً، فاضلاً، ورعاً، عالماً بالقراءات ووجوهها ضابطاً لها.
وَأَلَّفَ كُتُباً كَثِيرَةً فِي مَعْنَاهَا. (۱)

”آپ معلم قرآن، فاضل، وارع، فنِ قراءات اور ان کی وجوہ کے عالم تھے اور ان کو ضبط کرنے والے تھے۔ آپ نے قراءت کے معانی و مفہام پر کئی کتب تصنیف کیں۔“

✽ امام ابو عمر احمد کلاعی نے ہفتہ کے دن بوقتِ زوال ۱۰ ذوالقعدہ ۴۳۲ھ میں وصال فرمایا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ (۲)

۲۰۔ مسند امام ابوالحسن ماوردی (متوفی ۴۵۰ھ)

امام ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب ماوردی شافعی بصرہ سے تعلق رکھنے والے اقضی القضاة (چیف جسٹس) ہیں۔ ان کی ولادت ۳۶۴ھ میں ہوئی۔

قاضی ماوردی نے درج ذیل ائمہ سے علم حدیث حاصل کیا:

۱۔ حسن بن علی بن محمد الجبلی ۲۔ محمد بن معلى ازدی

۳۔ محمد بن عدی بن زحر المنقری ۴۔ جعفر بن محمد بن فضل بغدادی

جبکہ امام ماوردی سے حافظ خطیب بغدادی اور ابو الفضل ابن خیرون نے علم حدیث سمیٹا رحمہم اللہ تعالیٰ۔ (۳)

(۱) ابن بشکوال، الصلة: ۱۶

(۲) ابن بشکوال، الصلة: ۱۶

(۳) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۲: ۱۰۲

۲۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۸: ۶۴

۱۔ قاضی ابواسحاق شیرازی (متوفی ۴۷۶ھ)، امام ماوردی کی کتب کے متعلق فرماتے ہیں:

وله مصنّفات كثيرة في الفقه والتفسير وأصول الفقه والأدب،
وكان حافظاً للمذهب.^(۱)

”ان کی فقہ، تفسیر، اصولِ فقہ اور ادب میں کثیر تصانیف تھیں اور وہ مذہبِ شافعی کے حافظ تھے۔“

۲۔ امام ابنِ خلکان (متوفی ۶۸۱ھ) کے مطابق امام ماوردی کی یہ تصانیف تھیں:
الحاوی، تفسیرِ قرآن النکت والعیون، أدب الدنيا والدين، الأحكام السلطانية،
قانون الوزارة وسياسة الملك اور الإقناع في المذهب وغيره۔^(۲)

۳۔ امام ماوردی کی کتب کثیرہ میں سے ایک تالیف مسند ابی حنیفہ بھی ہے۔ اس کا ذکر حاجی خلیفہ نے ”کشف الظنون“ میں کیا ہے۔ انہوں نے امامِ اعظم سے مروی پندرہویں مسند ماوردی کی ذکر کی ہے۔^(۳)

امام ماوردیؒ کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ حافظ خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ)، امام ماوردیؒ کے متعلق لکھتے ہیں:
كان من وجوه الفقهاء الشافعين، وله تصانيف عدّة في أصول
الفقه وفروعه وفي غير ذلك، وجعل إليه ولاية القضاء ببلدان
كثيرة.^(۴)

(۱) ابواسحاق شیرازی، طبقات الفقهاء: ۱۳۸

(۲) ابنِ خلکان، وفیات الأعیان، ۳: ۲۸۲

(۳) حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ۲: ۱۶۸۱

(۴) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۲: ۱۰۲

”آپ شافعی فقہاء کے رؤساء میں شمار ہوتے تھے، آپ کی اصول فقہ، اس کے فروع اور اس کے علاوہ (مختلف موضوعات پر) متعدد تصانیف ہیں، آپ کو بہت سے شہروں میں قضاء کے منصب پر فائز کیا گیا۔“

۲۔ حافظ خطیب بغدادی ہی مزید لکھتے ہیں:

کُتِبَتْ عَنْهُ وَكَانَ ثَقَّةً. (۱)

”میں نے ان سے علم حدیث لکھا ہے اور وہ ثقہ تھے۔“

۳۔ حافظ ابوالفضل بن خیرون (۴۸۸ھ) بھی مذکورہ جملہ کہنے کے بعد فرماتے ہیں:

كَانَ أَحَدَ الْأَثَمَةِ، لَهُ التَّصَانِيفُ الْحَسَنُ فِي كُلِّ فَنٍ مِنَ الْعِلْمِ. (۲)

”آپ امام تھے، علم کے ہر فن میں آپ کی قابلِ قدر تصانیف ہیں۔“

۴۔ علامہ صلاح الدین الصفدی (متوفی ۷۶۴ھ) لکھتے ہیں:

كَانَ عَظِيمَ الْقَدْرِ، مُتَقَدِّمًا عِنْدَ السُّلْطَانِ. (۳)

”آپ بلند و بالا رتبہ کے مالک تھے، بادشاہ وقت کے قریبی ساتھی تھے۔“

حافظ خطیب بغدادی کے مطابق امام ماوردی کا ماہِ ربیع الاول ۴۵۰ھ میں وصال

ہوا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ (۴)

(۱) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۰۲: ۱۲

(۲) عسقلانی، لسان المیزان، ۲۶۰: ۴

(۳) صفدی، الوافی بالوفیات، ۲۹۸: ۲۱

(۴) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۰۲: ۱۲

۲۱۔ مسند امام خطیب بغدادیؒ (متوفی ۴۶۳ھ)

جلیل القدر نقاد حافظ حدیث ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بغدادی کثیر تصانیف کے مصنف ہیں۔ آپ محدث شام و عراق ہیں۔ آپ کی ولادت ۳۹۲ھ میں ہوئی۔ آپ کے والد ابو الحسن عراق کے علاقہ درزیجان کے خطیب تھے اور ان اشخاص میں سے ایک تھے جنہوں نے امام ابو حفص الکتانی سے حدیث کا سماع کیا اور ان پر قرأت قرآن کی۔ انہوں نے ہی اپنے بیٹے احمد کو سماع حدیث اور فقہ کی طرف رغبت دلائی۔ سب سے پہلے آپ نے ۱۱ سال کی عمر میں حدیث کا سماع کیا، ۲۰ سال کی عمر میں بصرہ تشریف لے گئے۔ ۲۳ سال کی عمر میں نیشاپور حتی کہ بڑھاپے میں شام، مکہ مکرمہ اور دیگر شہروں میں بھی حصول علم کے لئے گئے۔

حافظ خطیب بغدادیؒ نے عرب و عجم کے بے شمار علماء سے علم حدیث حاصل کیا۔ ان میں سے چند نام درج ذیل ہیں:

- | | |
|---------------------------------|-------------------------------|
| ۱۔ ابو الحسن احمد بن صلت اہوازی | ۲۔ ابو عمر بن مہدی فارسی |
| ۳۔ ابو الحسین بن الہتیم | ۴۔ حسین بن حسن جو الیقنی |
| ۵۔ ابو الفتح بن ابی الفوارس | ۶۔ حافظ ابو نعیم اصبہانی |
| ۷۔ ابو الحسن بن رزقویہ | ۸۔ ابو عمر قاسم بن جعفر ہاشمی |
| ۹۔ حافظ ابو حازم عبدوی | ۱۰۔ قاضی ابو بکر حیری |
| ۱۱۔ محمد بن عیسیٰ ہمدانی۔ | |

حافظ خطیب بغدادیؒ کے پاس امام مالکؒ اور حماد بن زید کے طریق سے مروی احادیث سب سے اعلیٰ سند سے ہیں کیونکہ آپ اور ان کے درمیان صرف تین راوی ہیں۔ خطیب بغدادی سے حصول علم کرنے والوں کی بہت بڑی تعداد ہے جن میں

سے بعض نام درج کیے جاتے ہیں:

- ۱۔ آپ کے شیخ ابوبکر برقانی
- ۲۔ ابوالفضل بن خیرون
- ۳۔ فقیہ نصر مقدسی
- ۴۔ ابو عبد اللہ حمیدی
- ۵۔ عبد العزیز کتانی
- ۶۔ ابونصر بن ماکولا
- ۷۔ مبارک بن طیوری
- ۸۔ محمد بن مرزوق زعفرانی
- ۹۔ ہبۃ اللہ بن اکفانی
- ۱۰۔ احمد بن احمد متوکل
- ۱۱۔ طاہر بن سہل اسفراہینی اور دیگر ائمہ حدیث رحمہم اللہ تعالیٰ (۱)

حافظ خطیب بغدادی کثیر کتب کے مصنف تھے۔ آپ کی تصانیف کے چند نام درج ہیں۔ تاریخ بغداد، الجامع، شرف أصحاب الحديث، الکفایۃ فی علم الروایۃ، السابق واللاحق، المتفق والمفترق، الفقیہ والمتفقہ، المؤلف والمختلف، المکمل فی المہمل، تلخیص المتشابہ، الإنباء عن الأبناء وغیرھا۔ شام سے تعلق رکھنے والے نقاد محدث محمد زاہد الکوثری نے اپنی کتاب ”تأنیب الخطیب“ میں مسانید امام اعظم کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

كان الخطيب نفسه حينما رحل إلى دمشق استصحبه معه مسند أبي حنيفة للخطيب نفسه. (۲)

”جس وقت خطیب بغدادی بذاتِ خود سفر کر کے دمشق تشریف لے گئے تو ان کے ساتھ خود ان کی تالیف کردہ مسند ابی حنیفہ بھی تھی۔“

(۱) ۱۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۸: ۲۷۰-۲۷۳

۲۔ أيضًا، تذكرة الحفاظ، ۳: ۱۱۳۵-۱۱۳۷

(۲) زاہد الکوثری، تأنیب الخطیب: ۱۵۶

حافظ خطیب بغدادی کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ محدث کبیر ابونصر علی بن ہبہ اللہ ابن ماکولا (متوفی ۴۷۵ھ) فرماتے ہیں:

إن أبا بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي كان أحد الأعيان (وفي الرواية: آخر الأعيان) ممن شاهدناه معرفة، وإتقاناً وحفظاً وضبطاً لحديث رسول الله ﷺ، وتفننا في علله وأسانيده، وخبرة برواته وناقليه، وعلمًا بصحيحه وغريبه، وفردة ومنكره وسقيمه ومطروحه، ولم يكن للبغداديين بعد أبي الحسن علي بن عمر الدارقطني من يجري مجراه، ولا قام بعده بهذا الشأن سواه. (۱)

”جن اعظم محدثین کے پاس ہم نے حاضری دی ہے یقیناً ابوبکر احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی ان میں سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی معرفت، اتقان، حفظ، ضبط اور اس کی مختلف انواع: علل، اسانید، رواۃ و ناقلین کے احوال سے آگاہی، صحیح، غریب، فرد، منکر، سقیم اور مطروح حدیث میں فرق کو جاننے کے لحاظ سے واحد (ایک روایت کے مطابق: آخری) شخص تھے۔ اہل بغداد میں ابوالحسن علی بن عمر دارقطنی کے بعد کوئی بھی خطیب کا ثانی نہیں ملتا اور نہ ہی ان کے بعد کوئی اس عظیم رتبے پر فائز ہوا ہے۔“

۲۔ مشہور فقیہ ابواسحاق ابراہیم شیرازی (متوفی ۴۷۶ھ) آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

۱۔ ابن ماکولا، تہذیب مستمر الأوهام: ۷۷

۲۔ ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، ۵: ۳۵

۳۔ ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ۳: ۱۱۳۷

۴۔ ابن قاضی شہبہ، طبقات الشافعیہ، ۲: ۲۴۱

أبو بكر الخطيب يشبهه بأبي الحسن الدارقطني ونظرائه في معرفة الحديث وحفظه. (۱)

”ابو بکر خطیب بغدادی کو معرفت اور حفظِ حدیث میں ابو الحسن دارقطنی اور ان کے اقران کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے۔“

۳۔ حافظ ابو علی احمد بن محمد بردانی حنبلی (متوفی ۴۹۸ھ) کہتے ہیں:

لعل الخطيب لم ير مثل نفسه. (۲)

”شاید خطیب بغدادی نے اپنے جیسا کوئی نہیں دیکھا۔“

۴۔ حافظ ابو الفتیان عمر بن عبد الکریم (متوفی ۵۰۳ھ) فرماتے ہیں:

كان الحافظ البغدادي أبو بكر إمام هذه الصنعة، ما رأيت مثله. (۳)

”حافظ ابو بکر بغدادی فنِ حدیث میں امام تھے، میں نے ان کی مثل کوئی نہیں دیکھا۔“

حافظ ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی کا ۷ ذوالحجہ ۴۶۳ھ بروز پیر وصال ہوا۔



(۱) ۱۔ ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، ۵: ۳۶

۲۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۸: ۲۷۶

۳۔ سبکی، طبقات الشافعية الكبرى، ۴: ۳۲

(۲) ۱۔ ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، ۵: ۳۵

۲۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۸: ۲۷۶

۳۔ سبکی، طبقات الشافعية الكبرى، ۴: ۳۲

(۳) ۱۔ ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، ۵: ۳۶

۲۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۸: ۲۷۶

۳۔ سبکی، طبقات الشافعية الكبرى، ۴: ۳۲

منگل کے دن آپ کو بغداد میں حضرت بشر حافی کی قبر کے پاس، امام احمد بن حنبل کے قرب میں سپردِ خاک کیا گیا رحمة الله تعالى عليهم أجمعين۔^(۱)

۲۲۔ مسند امام عبد اللہ بن محمد انصاری (متوفی ۲۸۱ھ)

شیخ الاسلام امام ابو اسماعیل عبد اللہ بن محمد بن علی بن محمد انصاری ہرات کے رہنے والے جلیل القدر حافظِ حدیث ہیں۔ آپ حضرت ابو ایوب خالد بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ کی ولادت ۳۹۶ھ میں ہوئی۔ آپ نے امام ترمذی کی ”السنن“ کا سماع عبد الجبار بن محمد الجراحی سے کیا۔ ان کے علاوہ آپ نے مندرجہ ذیل محدثین سے حدیث کا سماع کیا:

۱۔ ابو منصور محمد بن محمد ازدی ۲۔ حافظ ابو الفضل محمد بن احمد جارودی

۳۔ ابو منصور احمد بن ابی العلاء ۴۔ یحییٰ بن عمار سجستانی

۵۔ محمد بن جبریل ماحی ۶۔ حافظ احمد بن علی بن منجویہ

۷۔ ابو سعید محمد بن موسیٰ صیرفی ۸۔ علی بن محمد طرازی

۹۔ قاضی ابو بکر الحیری اور دیگر ائمہ۔

حافظ عبد اللہ بن محمد انصاری سے خلقِ کثیر نے حدیث کا علم حاصل کیا جن میں سے چند حفاظِ حدیث کے نام زیبِ قرطاس ہیں:

۱۔ محمد بن طاہر مقدسی ۲۔ مؤتمن بن احمد ساجی

۳۔ عبد اللہ بن احمد بن سمرقندی ۴۔ ابو الوقت عبداللہ بن عیسیٰ سجری

۵۔ ابو صابر عبد الصبور بن عبد السلام ہروی

۶۔ ابو الفتح عبد الملک کروخی ۷۔ حنبل بن علی بخاری

(۱) ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، ۵: ۳۸-۴۰

۸۔ عبد الجلیل بن ابی سعد المعدل اور دیگر محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ۔^(۱)

امام عبد اللہ انصاریؒ نے بہت سی کتب تصنیف کیں جن میں نمایاں یہ ہیں:

ذم الکلام، الفاروق فی الصفات، مناقب الإمام أحمد، منازل السائرین، الأربعون، اور شرح التعرف لمذهب التصوف للکلاباذی وغیرہا۔

امام ابواسماعیل انصاریؒ نے مسند ابی حنیفہ کو بھی تالیف کیا۔ کتاب ہذا کا تذکرہ حافظ عبد القادر بن ابی الوفا قرشی نے کیا ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب ’الجواهر المضية‘ میں نصر بن سیار کے تعارف میں امام سمعانی کا درج ذیل جملہ لکھا ہے، فرماتے ہیں:

سمعت منه كتاب الأحاديث التي رواها أبو حنيفة رحمہ اللہ جمع عبد الله بن محمد الأنصاري لجده القاضي صاعد بروايته عنه.^(۲)

”میں نے (نصر بن سیار سے) احادیث کی اس کتاب کا بھی سماع کیا جنہیں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے روایت کیا جسے عبد اللہ بن محمد انصاری نے نصر بن سیار کے دادا قاضی صاعد کے لئے جمع کیا کیونکہ یہ ان سے روایت کرتے تھے۔“

حافظ عبد اللہ انصاریؒ کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ امام ابواسماعیلؒ کو تفسیر قرآن میں مہارتِ تامہ حاصل تھی۔ آپ فرمایا کرتے تھے:

إذا ذكرت التفسير، فإنما أذكره من مائة وسبعة تفاسير.^(۳)

(۱) ۱۔ ابن نقطہ حنبلی، التقييد: ۳۲۲-۳۲۳

۲۔ ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ۳: ۱۱۸۳-۱۱۸۵

(۲) قرشی، الجواهر المضية: ۴۱۵

(۳) ۱۔ ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ۳: ۱۱۸۶

”جب میں کسی آیت پر تفسیر کرتا ہوں تو میں اسے ایک سو سات تفاسیر سے بیان کرتا ہوں۔“

۲۔ حافظ مؤمن بن احمد ساجی (متوفی ۵۰۷ھ) نے امام عبد اللہ کے متعلق کہا ہے:

كان آية في لسان التذكير والتصوف، من سلاطين العلماء، سمع ببغداد أبا محمد الخلال وغيره، ويروي في مجالس الوعظ أحاديث بالإسناد، وينهى عن تعليقها عنه، وكان بارعاً في اللغة، حافظاً للحديث. (۱)

”آپ وعظ و نصیحت اور تصوف میں اللہ تعالیٰ کی نشانی تھے، علماء میں آپ کو بادشاہ کا مقام حاصل تھا۔ آپ نے بغداد میں ابو محمد خلال اور دیگر ائمہ سے سماع کیا تھا، آپ مجالس وعظ میں احادیث بالاسناد روایت کرتے اور اسانید کے بغیر حدیث کو بیان کرنے سے منع فرماتے تھے، آپ لغت میں لاجواب اور حافظ حدیث تھے۔“

۳۔ حافظ عبد الغافر بن اسماعیل (متوفی ۵۲۹ھ) فرماتے ہیں:

كان أبو إسماعيل الأنصاري على حظ تام من معرفة العربية والحديث والتواريخ والأنساب، إماماً كاملاً في التفسير، حسن السيرة في التصوف. (۲)

..... ۲۔ سیوطی، طبقات الحفاظ: ۵۸

(۱) ۱۔ ابن نقطہ، التقييد: ۳۲۳

۲۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۸: ۵۰۵

(۲) ۱۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۸: ۵۱۳

۲۔ أيضاً، تذكرة الحفاظ، ۳: ۱۱۸۹

”ابو اسماعیل انصاری کو عربی لغت، حدیث، تواریخ اور انساب میں کامل دسترس حاصل تھی، آپ تفسیر میں امام کامل تھے اور تصوف میں بے داغ سیرت کے مالک تھے۔“

۴۔ شیخ الاسلام حافظ ابو القاسم اسماعیل بن محمد (متوفی ۵۳۵ھ) نے امام عبداللہ انصاری کو ’امام اور حافظ حدیث‘ کے القاب سے ذکر کیا ہے۔^(۱)

۵۔ حافظ ابو النضر عبدالرحمان قاسمی (متوفی ۵۴۶ھ) فرماتے ہیں:

كان شيخ الإسلام أبو إسماعيل بكر الزمان، وواسطة عقد المعاني، وصوره الإقبال في فنون الفضائل وأنواع المحاسن.^(۲)

”شیخ الاسلام ابو اسماعیل یگانہ روزگار، معانی و مفاہیم کی ترتیب و تبویب کا ذریعہ اور فضائل و محاسن کے فنون و انواع میں بلند رتبہ رکھتے تھے۔“

✽ امام ابو عبداللہ حسین بن محمد بن حسین ہروی کے مطابق ناصر السنۃ امام ابو اسماعیل عبداللہ بن محمد انصاری نے بروز جمعۃ المبارک عشاء کے وقت ۲۲ ذوالحجہ ۴۸۱ھ میں وصال فرمایا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔^(۳)

..... ۳۔ سیوطی، طبقات المفسرین: ۵۷

(۱) ۱۔ ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ۳: ۱۸۹

۲۔ ایضاً، سیر أعلام النبلاء، ۱۸: ۵۱۳

(۲) ۱۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۸: ۵۱۰

۲۔ ایضاً، تذکرۃ الحفاظ، ۳: ۱۸۳

(۳) ابن نقطہ، التقييد: ۳۲۳

۲۳۔ مسند امام حسینؑ بن محمد بن خسر و بلخی (متوفی ۵۲۲ھ)

امام ابو عبد اللہ حسین بن محمد بن خسر و بلخی بغداد کے بلند پایہ محدث اور ممتاز عالم ہیں۔ آپ نے بھی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کو جمع کیا۔ امام ابن خسر نے کثیر محدثین سے علم حدیث حاصل کیا، ان میں سے چند نام درج ذیل ہیں:

- ۱۔ ابو عبد اللہ محمد بن ابی نصر حمیدی ۲۔ ابو عبد اللہ مالک بن احمد بانیاسی
- ۳۔ ابو الغنائم محمد بن ابی عثمان ۴۔ ابو الحسن علی بن محمد انباری
- ۵۔ ابو یوسف عبد السلام ۶۔ ابو محمد قزوینی
- ۷۔ علی بن حسین بن قریش ۸۔ ابو الحسن علی بن احمد بزاز
- ۹۔ ابو شجاع فارس بن حسین ۱۰۔ طراد بن محمد زینی
- ۱۱۔ عبد الواحد بن فہد اور دیگر ائمہ۔

امام ابن خسر کے مندرجہ ذیل دو شاگردوں کے نام پتہ چل سکے ہیں:

- ۱۔ حافظ ابو الفراج عبد الرحمن بن علی ابن الجوزی
- ۲۔ حافظ ابو القاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ ابن عساکر رحمہم اللہ تعالیٰ (۱)

۱۔ حافظ ابو عبد اللہ ابن نجارؒ نے تصریح کی ہے کہ ابن خسرؒ نے امام ابو حنیفہ کی مسند کو جمع کیا ہے۔ (۲)

(۱) ۱۔ خوارزمی، جامع المسانید، ۲: ۴۳۴

۲۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۹: ۵۹۲

۳۔ عسقلانی، لسان المیزان، ۲: ۳۱۲

(۲) خوارزمی، جامع المسانید، ۲: ۴۳۵

۲۔ امام خوارزمیؒ نے اپنے تین شیوخ کے ذریعے متصل طرق سے مسند ابنِ خسرو کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ تین شیوخ یہ ہیں: صدرِ کبیر محی الدین ابو محمد یوسف بن عبد الرحمن بن علی جوزی، ابو محمد ابراہیم بن محمود بن سالم اور ابو عبد اللہ محمد بن علی بن بقاء۔

۳۔ حافظ ذہبیؒ نے بھی امام ابنِ خسرو کی مسندِ امامِ اعظم کو جمع کرنے کا ذکر کیا ہے۔^(۱)

۴۔ امام عبد القادر بن ابی الوفا قرشی نے بھی امام ابنِ خسرو کے مسندِ ابی حنیفہ کو جمع کرنے کا ذکر کیا ہے۔^(۲)

۵۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی زبانی مسند ابنِ خسرو کا تذکرہ سنئے، فرماتے ہیں:

قد وقفت علی مصنف للحافظ أبي عبد الله محمد بن علي بن حمزة الحسيني الدمشقي سماه "التذكرة برجال العشرة" ضم إلى من في "تهذيب الكمال" لشيخه المزي من في الكتب الأربعة وهي المؤطأ ومسند الشافعي ومسند أحمد والمسند الذي خرجه الحسين بن محمد بن خسرو من حديث الإمام أبي حنيفة.^(۳)

”مجھے حافظ ابو عبد اللہ محمد بن علی بن حمزہ حسینی دمشقی کی تصنیف ”التذکرۃ برجال العشرة“ دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ اس میں انہوں نے اپنے شیخ مزی کی کتاب ”تہذیب الکمال“ میں موجود (صحاح ستہ) کے رُواة کو مزید چار کتب میں موجود راویانِ حدیث کے ساتھ ملا دیا ہے۔ وہ چار کتب یہ ہیں:

(۱) ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۹: ۵۹۲

(۲) قرشی، الجواهر المضية: ۱۳۳

(۳) عسقلانی، تعجیل المنفعة: ۲

موطاً مالک، مسند شافعی، مسند احمد اور وہ مسند جس میں حسین بن محمد بن خسرو نے امام ابو حنیفہ سے مروی احادیث کی تخریج کی ہے۔“

۶۔ حافظ ابن حجر عسقلانی ہی نے مسانید امام اعظم پر تبصرہ کرتے ہوئے مسند ابن خسرو کا یوں نمایاں تذکرہ کیا ہے:

أما الذي اعتمد الحسيني على تخریج رجاله فهو بن خسرو كما قدمت وهو متأخر، وفي كتابه زيادات على ما في كتابي الحارثي وابن المقرئ. (۱)

”جس مسند پر حسینی نے رجال کی تخریج کے لحاظ سے اعتماد کیا ہے وہ ابن خسرو کی ہے جیسا کہ میں نے پہلے درج کیا اور وہ بعد کے محدث ہیں۔ ان کی کتاب میں حارثی اور ابن المقرئ کی کتابوں کی نسبت زیادہ احادیث ہیں۔“

۷۔ امام محمد بن یوسف صالحی شامی نے اپنے شیوخ ابو الفضل بن ابی بکر شافعی اور ابو فارس عبد العزیز بن عمر بن محمد ہاشمی کے طرق سے متصل اسناد کے ساتھ ”دسویں مسند“ امام ابن خسرو کی ہی ذکر کی ہے۔ (۲)

امام ابن خسرو کا علمی مقام و مرتبہ

ائمہ عظام نے امام ابن خسرو کے علمی مقام پر لب کشائی کی ہے جس کے نظائر ذیل میں ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں۔

۱۔ حافظ ابو عبد اللہ محمد ابن نجار (متوفی ۶۴۳ھ) نے اپنی ”تاریخ“ میں امام ابن خسرو کے تعارف میں لکھا ہے:

(۱) عسقلانی، تعجیل المنفعة: ۶

(۲) صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۲۸-۳۲۹

أبو عبد الله السمسار الحنفي مفيد أهل بغداد في وقته. (۱)

”ابو عبد اللہ السمسار حنفی اپنے دور میں اہل بغداد کی نامور شخصیت تھے۔“

۲۔ حافظ ابن نجار نے ہی امام ابن خسرؤ کے متعلق فرمایا ہے:

وبالغ في الطلب حتى سمع من طبقة دون هؤلاء، وكتب الكثير

من الكتب لنفسه ولغيره، وكان مفيدًا للغرباء. (۲)

”آپ نے طلبِ حدیث میں اُن تھک محنت کی حتی کہ ان (اکابر محدثین جن کے نام اوپر درج کیے جا چکے ہیں) کے علاوہ نچلے طبقہ سے بھی سماع کیا، آپ نے اپنی اور دوسروں کی کثیر کتب لکھیں، آپ غریب الدیار طلباء کے لئے بہت مفید تھے۔“

۳۔ امام الجرح والتعديل حافظ ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) نے امام ابن خسرؤ کو

”محدث مکثر“ (کثرت سے احادیث بیان کرنے والا) لقب سے یاد کیا ہے۔ (۳)

۴۔ امام قاسم بن قطلوبغا (متوفی ۸۷۹ھ) آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

كان مفيد أهل بغداد، ومحدث وقته. (۴)

”آپ اہل بغداد کی مشہور شخصیت اور اپنے دور کے عظیم محدث تھے۔“

حافظ عبد القادر بن ابی الوفا قرشی کے مطابق امام ابن خسرؤ کا ۵۲۲ھ میں وصال

ہوا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ (۵)

(۱) خوارزمی، جامع المسانید، ۲: ۴۳۴

(۲) خوارزمی، جامع المسانید، ۲: ۴۳۵

(۳) ذہبی، میزان الاعتدال، ۲: ۳۰۵

(۴) ابن قطلوبغا، تاج التراجم: ۱۶۱

(۵) قرشی، الجواهر المضية: ۱۴۳

۲۴۔ مسند امام محمد بن عبد الباقی انصاری (متوفی ۵۳۵ھ)

امام ابو بکر محمد بن عبد الباقی بن محمد بن عبد اللہ خزرجی سلمیٰ انصاری بغدادی حنبلی بزار، مرستان کے مشہور قاضی ہیں۔ ماہ صفر ۴۴۲ھ میں آپ کی ولادت ہوئی۔

امام محمد بن عبد الباقی انصاری نے درج ذیل ائمہ حدیث سے سماعت حدیث کی:

- ۱۔ ابواسحاق برکی
- ۲۔ علی بن عیسیٰ باقلانی
- ۳۔ ابو محمد حسن بن علی جوہری
- ۴۔ قاضی ابو الطیب طبری
- ۵۔ عمر بن حسین خفاف
- ۶۔ ابو حسین بن حسن بن نسی
- ۷۔ علی بن عمر برکی
- ۸۔ قاضی ابو یعلیٰ بن فراء
- ۹۔ محمد بن وشاح زینی
- ۱۰۔ علی بن شیخ ابو طالب مکی
- ۱۱۔ ابو الفضل بہتہ اللہ بن احمد بن مأمون
- ۱۲۔ خدیجہ بنت محمد شاہجانیہ

قاضی ابو بکر انصاری سے اجل ائمہ نے حدیث روایت کی ہے جن میں سے چند نام درج ذیل ہیں:

- ۱۔ ابوسعید عبدالکریم بن محمد سمعانی
- ۲۔ ابن ناصر
- ۳۔ ابو القاسم علی ابن عساکر
- ۴۔ ابو الفرج عبد الرحمن ابن الجوزی
- ۵۔ ابو موسیٰ مدینی
- ۶۔ عبد اللہ بن مسلم بن جوالق
- ۷۔ مکرم بن بہتہ اللہ الصوفی
- ۸۔ سعید بن عطف
- ۹۔ علی بن محمد بن یعیش انباری
- ۱۰۔ عبد اللہ بن مظفر بن البواب

۱۱۔ عمر بن طبرزد

۱۲۔ احمد بن یحییٰ الدیلمی رحمہم اللہ تعالیٰ (۱)

۱۔ صاحب جامع المسانید امام محمد بن محمود خوارزمی (متوفی ۶۶۵ھ) نے اپنے چار مشائخ تاج الدین احمد بن ابی الحسن العربی، ابو محمد ابراہیم بن محمود بن سالم، ابو محمد یوسف بن عبد الرحمن بن علی بن الجوزی اور ابو عبد اللہ محمد بن علی بن بقاء کے طریق سے متصل اسناد کے ساتھ قاضی ابو بکر کی مسند امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کیا ہے۔ (۲)

۲۔ امام محمد بن یوسف صالحی شامی (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی اپنے شیخ ابو الفضل عبد الرحیم بن محمد الاذواجی کے طریق سے متصل سند کے ساتھ قاضی ابو بکر انصاری کی مسند ابی حنیفہ کو بیان کیا ہے۔ (۳)

۳۔ حاجی خلیفہ (م ۱۰۶۷ھ) نے بھی قاضی ابو بکر کی مسند ابی حنیفہ کا ذکر کیا ہے۔ (۴)

۴۔ علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ) نے بھی قاضی صاحب کی مسند کو شمار کیا ہے۔ (۵)

قاضی محمد بن عبد الباقی انصاری کا علمی مقام و مرتبہ

ائمہ کرام نے قاضی محمد بن عبد الباقی انصاری کے بلند پایہ علمی مقام و مرتبہ کا اظہار درج ذیل الفاظ میں کیا ہے۔

(۱) ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۲۰: ۲۳-۲۵

(۲) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۷۲

(۳) صالحی شامی، عقود الجمان، ۳۲۵

(۴) حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ۲: ۱۶۸۱

(۵) مرتضیٰ زبیدی، عقود الجواهر المنیفة، ۱: ۶

- ۱۔ امام ابو القاسم ابن السمرقندی (متوفی ۵۳۶ھ) بار بار قاضی ابو بکرؒ کی تعریف کرتے ہوئے کہتے تھے: ما بقی مثله ”اُن جیسا اب کوئی نہیں رہا۔“ (۱)
- ۲۔ محدث بغداد حافظ ابنِ شافع (متوفی ۵۶۵ھ) نے اپنی تاریخ میں قاضی صاحب کے بارے میں لکھا ہے:

وهو شيخ أهل العلم، وأسند من على وجه الأرض، وأسن عالم نعرفه. (۲)

”آپ تمام اہل علم کے شیخ ہیں، پوری روئے زمین پر بسنے والوں میں سب سے بڑی سند ہیں اور ہمارے علم کے لحاظ سے آپ (اپنے زمانے کے) سب سے سن رسیدہ عالم ہیں۔“

- ۳۔ امام ابنِ جوزی (متوفی ۵۹۹ھ) اپنے شیخ قاضی ابو بکرؒ انصاری کی خدمت میں یوں نذرانہ پیش کرتے ہیں:

قراءت عليه الكثير، وكان ثقةً، فهماً، حجةً، متفنناً. (۳)

”میں نے ان کے سامنے کثیر احادیث پڑھیں، آپ (حدیث میں) ثقہ، ذکی، حجت اور ماہر تھے۔“

- ۴۔ شیخ الاسلام امام ابو موسیٰ مدینی (متوفی ۵۸۱ھ) بیان کرتے ہیں:

كان إماماً في فنون، وكان يقول: حفظت القرآن وأنا ابن سبع،

(۱) عسقلانی، لسان المیزان، ۲۴۲: ۵

(۲) ابن نقطہ، التقييد لمعرفة رواة السنن والمسانيد: ۸۲

(۳) ذہبی، سير أعلام النبلاء، ۲۶: ۲۰

وما من علم إلا وقد نظرت فيه، وحصلت منه الكل أو البعض. (۱)

”قاضی ابن عبد الباقی ہر فن مولا تھے، وہ خود فرماتے تھے: میں نے سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا، میں نے ہر علم پر نگاہ ڈالی اور اسے مکمل یا کچھ حاصل کیا۔“

۵۔ امام ابوالمظفر عبد الرحیم ابن سمعانی (متوفی ۶۱۷ھ) نے قاضی محمد بن عبد الباقی کے علمی مقام کو یوں اجاگر کیا ہے:

عارف بالعلوم، متفنن الکلام، حلو المنطق، ملیح المجاورة، ما رأيت أجمع للفنون منه، نظر في كل علم، وسمعته يقول: ندمت في علم تعلمته إلا الحديث وعلمه. (۲)

”آپ علوم کے شناسا، کلام کرنے میں ماہر، بولنے میں شیریں اور گفتگو کرنے میں شائستہ و عمدہ تھے۔ میں نے ان کے علاوہ کسی کو نہیں دیکھا کہ تمام فنون ایک ذات میں جمع ہوں، ان کی ہر علم میں نگاہ تھی اور میں نے انہیں (حدیث سے حد درجہ قلبی لگاؤ کی وجہ سے) یہ کہتے ہوئے سنا: مجھے حدیث اور علم حدیث کے حصول کے علاوہ ہر علم کی تحصیل پر ندامت ہے۔“

۶۔ امام ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) نے قاضی محمد بن عبد الباقی کے بارے میں لکھا ہے:

روی الكثير، وشارك في الفضائل، وانتهى إليه علو الإسناد،

(۱) ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۲۰: ۲۶

(۲) ۱۔ ابن مفلح، المقصد الأرشد، ۲: ۴۴۴

۲۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۲۰: ۲۷

۳۔ ابن عماد، شذرات الذهب، ۴: ۱۰۸

وحدّث و هو ابن عشرين سنة في حياة الخطيب. (۱)

”انہوں نے بہت سی احادیث روایت کی ہیں، فضائل میں محدّثین کے شریک کار رہے ہیں، ان پر عالی اسناد کی انتہاء ہوئی اور انہوں نے بیس سال کی عمر میں خطیب بغدادی کی زندگی میں ہی حدیث بیان کی۔“

۷۔ حافظ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) نے قاضی ابوبکر انصاری کو یوں خراج عقیدت پیش کیا ہے:

مشہور معمر، عالی الإسناد، ہو آخر من كان بينه وبين النبي ﷺ
ستّة رجال ثقات مع اتصال السماع على شرط الصحيح. (۲)

”آپ عمر رسیدہ مشہور بزرگ ہیں، عالی اسناد سے حدیث بیان کرتے ہیں، اتصالِ سماع کی شرط صحیح کے ساتھ آپ ہی وہ آخری محدّث ہیں کہ آپ کے اور حضور نبی اکرم ﷺ کے درمیان صرف چھ ثقہ راوی ہیں۔“

امام ابن شافع کے مطابق بروز بدھ دو یا تین رجب ۵۳۵ھ میں قاضی ابوبکر کا وصال ہوا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ (۳)

۲۵۔ مسند امام ابن عساکر دمشقی (متوفی ۵۷۱ھ)

محدّثِ شام، فخرِ الائمۃ، ثقہ الدین امام ابو القاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ بن عبد اللہ شافعی المعروف ”ابن عساکر“ دمشق کے بلند پایہ حافظ حدیث ہیں۔ آپ مشہور عالم ”تاریخ مدینۃ دمشق“ اور دیگر بہت سے کتب کے مصنف ہیں۔ آپ ۴۹۹ھ کے

(۱) ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۲۵: ۲۰

(۲) عسقلانی، لسان المیزان، ۲۴۱: ۵

(۳) ابن قطه، التقييد لمعرفة رواة السنن والمسانيد: ۸۲

اوائل میں پیدا ہوئے اور آپ نے سات سال کی کم عمری میں ہی اپنے والد اور اپنے بھائی امام ضیاء الدین ھبۃ اللہ کے کہنے پر پہلی بار حدیث کا سماع کیا۔

حافظ ابن عساکر نے دمشق، بغداد، کوفہ، نیشاپور، اصبہان، مرو، ہرات، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ جیسے مراکزِ علم میں اکابر شیوخ حدیث سے علم حدیث حاصل کیا۔ آپ کے شیوخ کی تعداد ۱۳۰۰ تک ہے ان میں ۸۰ سے زیادہ خواتین ہیں۔ آپ کے بعض اساتذہ کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ ابوالقاسم نسیب ۲۔ سلیم بن قیراط

۳۔ ابوطاہر حنائی ۴۔ ابوالقاسم بن حصین

۵۔ ابوالحسن دینوری ۶۔ ابو العز بن کادش

۷۔ عبد اللہ بن محمد غزال ۸۔ ابو عبد اللہ فراوی

۹۔ حسین بن عبد الملک خلال ۱۰۔ یوسف بن ایوب ہمدانی

۱۱۔ تیم بن ابی سعید جرجانی ۱۲۔ عبد الخلاق بن عبد الواسع ہروی

حافظ ابن عساکر سے اطراف و اکناف عالم سے محدثین نے حدیث کا سماع کیا جن میں سے چند نام درج کیے جاتے ہیں:

۱۔ آپ کا بیٹا قاسم ۲۔ حافظ ابوالعلاء عطار

۳۔ حافظ ابوسعید سمعانی ۴۔ معمر بن فاخر

۵۔ امام ابو جعفر قرطبی ۶۔ حافظ ابو المواہب بن صصری

۷۔ قاضی دمشق ابوالقاسم بن حرستانی

۸۔ حافظ عبد القادر رہاوی ۹۔ مفتی فخر الدین عبد الرحمان بن عساکر

۱۰۔ یونس بن محمد فاروقی ۱۱۔ قاضی ابونصر بن شیرازی رحمہم اللہ تعالیٰ (۱)

حافظ علی بن حسن ابن عساکر بے حساب کتب کے مصنف ہیں جن میں سے چند کے نام یہ ہیں:

تاریخ مدینة دمشق، موافقات، الأطراف الأربعة، عوالی مالک، المعجم، فضل أصحاب الحديث، تبیین کذب المفتري، فضل عاشوراء، فضل مکة، فضل المدينة.

۱۔ امام الجرح والتعديل حافظ شمس الدین ذہبیؒ نے امام ابن عساکر کی کتب میں ”مسند ابی حنیفہ“ کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ (۲)

۲۔ عربی لغت و ادب کے ماہر یاقوتؒ بن عبد اللہ حموی (متوفی ۶۲۶ھ) نے معجم الأدباء (۴: ۲۴) اور علامہ صلاح الدین خلیلؒ صفدی (متوفی ۷۴۳ھ) نے الوافی بالوفیات (۲۰: ۲۱۹) میں امام ابن عساکرؒ کی ”مسند ابی حنیفہ“ کو درج کیا ہے۔

۳۔ حافظ ابن عساکرؒ کی تاریخ دمشق الکبیر، مطبوع دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۱ء میں صفحہ نمبر ۱۱ پر امام ابن عساکر کے تعارف میں بھی ان کی ”مسند ابی حنیفہ“ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

حافظ ابن عساکرؒ کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ حافظ ابن عساکر کے شیخ کی زبانی ان کا مقام سنئے۔ حافظ صاحب خود بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے استاذ ابوالفتح مختار بن عبد الحمید کے پاس پڑھ رہا تھا تو وہ لوگوں کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے فرمانے لگے:

(۱) ۱۔ ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ۴: ۱۳۲۸-۱۳۲۹

۲۔ ایضاً، سیر أعلام النبلاء، ۲۰: ۵۵۴-۵۵۷

(۲) ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۲۰: ۵۶۱

قدم علينا أبو علي بن الوزير، فقلنا: ما رأينا مثله، ثم قدم علينا أبو سعد السمعاني، فقلنا: ما رأينا مثله، حتى قدم علينا هذا، فلم نر مثله. (۱)

”ہمارے ہاں (محدث) ابوعلی بن وزیر آئے تو ہم نے کہا کہ ہم نے ان کی مثل کوئی نہیں دیکھا، پھر ہمارے پاس ابو سعد سمعانی آئے تو ہم نے کہا: ہم نے ان جیسا کوئی نہیں دیکھا، یہاں تک کہ اب ہمارے پاس یہ نوجوان (یعنی ابن عساکر) آیا ہے تو ہم نے اس کی مثل بھی کوئی نہیں دیکھا۔“

۲۔ آپ کے شاگرد رشید حافظ ابو سعد عبد الکریم سمعانی (متوفی ۵۶۲ھ) اپنے استاذ کے متعلق فرماتے ہیں:

أبو القاسم حافظ، ثقة، متقن، دين، خير، حسن السمات، جمع بين معرفة المتن والإسناد، وكان كثير العلم، غزير الفضل، صحيح القراءة، مثبِتاً، رحل وتعب وبالع في الطلب، وجمع ما لم يجمعه غيره، وأرَبى على القرآن. (۲)

”ابو القاسم حافظ حدیث، ثقہ، متقن، دیندار، نیکوکار اور کریمانہ اخلاق کے مالک

(۱) ۱۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۲۰: ۵۶۳

۲۔ أيضاً، تذكرة الحفاظ، ۴: ۱۳۳۱

۳۔ تاج الدين سبکی، طبقات الشافعية الكبرى، ۷: ۲۱۷

(۲) ۱۔ ذہبی، تذكرة الحفاظ، ۴: ۱۳۳۰

۲۔ أيضاً، سیر أعلام النبلاء، ۲۰: ۵۶۷

۳۔ ابن قاضي شهبة، طبقات الشافعية، ۲: ۱۳-۱۲

۴۔ ابن عماد حنبلي، شذرات الذهب، ۴: ۲۳۹

ہیں۔ حدیث کے متن و اسناد کی معرفت رکھتے تھے، آپ علم و فضل میں بے نظیر اور بے مثال تھے، بڑی صحیح قرأت کرتے تھے، ثبت تھے، آپ نے حصول علم کے لئے سفر کیا اور مقصد کو پانے کے لئے انتہائی جدوجہد کی، آپ نے اتنا علم جمع کیا جتنا اور کوئی بھی نہ کر سکا، جس کی وجہ سے آپ اپنے معاصرین پر سبقت لے گئے۔“

۳۔ ابو الحسن سعد الخیر فرماتے ہیں:

ما رأيت في سنن أبي القاسم الحافظ مثله. (۱)

”میں نے حافظ ابو القاسم کے زمانے میں ان جیسا کوئی نہیں دیکھا۔“

۴۔ حافظ ابو العلاء ہمدانی (متوفی ۵۶۹ھ) سے ان کے ایک شاگرد نے طلب علم کے لئے سفر کی اجازت چاہی تو آپ نے اس سے فرمایا:

إن عرفت أستاذًا أعلم مني أو في الفضل مثلي فحينئذ آذن إليك أن تسافر إليه اللهم، إلا أن تسافر إلى الحافظ ابن عساكر فإنه حافظ كما يجب. (۲)

”اگر تمہیں کسی ایسے استاذ کا پتہ ہے جو علم میں مجھ سے بڑھ کر ہے یا فضیلت میں مجھ جیسا ہے تو پھر میں تمہیں برضا اس کی طرف سفر کرنے کی اجازت دیتا

(۱) ۱۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۲۰: ۵۶۳

۲۔ أيضًا، تذكرة الحفاظ، ۴: ۱۳۳۱

(۲) ۱۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۲۰: ۵۶۳

۲۔ أيضًا، تذكرة الحفاظ، ۴: ۱۳۳۱

۳۔ سبکی، طبقات الشافعية الكبرى، ۷: ۲۱۸

۴۔ سیوطی، طبقات الحفاظ، ۶: ۴۷۶

ہوں، ہاں اگر تم سفر کر کے حافظ ابن عساکر کے پاس جانا چاہو تو (میری طرف سے) اجازت ہے کیونکہ وہ ایسے حافظِ حدیث ہیں جیسا ہونا چاہیے۔“

۵۔ حافظ ابو العلاء حسن بن احمد عطار ہمدانی ہی نے ایک مرتبہ حافظ ابو المواہب حسن بن ہبۃ اللہ بن صصری سے کہا:

أنا أعلم أنه لا يساجل الحافظ أبا القاسم في شأنه أحد. (۱)

”مجھے پتہ ہے کہ کون حدیث میں کوئی شیخ حافظ ابو القاسم کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔“

۶۔ حافظ ابو المواہب بن صصری (۵۸۶ھ) کہتے ہیں کہ ایک دن خلوت میں دورانِ مذاکرہ میں نے (اپنے شیخ) حافظ ابن عساکر سے اُن جلیل القدر حفاظِ حدیث کے متعلق پوچھا جن سے وہ ملے تھے۔ آپ نے فرمایا: بغداد میں ابو عامر عبدی ہیں، اصہبان میں ابونصر یونارتی ہیں لیکن حافظ اسماعیل بن محمد زیادہ مشہور تھے۔ اس پر میں نے کہا:

فعلى هذا، ما كان رأى سيدنا مثل نفسه، قال: لا تقل هذا، قال الله تعالى: ”لا تزكوا أنفسكم.“ قلت: فقد قال الله تعالى: ”أما بنعمة ربك فحدث“ فقال: لو قال قائل: إن عيني لم تر مثلي، لصدق، ثم قال أبو المواهب: وأنا أقول: لم أر مثله. (۲)

”اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے سید و سردار (یعنی ابن عساکر) نے اپنے جیسا

(۱) ۱۔ یاقوت حموی، معجم الأدباء، ۴: ۴۵

۲۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۲۰: ۵۶۴

۳۔ سیوطی، طبقات الحفاظ: ۴۷۶

(۲) ۱۔ ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ۴: ۱۳۳۲

۲۔ سبکی، طبقات الشافعية الكبرى، ۷: ۲۲۱، ۲۲۲

۳۔ سیوطی، طبقات الحفاظ: ۴۷۶

کوئی نہیں دیکھا، آپ نے فرمایا: ایسا نہ کہو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”تم اپنے آپ کو بڑا پاک و صاف مت جتایا کرو۔“ [القرآن، النجم، ۵۳: ۳۲] میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ نے تو یہ بھی فرمایا ہے: ”اپنے رب کی نعمتوں کا تذکرہ کریں“ [القرآن، الضحیٰ، ۹۳: ۱۱] آپ نے فرمایا: اگر کوئی کہنے والا کہے کہ میری آنکھوں نے مجھ جیسا کوئی نہیں دیکھا تو اس نے ضرور سچ کہا، پھر ابوالمواہب نے کہا کہ میں کہتا ہوں: میں نے ان کی مثل کوئی نہیں دیکھا۔“

۷۔ محدث جزیرہ حافظ عبد القادر بن عبد اللہ راہوی (متوفی ۶۱۲ھ) فرماتے ہیں:

ما رأيت أحفظ من ابن عساكر. (۱)

”میں نے ابن عساكر سے بڑا حافظ حدیث کوئی نہیں دیکھا۔“

۸۔ حافظ ابن نجار (متوفی ۶۴۳ھ) نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے:

أبو القاسم إمام المحدثين في وقته، انتهت إليه الرياسة في الحفظ والإتقان والثقة والمعرفة التامة، وبه ختم هذا الشأن. (۲)

ابو القاسم اپنے زمانہ میں محدثین کے امام تھے، حفظ و اتقان اور ثقاہت و معرفت تامہ کی ان پر انتہاء تھی، علم حدیث کا فن ان پر ختم ہو گیا۔“

مذکورہ بالا ائمہ کے اقوال و احوال سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی کہ امام ابن عساكر کا علم حدیث میں اعلیٰ اور ارفع درجہ تھا۔ آج کل بعض کج فہم اور ناقص علم رکھنے

(۱) ۱۔ ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ۴: ۱۳۳۳

(۲) ۱۔ ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ۴: ۱۳۳۳

۲۔ یافعی، مرآة الجنان، ۳: ۳۹۶

۳۔ سبکی، طبقات الشافعية الكبرى، ۴: ۲۱۸

۴۔ سیوطی، طبقات الحفاظ، ۴: ۴۷۷

والے لوگ ان کی حدیث دانی پر بے جا تنقید کرتے ہیں اور انہیں ضعیف فی الحدیث اور کاذب ثابت کرنے کی نا تمام کوشش کرتے ہیں۔ درحقیقت حافظ ابن عساکر اوثق، اصدق، اور اثبت مقام پر فائز تھے۔ یہ امام اعظم ابو حنیفہ کے محدث بے بدل اور حافظ بے نظیر ہونے کی دلیل بے مثال بھی ہے کہ ابن عساکر جیسے اجل امام الحدیث ان کی مسند کو تالیف کرتے ہیں۔

✽ حافظ ابن عساکر کا ۱۱ رجب ۵۵۵ھ میں وصال ہوا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔^(۱)

۲۶۔ مسند امام علی بن احمد رازی (متوفی ۵۹۸ھ)

امام علی بن احمد بن کی رازی کا لقب حسام الدین ہے۔ آپ مشہور حنفی فقیہ ہیں۔ آپ نے دمشق میں سکونت اختیار کی اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔

ابن عدیم کہتے ہیں کہ آپ سے آپ کے چچا ابو غانم اور ایک جماعت نے علم فقہ حاصل کیا جبکہ جلیل القدر فقیہ عمر بن بدر موصلی نے آپ سے حدیث کا سماع کیا۔^(۲)

ترکی کے نامور فاضل پروفیسر فواد سیزگین نے اپنی کتاب ”تاریخ التراث العربی“ میں امام اعظم کی مسانید کا تذکرہ کرتے ہوئے آٹھویں مسند کے متعلق لکھا ہے:

عن حسام الدین علی بن أحمد بن مکي الرازي (المتوفى

۵۹۸ھ/ ۱۲۰۱م، انظر بروکلمان ملحق ۱/ ۶۴۹)، سراى، أحمد

الثالث ۳۶۴ (۱۵۸ ورقة، ۸۳۸ھ، أنظر: فهرس ۲: ۱۰۴).^(۳)

(۱) ۱۔ ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ۴: ۱۳۳۳

۲۔ سیوطی، طبقات الحفاظ، ۴۷۷

(۲) قرشی، الجواهر المضية: ۲۳۰

(۳) فواد سیزگین، تاریخ التراث العربی، ۳: ۴۳

”یہ مسند حسام الدین علی بن احمد بن مکی رازی (متوفی ۵۹۸ھ/۱۲۰۱ء) سے مروی ہے، بروکلیمان کا ضمیمہ نمبر ۶۴۹/۱ دیکھیں۔ سرای احمد الثالث کے مکتبہ کا نمبر ۳۶۴ ہے، (۱۵۸ اور اق، ۸۳۸ھ، فہرست دیکھیے: ۲: ۱۰۴)۔“

امام علی بن احمد کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ حافظ ابن عساکر^(۱) (متوفی ۵۷۱ھ) ان کے متعلق لکھتے ہیں:

تفقہ بما وراء النهر، وقدم دمشق وسكنها، وكان يدرّس في المدرسة الصادرة، ويفتي على مذهب أبي حنيفة، ويشهد وينظر في مسائل الخلاف.^(۱)

”آپ نے ماوراء النهر (کے فقیہ حضرات) سے علم فقہ حاصل کیا، بعد ازاں آپ دمشق تشریف لائے اور وہیں سکونت اختیار کی، آپ مدرسہ صادر یہ میں تدریس کا فریضہ سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ امام ابوحنیفہ کے مذہب پر فتویٰ دیتے اور شواہد لاتے تھے نیز اختلافی مسائل میں مناظرہ بھی کرتے تھے۔“

۲۔ حافظ عبدالقادر قرشی^(۲) (متوفی ۷۷۵ھ) آپ کے علمی مقام پر لکھتے ہیں:

وضع كتاباً نفيساً على مختصر القدوري، سماه 'خلاصة الدلائل في تنقيح المسائل'، وهو كتابي الذي حفظته في الفقه، وخرجت أحاديثه في مجلد ضخّم، ووضعت عليه شرحاً.^(۲)

”آپ نے مختصر قدوری پر ”خلاصة الدلائل في تنقيح المسائل“ کے نام سے ایک عمدہ کتاب لکھی، یہ وہ کتاب ہے جس کو میں نے فقہ میں حفظ کیا اور

(۱) ابن عساکر، تاریخ مدینہ دمشق، ۴۳: ۲۵۲

(۲) قرشی، الجواهر المضيئة: ۲۳۰

ایک ضخیم جلد میں اس کی احادیث کی تخریج کی اور اس پر شرح لکھی۔‘

امام علی بن احمد رازی کا وصال ۵۹۸ھ میں ہوا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔^(۱)

۲۷۔ مسند امام ابوعلی البکریؒ (متوفی ۶۵۶ھ)

امام صدر الدین ابوعلی حسن بن محمد بن ابی الفتوح محمد بن محمد بن محمد بن عمروک بن محمد بن عبد اللہ قرشی تبی البکری کا سلسلہ نسب بواسطہ قاسم بن محمد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ آپ پہلے نیشاپور پھر دمشق میں قیام پذیر رہے۔ آپ جلیل القدر محدث اور بلند پایہ عالم ہیں۔ طلب علم میں بہت زیادہ سفر کرنے والے اور کئی کتب کے مصنف ہیں۔ آپ ۵۷۴ھ میں دمشق میں پیدا ہوئے۔

امام ابوعلیؒ نے اطراف و اکناف عالم میں کثیر ائمہ سے اکتساب علم کیا۔ آپ کے چند مشائخ کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ آپ کے نانا ابو حفص میانشی ۲۔ حنبل دمشقی

۳۔ ابن طبرزد ۴۔ مؤید بن محمد طوسی

۵۔ ابو روح عبد المعز بن محمد ۶۔ ابو الفتوح محمد بن الجندی

۷۔ ابو المظفر ابن سمعانی ۸۔ حصہ بنت حمکا

امام ابوعلی بکریؒ سے بھی کثیر محدثین نے علم حدیث حاصل کیا۔ ان میں سے چند نام حسب ذیل ہیں:

۱۔ تقی الدین بن الصلاح ۲۔ ابو عبد اللہ زکی الدین برزالی

۳۔ عبد المؤمن بن خلف دمیاطی ۴۔ ابو المعالی عماد بن بلسی

(۱) قرشی، الجواهر المضية: ۲۳۰

۵۔ بدر بن تیزی

۶۔ ابو بکر بن یوسف حریری

۷۔ ابو عبد اللہ بن زراد

۸۔ تاج الدین احمد بن مزین

۹۔ عبد الحمید بن سلیمان مغربی اور دیگر ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ^(۱)

محدث ابوعلی نے ”أربعی البلدان“ حدیث ”من کذب علی“ کے طرق اور ”ذیل تاریخ دمشق“ جیسی کتب تصنیف کی ہیں۔ آپ کو مسند امام ابی حنیفہؒ کو تالیف کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔

- ۱۔ محدث شام امام محمد بن یوسف صالحی نے اپنے استاذ شیخ الاسلام ابو الفضل بن ابی بکر شافعی کے متصل طریق سے حافظ ابوعلی البکری کی مسند ابی حنیفہ کا ذکر کیا ہے۔^(۲)
- ۲۔ حافظ شمس الدین ابن طولون نے بھی امام ابوعلی کی مسند ابی حنیفہ کو بھی روایت کیا ہے۔^(۳)

امام ابوعلی بکریؒ کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ عمر بن حاجب ان کے متعلق فرماتے ہیں:

كان إماماً، عالماً، لسنّاً، فصيحاً، مليح الشكل، أحد الرّجالين إلّا أنّه كان كثير الدعاوي.^(۴)

”آپ امام، عالم، فصیح و بلیغ، خوبصورت، تحصیل علم کے لئے بے حد سفر کرنے

(۱) ۱۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۲۳: ۳۲۶-۳۲۷

۲۔ أيضاً، تذکرة الحفاظ، ۴: ۱۴۴۴

(۲) صالحی، عقود الجمان: ۳۳۴

(۳) زاهد الکوثری، تأنیب الخطیب: ۱۵۶

(۴) ذہبی، تذکرة الحفاظ، ۴: ۱۴۴۴

والے مگر اکثر بے ثبوت دعوے بھی کرتے تھے۔“

۲۔ زکی الدین برزائی کہتے ہیں:

کان کثیر التخلیط (صحیح اور ضعیف میں بہت خلط ملط کرتے تھے)۔ اس پر امام ذہبی آگے لکھتے ہیں:

ثم فی الآخر صلح حاله. (۱)

”آخر عمر میں ان کی حالت بہتر ہو گئی تھی۔“

حافظ شمس الدین ذہبی نے امام ابوعلی البکریؒ کا ذکر ’تذکرۃ الحفاظ‘ میں اٹھارویں طبقے کے آخر میں کیا ہے۔ انہوں نے اس طبقے کے متعلق لکھا ہے:

وفي هذا الوقت كان عدد كثير من المحدثين والطلبة لهم اعتناء بهذا الشأن، وفيهم من يكتب له الحافظ والإمام، لم أر إيرادهم هنا لقلة بضاعتهم من علم الحديث، فمن أحب الوقوف على أخبارهم فلينظر في تاريخي الكبير. (۲)

”اس دور میں کثیر محدثین اور طالبانِ علم کو علم حدیث سے بے حد دلچسپی تھی۔ ان میں سے بعض کو حافظ اور امام بھی لکھا جاتا تھا لیکن علم حدیث میں ان کو قلیل سرمایہ میسر تھا جس وجہ سے میں نے ان کا یہاں ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ جو شخص اُن کے احوال سے آگاہ ہونا چاہے وہ میری کتاب ”تاریخ کبیر“ ملاحظہ فرمائے۔“

حافظ ذہبی کے اس بیان سے ثابت ہوا کہ امام ابوعلی البکریؒ ان کے معیار

(۱) ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ۴: ۱۴۴۴

(۲) ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ۴: ۱۴۴۳

ثقافت پر پورا اترتے تھے تب ہی انہوں نے آپ کا تذکرہ اس کتاب میں شامل کیا۔

✽ امام ابوعلی البکری وصال سے کئی سال پہلے فالج میں مبتلا ہو گئے۔ پھر آپ مصر چلے گئے اور وہیں آپ نے ۱۱ ذوالحجہ ۶۵۶ھ میں انتقال فرمایا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔^(۱)

۲۸۔ مسند امام شمس الدین سخاوی (متوفی ۹۰۲ھ)

حافظ شمس الدین ابو الخیر محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن ابی بکر بن عثمان بن محمد مؤرخ کبیر اور جلیل القدر محدث ہیں۔ آپ ماہ ربیع الاول ۸۳۱ھ میں قاہرہ مصر کے ایک علاقہ بہاء الدین میں باب الفتوح کے قریب پیدا ہوئے۔ شمالی مصر کے خاندان ’سخا‘ سے تعلق رکھنے کی وجہ سے ’سخاوی‘ کہلاتے ہیں اور شافعی المذہب ہیں۔ آپ نے بچپن میں ہی قرآن مجید حفظ کر لیا اور ماہ رمضان میں نماز تراویح میں سنایا۔

امام سخاوی نے حافظ ابن حجر عسقلانی کے ہاں زانوئے تلمذتہ کیا اور ان سے کثیر سماع کیا۔ ان کے علاوہ آپ نے حافظ بدر الدین عینی، برہان الدین زمزی، تقی الدین ابن فہد، ابو السعادات ابن ظہیرہ و دیگر کثیر محدثین سے علم حدیث حاصل کیا۔^(۲)

۱۔ حافظ شمس الدین سخاوی نے ۲۰۰ سے زائد معرکتہ الآراء کتب تصنیف کیں جن میں سے چند مشہور کتب یہ ہیں:

المقاصد الحسنة في الأحاديث المشتهرة على

الألسنة، الأخبار المكللة في الأحاديث المسلسلة، العناية في

(۱) ۱۔ ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ۴: ۱۴۴۴

۲۔ یافعی، مرآة الجنان، ۴: ۱۳۹

۳۔ ابن عماد، شذرات الذهب، ۵: ۲۷۴

(۲) ابن عماد حنبلی، شذرات الذهب، ۸: ۱۵

شرح الہدایۃ، فتح المغیث بشرح ألفیۃ الحدیث، الضوء اللامع
فی أعیان القرن التاسع، التبر المسبوك فی ذیل السلوك،
التوبیخ لمن ذم أهل التاريخ.

۲۔ حافظ شمس الدین سخاویؒ نے ”الضوء اللامع“ میں بنفس نفیس اپنی تصانیف کا
تذکرہ کیا تو اس میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی احادیث پر مشتمل اپنی کتاب
”التحفة المنیفة فیما وقع له من حدیث الإمام أبی حنیفة“ کو بھی شامل کیا
ہے۔ (۱)

امام سخاویؒ کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ حافظ شمس الدین سخاویؒ نے اپنی تصنیف ’الضوء اللامع‘، ۸: ۲-۳۲ میں خود
اپنی پیدائش سے لے کر ابتدائی تعلیم، اعلیٰ تعلیم، تعلیمی اسفار و میادین اور شیوخ کا تفصیلی
تذکرہ کیا ہے۔ آپ کی یہ خودنوشت آپ کے بلند و بالا علمی رتبہ پر منہ بولتا ثبوت ہے۔
۲۔ امام سخاویؒ نے شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (متوفی ۸۵۲ھ) سے اس قدر
اقتساب فیض کیا کہ انہیں کہنا پڑا:
هو أمثل جماعتي. (۲)

”یہ میرے ہم منصبوں میں سے قریب ترین ہیں۔“
۳۔ امام سخاویؒ کے تلمیذ رشید شیخ جار اللہ بن فہدکی نے آپ کے متعلق فرمایا:
ولقد والله العظيم، لم أر في الحفاظ المتأخرين مثله، ويعلم
ذلك كل من أطلع على مؤلفاته أو شاهده. (۳)

(۱) سخاوی، الضوء اللامع، ۸: ۱۶

(۲) ابن عماد، شذرات الذهب، ۸: ۱۵

(۳) عبد القادر عیدروس، النور السافر: ۲۲

”اللہ رب العزت کی قسم! یہ حقیقت ہے کہ متاخرین حفاظِ حدیث میں سے میں نے ان جیسا کوئی نہیں دیکھا، جس شخص نے بھی ان کی تصانیف کا مطالعہ کیا ہے یا انہیں دیکھا ہے وہ اس بات کو جانتا ہے۔“

۴۔ امام ابنِ عمادِ حنبلیؒ (متوفی ۱۰۸۹ھ) آپ کے علمی مقام پر لکھتے ہیں:

برع في الفقه والعربية والقراءات والحديث والتاريخ، وشارك في الفرائض والحساب والتفسير وأصول الفقه ولميقات وغيرها، وأما مقروآته ومسموعاته فكثيرة جدا لا تكاد تنحصر. وأخذ عن جماعة لا يحصون يزيدون على أربعمائة نفس، وأذن له غير واحد بالافتاء والتدريس والاملاء.^(۱)

”آپ نے فقہ، عربی لغت، قراءت، حدیث اور تاریخ میں مہارت حاصل کی، ان کے علاوہ آپ نے علمِ میراث، حساب، تفسیر، اصولِ فقہ اور میقات وغیرہ کو بھی حاصل کیا۔ آپ نے جو علوم پڑھے یا سنے ان کا احاطہ ناممکن ہے۔ آپ نے جن اساتذہ سے علم حاصل کیا وہ بھی شمار سے باہر ہیں، ان کی تعداد ۴۰۰ سے زائد بنتی ہے۔ آپ کو کئی اساتذہ نے افتاء، تدریس اور املاء کی اجازت دی ہے۔“

امام شمس الدین سخاوی نے مدینہ منورہ میں ۲۸ شعبان ۹۰۲ھ میں وصال فرمایا
رحمة الله تعالى عليهم أجمعين۔^(۲)

(۱) ابن عماد، شذرات الذهب، ۸: ۱۵

(۲) ۱۔ ابن عماد، شذرات الذهب، ۸: ۱۷

۲۔ عمر رضا کحالة، معجم المؤلفين، ۱۰: ۱۵۰

۲۹۔ مسند امام عیسیٰ بن محمد ثعالبی (متوفی ۱۰۸۰ھ)

امام الحرمین الشریفین، عالم المغربین و المشرقین عیسیٰ بن محمد بن محمد بن احمد بن عامر کا لقب ”جار اللہ“ اور کنیت ابو مکتوم و ابو مہدی ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت جعفر بن ابی طالب ؑ سے ملتا ہے، اس لئے جعفری اور ہاشمی کہلاتے ہیں۔ مولد کے اعتبار سے مغربی، اصلاً جزائر کے علاقہ ثعالبہ سے تعلق رکھنے کی بناء پر ثعالبی جبکہ مذہب کے لحاظ سے مالکی ہیں۔ آپ مراکش (مغرب) کے شہر زاوہ میں ۱۰۲۰ھ میں پیدا ہوئے وہیں آپ نے پرورش پائی اور اپنے شہر کے اساتذہ سے عربی لغت، فقہ، منطق، اور قرآن و حدیث کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔

امام ثعالبی نے طلب علم میں کئی علاقوں کا سفر کر کے متعدد مشائخ کے ہاں حاضری دی اور بہت سے علوم حاصل کئے۔ آپ کے چند شیوخ کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ عبدالصادق ۲۔ سعید بن ابراہیم قدورہ جزائری

۳۔ ابو الاضلاع علی بن عبدالواحد سجلماسی انصاری

۴۔ زین العابدین تونسلی ۵۔ عبدالکریم المکونی

۶۔ نور علی الاجھوری ۷۔ قاضی شہاب احمد خفاجی

۸۔ شمس محمد شوبری ۹۔ برہان مامونی

۱۰۔ شیخ سلطان مزاحی ۱۱۔ نور شبراہمسی

۱۲۔ حافظ شمس الدین بابلی شافعی اور دیگر علماء کرام۔

حافظ عیسیٰ ثعالبی سے کثیر احباب نے علمی استفادہ کیا۔ ان میں سے بعض نام درج ذیل ہیں:

۱۔ استاذ کبیر ابراہیم بن حسن کورانی

۲۔ حسن بن علی عجمی ۳۔ احمد بن محمد نخلی

۴۔ سید محمد اشلی باعلوی ۵۔ سید احمد بن ابی بکر

۶۔ عبداللہ طاہر عباسی اور دیگر علماء رحمہم اللہ تعالیٰ (۱)

۱۔ امام ثعالبی صاحب تصانیف کثیرہ ہیں۔ آپ کی چند کتب کے نام یہ ہیں:

تحفة الأکیاس فی حسن الظن بالناس، مشارق الأنوار فی بیان فضل الورع من السنّة وکلام الأخیار، کنز الروایة، رسالة فی مضاعفة ثواب هذه الأمة، منتخب الأسانید، ثبت شیخة محمد بن علاء الدین البابلی.

حافظ ثعالبیؒ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہوا کہ انہوں نے امام اعظم ابو حنیفہؒ کی احادیث کو کتابی شکل میں مرتب کیا۔

۲۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:

”محدث ثعالبی نے امام ابو حنیفہ کی مسند کو تالیف کیا، اس میں وہ متصل اسناد کے ساتھ عنعنہ سے امام ابو حنیفہ تک احادیث لائے ہیں۔ اس سے ان لوگوں کا دعویٰ باطل ہو گیا جو تابعین کے دور میں عدم اتصال سند کا گمان کرتے ہیں۔“ (۲)

۳۔ یہی وہ سبب ہے جس کی وجہ سے امام ثعالبیؒ نے ”مقالید الأسانید“ میں امام

(۱) ۱۔ عصامی مکی، سمط النجوم العوالی، ۴: ۵۱۶

۲۔ محبی، خلاصة الأثر، ۳: ۲۴۰-۲۴۲

۳۔ زرکلی، الأعلام، ۵: ۱۰۸

(۲) شاہ ولی اللہ، إنسان العین فی مشائخ الحرمین: ۶

ابو حنیفہ کے رُواة اور رجال کا تذکرہ کیا ہے۔^(۱)

۴۔ ڈاکٹر فواد سیزگین نے بھی مسانید ابی حنیفہ میں بارہویں مسند 'مسندِ ثعالبی' کو بھی درج کیا ہے۔ وہ اس کے تعارف میں لکھتے ہیں:

عن سید بن عیسیٰ بن محمد الثعالبی (فی القرن الثامن الهجري).

کو بریلی ۴۲۰، (۷۲ ورقہ، فی القرن الثانی عشر الهجري).^(۲)

”یہ مسند سید بن عیسیٰ بن محمد ثعالبی (متوفی آٹھویں صدی ہجری) سے مروی ہے۔ مکتبہ گوبرلی استنبول کا مخطوط نمبر ۴۲۰ ہے (یہ مسند ۷۲ اوراق پر مشتمل ہے، ۱۲ ویں صدی ہجری)۔“

ڈاکٹر فواد کو امام ثعالبی کے سن وفات میں التباس ہوا ہے۔

امام ثعالبیؒ کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ علامہ عبد الملک بن حسین عصامی المکی (متوفی ۱۱۱۱ھ) نے امام ثعالبیؒ کے علمی رتبہ کو درج ذیل القاب سے ذکر کیا ہے:

مولانا وسیدنا ومأوانا وسندنا شیخنا، شیخ الإسلام والمسلمین،
خاتمة الأئمة المحققین، خادم حدیث سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم،
الجامع بین الأصول والفروع، الحافظ لكل متن ومجموع،
الحائز فضیلتی العلم والنسب، الحائز طرفی الکمال الغریزی
والمکتسب، رئیس العلوم، العبقري.^(۳)

(۱) محبی، خلاصة الأثر، ۳: ۲۴۳

(۲) فواد سیزگین، تاریخ التراث العربی، ۳: ۴۴

(۳) عصامی مکی، سمط النجوم العوالی، ۴: ۵۱۶

”ہمارے مولیٰ، ہمارے سید، ہمارے لطا و مأویٰ، ہمارے مرجع، ہمارے شیخ، شیخ الاسلام و المسلمین، (اپنے زمانہ میں) ائمہ محققین کے آخری امام، سید المرسلین ﷺ کی احادیث کے خادم، اصول و فروع کے جامع، ہر متن و مجموعہ حدیث کے حافظ، علم و نسب کی فضیلت کے حامل، اکتسابِ علم اور حصولِ کمال کی انتہا پر فائز، رئیس العلوم اور نابغہ عصر ہیں۔“

۲۔ امام محمدؒ الحنفی (متوفی ۱۱۱ھ) نے حافظ عیسیٰ ثعالبیؒ کو ان الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا ہے:

إمام الحرمين، وعالم المغربين والمشرقين، الإمام، العالم، العامل، الوارع الزاهد، المفنن في كل العلوم الكثير الاحاطة والتحقيق. (۱)

”امام الحرمین، عالم المغربین و المشرقین، امام مطلق، عالم کامل، عاملِ صالح، زہد و ورع کے پیکر، علم و تحقیق کے ہر میدان میں طبع آزمائی کر کے کثیر احاطہ کرنے والے۔“

۳۔ امام ثعالبیؒ کے شیخ برہانؒ مامونی نے آپ کو اجازتِ علمی دیتے ہوئے لکھا ہے:

ما رأی منذ زمان من يماثله بل من يقاربه. (۲)

”انہوں نے کتنے زمانوں سے آپ کی مثل بلکہ منزلتِ علم میں آپ کے قریب تک بھی کوئی نہیں دیکھا۔“

امام محمد محبی اور علامہ عصامی کے مطابق امام ثعالبیؒ کا وصال بروز بدھ ۱۴ رجب

(۱) محبی، خلاصۃ الأثر، ۳: ۲۴۰

(۲) محبی، خلاصۃ الأثر، ۳: ۲۴۲

۸۰ھ میں ہوا۔ آپ استاذِ شیخ محمد بن عراق کی قبر کے نزدیک حجون میں دفن ہوئے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔^(۱)

ان دلائل و براہین سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہوا کہ دوسری صدی ہجری سے لے کر گیارہویں صدی ہجری تک اکابرِ ائمہ و حفاظِ حدیث امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کو اپنے طریق سے جمع کرتے رہے ہیں۔ باب کا تفصیلی خلاصہ ہم ان شاء اللہ تعالیٰ باب کے آخر میں لکھیں گے۔ فی الحال دو جلیل القدر محدث امام محمد بن محمود خوارزمی اور امام محمد بن یوسف صالحی شامی کے احوال درج کریں گے۔ یہ وہ عظیم المرتبت ائمہ ہیں جنہوں نے اپنی کتب میں امامِ اعظم کی مسانید کی تخریج کی۔

بعض نادان، ناسمجھ اور کم علم معترضین جب اتنے اعظم اور نامور محدثین کو ”مسند ابی حنیفہ“ تالیف کرتا دیکھتے ہیں تو انہیں اور کچھ اعتراض نہیں سوچتا تو ان مسانید کو جمع کرنے والے ائمہ پر بے بنیاد اعتراض جڑ دیتے ہیں۔ یہ کم فہم معترضین امام خوارزمی اور امام صالحی کو بے جا تنقید کا نشانہ بناتے ہیں کہ وہ مجہول ہیں، ان کے علمی حالات کا پتہ نہیں، پتہ نہیں ان کے کون سے اساتذہ اور تلامذہ تھے؟ ان کا علمی مقام کیا تھا؟ وغیرہ۔ ذیل میں ان شاء اللہ العزیز امام خوارزمی اور امام صالحی پر ان ہی اعتراضات کے تسلی بخش جوابات دیئے جائیں گے تاکہ راہِ حق کے متلاشیوں کو کوئی ضال و مضل بھٹکا نہ سکے۔

(۱) صاحبِ جامع المسانید امام خوارزمیؒ کا تعارف

امام ابوالمؤید محمد بن محمود بن محمد بن حسن خوارزم سے تعلق رکھنے والے محدث و حنفی فقیہ ہیں۔ آپ ۱۲ ذوالحجہ ۵۹۳ھ میں خوارزم میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی۔ ”خطیبِ خوارزم“ کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ نے امام نجم الدین طاہر بن محمد حفصی

(۱) ۱۔ محبی، خلاصة الأثر، ۳: ۲۴۳

۲۔ عصامی، سمط النجوم العوالی، ۴: ۵۱۶

سے علم فقہ سیکھا اور خوارزم میں حدیث کا سماع شروع کیا۔ بعد ازاں آپ نے بغداد اور دمشق سے بھی علم حدیث حاصل کیا۔^(۱)

جامع المسانید کے مطالعہ سے امام محمد خوارزمی کے کثیر شیوخ کا پتہ چلتا ہے۔ جن میں سے چند ائمہ حدیث کا نام درج ہے:

- ۱۔ احمد بن عمر بن محمد خیوفی ۲۔ صالح بن شجاع مدلی
 - ۳۔ ابونصر اغربن ابی الفضائل ۴۔ یاقوت بن عبد اللہ جوہری
 - ۵۔ شرف الدین احمد بن مؤید بن موفق بن احمد کی
 - ۶۔ ابوالفضل اسماعیل بن احمد ۷۔ شیخ معمر ضیاء الدین صفر بن یحییٰ
 - ۸۔ شرف الدین حسن بن ابراہیم ۹۔ ابوبکر عبد اللہ بن مبارک ہذلی
 - ۱۰۔ محی الدین یوسف بن ابی الفرج عبد الرحمن ابن الجوزی
- اور دیگر ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ۔^(۲)

امام قاسم بن قطلوبغا (متوفی ۸۷۹ھ) امام خوارزمی کے متعلق لکھتے ہیں:

و ولی قضاء خوارزم و خطابتها بعد أخذ التتار لها، ثم ترکها،
وقدم بغداد حاجاً، فحجَّ، وجاور، ورجع علی مصر، ثم إلى
دمشق، ثم إلى بغداد ودرَّس بها.

وصنَّف ”مسانید الإمام أبي حنيفة“ في مجلَّدين، جمع فيهما بين
خمسة عشر مصنَّفًا. وقد رويناها عن قاضي بغداد (هو التاج

(۱) ۱۔ قرشی، الجواهر المضية: ۳۷۶

۲۔ ابن قطلوبغا، تاج التراجم: ۲۷۸

(۲) خوارزمی، مقدمہ، جامع المسانید، ۱: ۷۰۔ ۳۰

أحمد الفرغانی النعمانی، عن عمه، عن ابن الصباغ، عنه. (۱)

”تاتاریوں کے خوارزم پر قبضہ کے بعد آپ کو اس کا قاضی اور خطیب مقرر کیا گیا، بعد ازاں آپ نے اسے چھوڑ دیا اور حج کرنے کی غرض سے بغداد میں قیام پذیر رہے پھر حج کرنے کے بعد مکہ میں ہی سکونت اختیار کی، اس کے بعد مصر تشریف لے گئے، وہاں سے دمشق، پھر (دوبارہ) بغداد پہنچے اور وہیں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔

”آپ نے دو جلدوں میں ”مسانید امام ابی حنیفہ“ تصنیف کی جس میں آپ نے ۱۵ مسانید کو جمع کیا۔ ہم نے اسے قاضی بغداد تاج احمد فرغانی نعمانی کے طریق سے، انہوں نے اپنے چچا، انہوں نے ابن الصباغ اور انہوں نے آپ سے روایت کیا ہے۔“

اس بحث سے ہم یہی نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ امام خوارزمی پر کذب کا جھوٹا الزام دراصل ان کا امام اعظم ابو حنیفہ کی مسانید کو مروی کرنے کی وجہ سے لگایا گیا۔ یہ صرف بہ صرف امام صاحب کو علم حدیث میں کمتر ثابت کرنے کے لئے حسد اور تعصب کی بناء پر گرٹھا گیا جس سے امام خوارزمی کا دامن بالکل پاک صاف ہے۔ امام خوارزمی کو تو سلام پیش کرنا چاہیے کہ انہوں نے امام اعظم سے اسی بے سرو پا الزام کو رد کرنے کے لئے آپ کی مسانید کو جمع کیا۔ اس بات کا ذکر انہوں نے ”جامع المسانید“ کے مقدمہ میں کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

”میں نے شام میں بعض جہلاء سے آپ کی نسبت کچھ ایسے اعتراضات سنے جس سے آپ کی تنقیص و تصغیر ہوتی تھی۔ آپ کے علاوہ ائمہ کی تعظیم ہوتی جبکہ آپ کو حقیر گردانا جاتا اور آپ کو روایت حدیث میں قلت کا طعنہ دیا جاتا۔ یہ استدلال اس بناء پر کیا جاتا کہ ابو العباس محمد بن یعقوب اہم نے مسند شافعی کو

(۱) ابن قطلوبغا، تاج التراجم: ۲۷۸

جمع کیا، موطا مالک بھی ہے اور مسند احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا بھی وجود ہے، اس سے یہ گمان ہوتا کہ ابو حنیفہ کی کوئی مسند نہیں ہے اور وہ صرف چند احادیث روایت کرتے تھے۔ پس اس پر مجھے خدائی دینی حمیت اور نعمانی حنفی عصیت نے اپنے شکنجے میں جکڑ لیا جس سے متاثر ہو کر میں نے پندرہ مسانید کو جمع کرنے کا ارادہ کیا۔“ (۱)

اس عبارت سے یہ حقیقت سامنے آئی کہ امام خوارزمی نے ۱۵ مسانیدِ امامِ ابی حنیفہ کو مخالفین کی تردید میں جمع کیا۔

آپ نے اس کتاب کو فقہی عنوانات کے مطابق ترتیب دے کر انہیں ۴۰ ابواب میں منقسم کیا ہے۔ امام خوارزمی خود کتاب ہذا کے مقدمہ میں اس کے اسلوب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

استخرجته في جمع هذه المسانيد على ترتيب أبواب الفقه في أقرب حد، ونظمها في أقصر عقد، بحذف المعاد وترك تكرير الإسناد إلا إذا كان الحديث الواحد مشتملاً على مسائل أبواب مختلفة أو اختلفت أسانيدہ ليغلب بحجته العالم المساعد، ويدحض شبهة الجاهل المعاند. (۲)

”میں نے ان مسانید کو ممکنہ حد تک فقہی ابواب کے مطابق ترتیب دیا ہے اور ان کو خاص نظم و ضبط میں پرویا ہے۔ اس میں سے تکرارِ اسناد کو ترک اور معاد کو حذف کر دیا گیا ہے۔ ہاں جب کوئی حدیث مختلف فقہی مسائل پر مشتمل ہے یا اس کی آسانید مختلف ہیں تو اس میں یہ لحاظ نہیں رکھا گیا، تاکہ اس کی حجت سے

(۱) خوارزمی، جامع المسانید، ۴: ۱

(۲) خوارزمی، جامع المسانید، ۶، ۵: ۱

محقق عالم غالب ہو اور جھگڑا لو جاہل کا شبہ دور ہو۔“

ان دلائل سے واضح ہوا کہ امام محمد خوازمی علم حدیث و فقہ میں بلند رتبے کے حامل تھے۔

حاجی خلیفہ کے مطابق امام محمد بن محمود خوازمی کا سنِ وصال ۶۶۵ھ ہے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔^(۱)

(۲) امام محمد بن یوسف صالحی کا تعارف

محدث شام امام شمس الدین محمد بن یوسف بن علی بن یوسف صالحی شافعی دمشق کے علاقہ صالحیہ میں پیدا ہوئے۔ آپ اپنی وفات تک قاہرہ کے صحراء برقوقیہ میں سکونت پذیر رہے۔^(۲)

۱۔ علامہ شعرائی آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

العالم الزاهد الشيخ شمس الدين محمد الشامي، المتمسك بالسنة المحمدية، نزيل التربة البرقوقية، وكان عالماً صالحاً، مفضلاً في العلوم، وألف السيرة النبوية المشهورة التي جمعها من ألف كتاب، وأقبل الناس على كتابتها، ومشى فيها على أنموذج لم يسبق إليه أحد.^(۳)

”عالم زاہد شیخ شمس الدین محمد شامی سنتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو تھامنے والے، برقوقیہ کی سرزمین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ صالح عالم اور مختلف علوم

(۱) حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ۲: ۱۶۸۰

(۲) زرکلی، الأعلام، ۷: ۱۵۵

(۳) ابن عماد، شذرات الذهب، ۸: ۲۵۰

میں ماہر تھے۔ آپ نے ایک ہزار کتب کے مجموعوں سے مشہورِ عالم سیرت النبی ﷺ تصنیف کی۔ آپ اس کو تحریر کرنے میں تمام لوگوں پر سبقت لے گئے ہیں، آپ نے اس میں سیرت کے وہ گوشے بیان کئے ہیں جس پر کوئی بھی آپ سے پہل نہیں کر سکا۔“

۲۔ علامہ محمد بن جعفر کتائی (متوفی ۱۳۴۵ھ) نے امام ثمس الدین محمد بن یوسف صالحی شامی کو ”خاتمة المحدثین“ (محدثین کی انتہاء) کا لقب دیا ہے۔^(۱)

۳۔ امام صالحیؒ کئی کتب کے مصنف ہیں۔ آپ کی چند تصانیف کے نام یہ ہیں:

سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، عین الإصابة فی معرفة الصحابة، عقود الجمان فی مناقب أبي حنیفة النعمان، الجامع الوجیز الخادم للغات القرآن العزیز، الآیات العظيمة الباهرة فی معراج سید اهل الدنيا والآخرة، مجمع الفتوة فی شرح الصدر خاتم النبوة، الجواهر النفائس فی تحبیر کتاب العرائس.^(۲)

امام صالحی کو یہ شرف حاصل ہوا کہ آپ نے اپنی متصل اسناد کے ساتھ ”عقود الجمان“ میں امام اعظم ابوحنیفہؒ کی سترہ مسانید کا تذکرہ کیا ہے۔

✽ علامہ عبدالحی بن احمد ابن عماد حنبلی کے مطابق امام محمد بن یوسف صالحی کا وصال ۹۴۲ھ میں ہوا۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔^(۳)

مذکورہ بالا تمام تفصیل سے پتہ چلا کہ امام محمد خوارزمی اور امام محمد صالحی پر علم

(۱) محمد بن جعفر، الرسالة المستطرفة: ۱۹۹

(۲) ۱۔ ابن عماد، شذرات الذهب، ۸: ۲۵۱

۲۔ زرکلی، الأعلام، ۷: ۱۵۵

(۳) ابن عماد، شذرات الذهب، ۸: ۲۴۶، ۲۵۰

حدیث سے بے علمی کا الزام لگانا اور ان کے بلند پایہ علمی رتبے کا انکار کرنا درحقیقت معترض کی کم علمی، جہالت یا تعصب پر دلالت کرتا ہے۔ اگر یہ حضرات علمی حوالے سے کم تر یا ضعیف فی الحدیث ہوتے تو اکابر علماء اس کی نشاندہی کرتے حالانکہ ایسا نہیں ہوا جو ان کے معتبر اور ثقہ ہونے کی روشن دلیل ہے۔

خلاصہ بحث

ڈیڑھ سو سے زائد صفحات پر پھیلی اس کتاب کو خلاصہٴ درج ذیل اہم علمی نکات میں سمیٹا جاسکتا ہے:

۱۔ اُنٹیس (۲۹) جلیل القدر ائمہ حدیث کو یہ شرف اور افتخار حاصل ہے کہ انہوں نے امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی مسند کو اپنے اپنے طریق سے جمع کیا۔ ان اکابر ائمہ میں براہِ راست امامِ اعظم کے تلامذہ آپ کے بیٹے حماد، قاضی ابو یوسف، محمد بن حسن شیبانی اور حسن بن زیاد اللؤلؤی بھی شامل ہیں۔ ان کے علاوہ گیارہویں صدی ہجری تک آنے والے اعظم محدثین آپ کی مسند کو تالیف کرتے رہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے: چوتھی صدی ہجری میں محمد بن مخلد الدوری، حافظ ابنِ عقدہ، حافظ ابنِ ابی العوام، عمر بن حسن اُشنانی، محمد بن یعقوب حارثی، حافظ ابنِ عدی، محمد بن مظفر، طلحہ بن محمد، محمد بن ابراہیم مقرئ، حافظ دارقطنی، حافظ ابنِ شاہین، حافظ ابنِ مندہ (چوتھی صدی ہجری کو ”امامِ اعظم کی صدی“ کہنا لغو نہ ہو گا)، پانچویں صدی ہجری میں حافظ ابو نعیم اصبہانی، حافظ ابو بکر احمد بن محمد کلاعی، علی بن محمد ماوردی، حافظ خطیب بغدادی اور عبد اللہ بن محمد انصاری، چھٹی صدی ہجری میں حافظ محمد بن حسین ابنِ خسرو بلخی، محمد بن عبد الباقی انصاری، حافظ ابنِ عساکر دمشقی اور علی بن احمد مکی۔ ساتویں صدی ہجری میں امام ابو علی حسن بن محمد بکری، دسویں صدی ہجری میں حافظ شمس الدین محمد بن عبد الرحمن سخاوی اور گیارہویں صدی ہجری میں یہ سعادت امام عیسیٰ بن محمد ثعالبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے حصہ میں آئی۔

۲۔ ایک اہم بات جس کے سبب اس باب کو چار چاند لگ گئے ہیں وہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا انتیس (۲۹) ائمہ میں سے ہر ایک امام کے احوالِ حیات اور علمی مقام و مرتبہ کو بھی اکابر ائمہ و علماء کرام کی زبانی قلمبند کر دیا گیا ہے۔ اس کا مقصد و مدعا یہ ہے کہ

(۱) کوئی بھی ناواقف، جاہل اور قلیل المطالعہ شخص اپنی چکری باتوں سے ان ائمہ کے صدق و صفا کے بارے قارئین کو گمراہ نہ کر سکے۔

(۲) جو احباب بھی ان ائمہ کے حالات اور ثقافتِ علمی سے آگاہی حاصل کرنا چاہیں وہ اس سے مستفید ہو سکیں۔

۳۔ ان ائمہ عظام کے مسند ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو تالیف کرنے پر بھی الگ الگ کثیر حوالے دیئے گئے ہیں۔ اس میں صرف امام خوارزمی کی ”جامع المسانید“، حافظ شمس الدین ابن طولون کی ”الفہرست الأوسط“ اور امام محمد بن یوسف صالحی کی ”عقود الجمان“ پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ دیگر محدثین کبار مثلاً حافظ خطیب بغدادی، حافظ ابن نقطہ حنبلی، حافظ ابن عبد الہادی حنبلی، حافظ شمس الدین ذہبی، حافظ ابن حجر عسقلانی، علامہ شوکانی اور حاجی خلیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم جیسے اکابرین کی کتب سے بھی حوالے نقل کئے گئے ہیں، جو اس بات کا یقین ثبوت ہیں کہ ان ائمہ نے ”مسند ابی حنیفہ“ کو تالیف کیا۔

۴۔ اسی طرح ان تمام ائمہ کے احوال اور علمی مقام کو بھی بلند پایہ کتبِ رجال اور جرح و تعدیل سے ثابت کیا گیا ہے۔ ان کتب میں نمایاں نام یہ ہیں: قاضی ابو عبد اللہ حسین بن علی صیمری کی أخبار أبي حنيفة وأصحابه، حافظ خطیب بغدادی کی تاریخ بغداد، حافظ ابو سعد عبد الکریم بن محمد سمعانی کی الأنساب، حافظ ابن عساکر کی تاریخ مدینہ دمشق، حافظ ذہبی کی سیر أعلام النبلاء، تذکرۃ الحفاظ، حافظ عبد القادر بن ابی الوفا قرشی کی الجواهر المضیئة فی طبقات الحنفیة، حافظ ابن حجر عسقلانی کی تہذیب التہذیب، لسان المیزان، تعجیل المنفعة، حافظ جلال الدین سیوطی کی طبقات الحفاظ اور ابن عماد حنبلی کی شذرات الذهب قابلِ ذکر ہیں۔

۵۔ امام اعظم ابو حنیفہ کی مذکورہ بالا اُن تیس (۲۹) مسانید پر تفصیلی بحث سے غرض و غایت یہ تھی کہ جو آپ پر قلتِ حدیث اور عدمِ حدیث دانی کا بے بنیاد اور جھوٹا الزام لگایا جاتا ہے اس کا علمی دلائل و براہین سے رد کیا جائے۔ الحمد للہ تعالیٰ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے ہم اس مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب رہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر امام صاحب حافظِ حدیث یا حدیث میں معتبر اور ثقہ نہیں ہیں تو اتنے اجل اور اعظم محدثین نے آپ کی مسند کو کیوں جمع کیا؟ انہیں کیا ضرورت پڑی تھی کہ جس شخص کے پاس احادیث کا ذخیرہ نہیں اس کی طرف احادیث منسوب کر کے اپنے لئے جہنم کا سامان بناتے اور دنیا میں بھی اتنی مشقت اٹھاتے؟

یہ ایسے سوالات ہیں جن کا جواب معترضین کے پاس کبھی بھی نہیں ہو گا۔ وہ صرف انہیں ٹال مٹول سے نظر انداز کر سکتے ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے کیونکہ ان سوالات کا صرف ایک ہی صحیح، درست اور حق جواب یہ ہے کہ ”امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف حدیث میں امام ہیں بلکہ اوثق اور اصدق مقام پر فائز ہیں تب ہی ان اکابر ائمہ حدیث نے آپ سے مروی احادیث کو اپنی مسند میں جمع کیا۔“ ☆

☆ ہمارے فرید ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی لائبریری میں قاضی ابو یوسف کی ”کتاب الآثار“، امام محمد بن حسن شیبانی کی ”کتاب الآثار“، حافظ ابو نعیم اصبہانی کی ”مسند ابی حنیفہ“، امام ابو محمد عبد اللہ بن محمد حارثی بخاری کی ”مسند ابی حنیفہ“ اور امام خوارزمی کی ”جامع المسانید“ موجود ہیں، جن میں امام اعظم ابو حنیفہ کی سیکڑوں مرویات ہیں جو حدیث میں آپ کی امامت و ثقاہت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ورضوا عنہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

مآخذ و مراجع

- ١- القرآن الحكيم۔
- ٢- ابو اسحاق شیرازی، ابراہیم بن علی بن یوسف (٣٩٣-٤٧٦ھ)۔ طبقات الفقہاء۔ بیروت، لبنان، دار القلم۔
- ٣- ابن بھکوال، ابو القاسم خلف بن عبد الملک بن مسعود انصاری (٢٩٣-٥٤٨ھ/ ١١٠١-١١٨٣ء)۔ الصلۃ۔ قاہرہ، مصر: الدار المصریۃ۔
- ٤- ابن تفری بردی، ابو الحسن جمال الدین یوسف (٨١٣-٨٤٢ھ)۔ النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرۃ۔ مصر: وزارة الثقافة۔
- ٥- حارثی، ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب بخاری (٢٥٨-٣٢٠ھ)۔ مسند أبی حنیفۃ۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ١٣٢٩ھ/ ٢٠٠٨ء۔
- ٦- حمزہ بن یوسف، ابو قاسم جرجانی سہمی (٢٢٨ھ)۔ تاریخ جرجان۔ بیروت، لبنان: عالم الکتب، ١٣٠١ھ/ ١٩٨١ء۔
- ٧- ابن جوزی، ابو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ (٥١٠-٥٤٩ھ/ ١١١٦-١٢٠١ء)۔ المنتظم فی تاریخ الملوک والأئمہ، بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیۃ، ١٣١٢ھ/ ١٩٩٢ء۔
- ٨- ابن ابی حاتم، ابو محمد عبد الرحمن بن ابی حاتم محمد بن ادريس رازی تمیمی (٣٢٧ھ)۔ الجرح والتعديل۔ بیروت، لبنان: دار إحياء التراث العربی، ١٢٤١ھ۔
- ٩- ابن حجر ہمتی، ابو العباس احمد بن محمد بن محمد بن علی بن محمد بن علی کئی (٩٠٩-٩٤٣ھ/ ١٥٠٣-١٥٦٦ء)۔ الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبی حنیفۃ النعمان۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ١٣٠٣ھ/ ١٩٨٣ء۔

- ۱۰۔ خطیب بغدادی، ابوبکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بن ثابت (۳۹۲-۴۶۳ھ/۱۰۰۲-۱۰۷۱ء)۔ تاریخ بغداد۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔
- ۱۱۔ خطیب بغدادی، ابوبکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بن ثابت (۳۹۲-۴۶۳ھ/۱۰۰۲-۱۰۷۱ء)۔ الرحلة في طلب الحديث۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۳۹۵ھ۔
- ۱۲۔ ابن خلکان، ابوالعباس شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر بن خلکان (۶۰۸-۶۸۱ھ)۔ وفيات الأعيان وأنباء الزمان۔ بیروت، لبنان: دار الثقافة، ۱۹۶۸ء۔
- ۱۳۔ حاجی خلیفہ، مصطفیٰ بن عبد اللہ قسطنطینی رومی حنفی (۱۰۱۷-۱۰۶۷ھ)۔ کشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۲ء۔
- ۱۴۔ خوارزمی، ابوالموید محمد بن محمود (۵۹۳-۶۶۵ھ)۔ جامع المسانید للإمام أبي حنيفة۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔
- ۱۵۔ ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد (۶۷۳-۷۴۸ھ)۔ تذكرة الحفاظ، بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔
- ۱۶۔ ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد (۶۷۳-۷۴۸ھ)۔ سیر أعلام النبلاء، بیروت، لبنان: مؤسسة الرسالة، ۱۴۱۳ھ۔
- ۱۷۔ ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد (۶۷۳-۷۴۸ھ)۔ العبر في خبر من غبر۔ کویت: مطبعة حكومة الكويت، ۱۹۸۴ء۔
- ۱۸۔ ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد (۶۷۳-۷۴۸ھ)۔ مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه۔ مصر: دار الکتب العربی۔

- ١٩- ذهبي، شمس الدين محمد بن احمد (٦٤٣-٧٨٠هـ) - ميزان الاعتدال في نقد الرجال - بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٩٩٥ء -
- ٢٠- زاهد الكوثري، محمد (١٢٩٦-١٣٤١هـ) - تأنيب الخطيب على ما ساقه في ترجمة أبي حنيفة من الأكاذيب - ملتان، باكستان: مكتبة امداديه -
- ٢١- ابن زبر ربي، محمد بن عبد الله بن احمد بن سليمان (٢٩٨-٣٩٤هـ) - تاريخ مولد العلماء ووفياتهم - رياض، سعودى عرب: دار العاصمة، ١٢١٠هـ -
- ٢٢- زيلعي، جمال الدين ابو محمد عبد الله بن يوسف حنفي (٤٦٢هـ) - نصب الراية لأحاديث الهداية - لاهور، باكستان: دار نشر الكتب الاسلاميه، ١٣٥٤هـ / ١٩٣٨ء -
- ٢٣- زيلعي، جمال الدين ابو محمد عبد الله بن يوسف حنفي (٤٦٢هـ) - نصب الراية لأحاديث الهداية - مصر: دار الحديث، ١٣٥٤هـ -
- ٢٤- سبكي، تقى الدين ابو الحسن على بن عبد الكافي بن على بن تمام انصارى (٦٨٣-٥٦١هـ / ١٢٨٢-١٣٥٥ء) - شفاء السقام في زيارة خير الأنام -
- ٢٥- سبكي، تاج الدين بن على بن عبد الكافي (٤٢٤-٤٤١هـ) - طبقات الشافعية الكبرى - بجر للطباعة والنشر، ١٢١٣هـ -
- ٢٦- ابن سعد، ابو عبد الله محمد (١٦٨-٢٣٠هـ / ٨٢٤-٨٢٥ء) - الطبقات الكبرى - بيروت، لبنان: دار صادر -
- ٢٧- سمعاني، ابوسعبد الكريم بن محمد بن منصور تميمي (٥٦٢هـ) - الأنساب، بيروت، لبنان، دار الفكر، ١٢١٩هـ / ١٩٩٨ء -
- ٢٨- سيوطي، جلال الدين ابو الفضل عبد الرحمن بن ابى بكر (٨٢٩-٩١١هـ / ١٢٣٥-١٥٠٥ء) - تبيين الصحيفه بمناقب أبي حنيفة - بيروت، لبنان: دار الكتب

العلمیہ، ۱۴۱۰ھ / ۱۹۹۰ء۔

- ۲۹۔ سیوطی، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمن بن ابی بکر (۸۴۹-۹۱۱ھ / ۱۴۴۵-۱۵۰۵ء)۔ طبقات الحفاظ۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۳ھ۔
- ۳۰۔ شوکانی، محمد بن علی بن محمد (۱۱۷۳-۱۲۵۰ھ / ۱۷۶۰-۱۸۳۴ء)۔ نیل الأوطار شرح منتقى الأخبار۔ بیروت، لبنان: دار الجلیل، ۱۹۷۳ء۔
- ۳۱۔ ابن قاضی شہب، ابو بکر بن احمد بن محمد بن عمر (۷۷۹-۸۵۱ھ)۔ طبقات الشافعیة۔ بیروت، لبنان: عالم الکتب، ۱۴۰۷ھ۔
- ۳۲۔ صالحی، ابو عبد اللہ محمد بن یوسف صالحی دمشقی شافعی (۹۴۲ھ)۔ عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة النعمان۔ کراچی، پاکستان: مکتبۃ الشیخ۔
- ۳۳۔ صفدی، صلاح الدین خلیل بن ایبک (۶۹۶-۷۶۴ھ)۔ الوافی بالوفیات۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث، ۱۴۲۰ھ / ۲۰۰۰ء۔
- ۳۴۔ صیمری، ابو عبد اللہ حسین بن علی (۴۳۶ھ)۔ أخبار أبي حنیفة وأصحابه، حیدرآباد، بھارت، مطبعة المعارف الشرقية، ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء۔
- ۳۵۔ ابن عابدین شامی، محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین (۱۱۹۸-۱۲۵۲ھ)۔ عقود اللآلی فی الأسانید العوالی۔ دمشق، شام: مطبعة المعارف، ۱۴۰۲ھ / ۱۸۸۴ء۔
- ۳۶۔ ابن عبد البر، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد (۳۶۸-۴۶۳ھ / ۹۷۹-۱۰۷۱ء)۔ الإنقاء فی فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔
- ۳۷۔ ابن عبد البر، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد (۳۶۸-۴۶۳ھ / ۹۷۹-۱۰۷۱ء)۔ جامع بیان العلم وفضله۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء۔

- ٣٨- ابن عبد البهادی، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عبد الحمید بن قدامہ مقدسی حنبلی (٤٠٥-٤٢٢ھ)۔ تنقیح تحقیق أحادیث التعلیق۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ١٩٩٨ء۔
- ٣٩- عجونی، ابو الفداء اسماعیل بن محمد بن عبد البهادی بن عبد الغنی جراحی (١٠٨٤- ١١٦٢ھ/ ١٦٤٦-١٤٢٩ء)۔ کشف الخفاء ومزیل الألباس۔ بیروت، لبنان: مؤسسه الرسالہ، ١٤٠٥ھ۔
- ٤٠- ابن عساکر، ابو قاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ بن عبد اللہ بن حسین دمشقی (٣٩٩- ٥٤٤ھ/ ١١٠٥-١١٤٦ء)۔ تاریخ مدینۃ دمشق۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ١٩٩٥ء۔
- ٤١- عسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (٤٤٣- ٨٥٢ھ/ ١٣٤٢- ١٢٣٩ء)۔ الإصابة فی تمييز الصحابة۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ١٣١٢ھ/ ١٩٩٢ء۔
- ٤٢- عسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (٤٤٣- ٨٥٢ھ/ ١٣٤٢- ١٢٣٩ء)۔ تعجیل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العربی۔
- ٤٣- عسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (٤٤٣- ٨٥٢ھ/ ١٣٤٢- ١٢٣٩ء)۔ تقریب التهذیب۔ شام: دار الرشید، ١٤٠٦ھ/ ١٩٨٦ء۔
- ٤٤- عسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (٤٤٣- ٨٥٢ھ/ ١٣٤٢- ١٢٣٩ء)۔ تلخیص الحبیر۔ مدینہ منورہ: ١٣٨٣ھ/ ١٩٦٣ء۔
- ٤٥- عسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (٤٤٣- ٨٥٢ھ/ ١٣٤٢- ١٢٣٩ء)۔ تهذیب التهذیب۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ١٤٠٣ھ/ ١٩٨٣ء۔

- ۴۶۔ عسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳-۸۵۲ھ/۱۳۷۲-
۱۲۴۹ء)۔ الدراية في تخريج أحاديث الهداية۔ بیروت، لبنان: دارالمعرفة۔
- ۴۷۔ عسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳-۸۵۲ھ/۱۳۷۲-
۱۲۴۹ء)۔ لسان المیزان۔ بیروت، لبنان: مؤسسة العلمی، ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء۔
- ۴۸۔ عسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳-۸۵۲ھ/۱۳۷۲-
۱۲۴۹ء)۔ المعجم المفهرس أو تجريد أسانيد الكتب المشهورة
والأجزاء المنشورة۔ بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیة، ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء۔
- ۴۹۔ ابن عماد، عبد الحی بن احمد بن محمد عکری حنبلی (۱۰۳۲-۱۰۸۹ھ)۔ شذرات
الذهب فی أخبار من ذهب۔ دمشق: شام، دار ابن کثیر، ۱۴۰۶ھ۔
- ۵۰۔ عمر رضا کحاله، معجم المؤلفین۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی،
۱۳۷۲ھ۔
- ۵۱۔ عیسیٰ ایوبی، ملک معظم ابن ابوبکر محمد خنی (۶۲۴ھ)۔ السهم المصیب فی الرد
على الخطیب۔
- ۵۲۔ فواد سیزگین، ڈاکٹر۔ تاریخ التراث العربی۔ قاہرہ، مصر: الہیئة المصریة،
۱۹۷۱ء۔
- ۵۳۔ قرشی، عبدالقادر بن محمد بن محمد ابن ابی الوفاء قرشی مصری (۶۹۶-۷۷۵ھ/۱۲۹۷-
۱۳۷۳ء)۔ الجواهر المضيئة فی طبقات الحنفیة۔ بیروت، لبنان:
دارالکتب العلمیة، ۱۴۲۶ھ/۲۰۰۵ء۔
- ۵۴۔ قزوینی، عبدالکریم بن محمد الرافعی۔ التدوین فی أخبار قزوین۔ بیروت، لبنان:
دارالکتب العلمیة، ۱۹۸۷ء۔
- ۵۵۔ ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر (۷۰۱-۷۷۴ھ/۱۳۰۱-۱۳۷۳ء)۔ البداية

- والنهاية - بيروت، لبنان: دار الفكر، ١٣٠١هـ -
- ٥٦ - كرمي، محمد بن محمد بن شهاب ابن بزاز (٨٢٤هـ) - مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة - كوت، پاکستان: مکتبہ اسلامیہ، ١٣٠٤هـ -
- ٥٧ - ابن ماکولا، ابو نصر علی بن هبة الله بن جعفر (٣٢٢-٣٤٥هـ) - الإكمال فی رفع الارتياب عن المؤلف والمختلف في الأسماء والكنى والأنساب - بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٣١١هـ -
- ٥٨ - ابن ماکولا، ابو نصر علی بن هبة الله بن جعفر (٣٢٢-٣٤٥هـ) - تهذيب مستمر الأوهام - بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٣١٠هـ -
- ٥٩ - محمد بن جعفر كتاني، ابن ادريس حسي فاسي (١٢٤٣-١٣٣٥هـ) - الرسالة المستطرفة لبيان مشهور كتب السنة المشرفة - بيروت، لبنان: دار البشائر الإسلامية، ١٣٠٦هـ / ١٩٨٦ء -
- ٦٠ - محمد عبد الحی کهنوی، ابن محمد عبد الحليم هندي (١٢٦٣-١٣٠٣هـ) - الفوائد البهیة فی تراجم الحنفیة - بيروت، لبنان: شركة دار الأرقم بن أبي الأرقم، ١٣١٨هـ / ١٩٩٨ء -
- ٦١ - مرتضى زبيدي، سيد ابو الفیض محمد بن محمد بن محمد حسینی (١٢٠٥هـ) - عقود الجواهر المنيفة في أدلة مذهب الإمام أبي حنيفة مما وافق فيه الأئمة الستة أو أحدهم - پاکستان، کراچی: ایچ ایم سعید کمپنی -
- ٦٢ - مسلم، ابن الحجاج قشیری (٢٠٦-٢٦١هـ / ٨٢١-٨٤٥ء) - الصحيح - بيروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی -
- ٦٣ - ابن مفلح، برهان الدین ابراهيم بن محمد بن عبد الله بن محمد (٨٨٣هـ) - المقصد الأرشد فی ذکر أصحاب الإمام أحمد، ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الرشد

للمنشر والتوزيع، ۱۹۹۰ء۔

- ۶۴۔ موفق، ابن احمد بن محمد مکی (۴۸۴ - ۵۶۸ھ)۔ مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة - کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ اسلامیہ، ۱۴۰۷ھ۔
- ۶۵۔ ابو نعیم اصبہانی، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران (۳۳۶ - ۴۳۰ھ / ۹۴۸ - ۱۰۳۸ء)۔ تاریخ اصبہان - بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۱۰ھ / ۱۹۹۰ء۔
- ۶۶۔ ابو نعیم اصبہانی، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران (۳۳۶ - ۴۳۰ھ / ۹۴۸ - ۱۰۳۸ء)۔ حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء - بیروت، لبنان: دار الکتب العربی، ۱۴۰۰ھ / ۱۹۸۰ء۔
- ۶۷۔ ابن نقطہ، ابو بکر محمد بن عبد الغنی بغدادی حنبلی (۵۷۹ - ۶۲۹ھ)۔ التقیید لمعرفۃ رواۃ السنن والمسانید - بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ۔
- ۶۸۔ ابن نقطہ، ابو بکر محمد بن عبد الغنی بغدادی حنبلی (۵۷۹ - ۶۲۹ھ)۔ تکملة الإكمال - مکہ مکرمہ، سعودی عرب: جامعۃ ام القری، ۱۴۱۰ھ۔
- ۶۹۔ نووی، ابو زکریا یحییٰ بن شرف بن مری (۶۳۱ - ۶۷۷ھ / ۱۲۳۳ - ۱۲۷۸ء)۔ تہذیب الأسماء واللغات - بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ۔
- ۷۰۔ ابو الوفا، افغانی۔ مقدمۃ کتاب الآثار للإمام أبی یوسف - سانگلہ ہل، شیخوپورہ، پاکستان: المکتبۃ الأثریۃ۔
- ۷۱۔ ابو یعلیٰ خلیلی، خلیل بن عبد اللہ بن احمد قزوینی (۳۶۷ - ۴۴۶ھ)۔ الإرشاد فی معرفۃ علماء الحدیث - ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الرشید، ۱۴۰۹ھ۔

72. <http://v.b.arabsgate.com/showpost.php?p=3653434&postcount=26>

73. docs.ksu.edu.sa/DOC/Articles44/Article440033.doc